JALALI KUTAB KHANA PRESENTS

بہاولپور سے چار کوس دور

مصنف ناصر نقوی

بہاولپور سے
4 کوس دور
ناصر نقوی
اقتدار کی غلام گردشوں کی

بہاول پور سے چار کوس دور
ناصر نقوی
شعاع ادب۔ لاہور

محترم عبدالمجید ساگر کے نام جنہوں نے
مجھے لکھنے کی ترغیب دی اور عزیز دوست طاہر
حلیم کے نام جنہوں نے اس کتاب کی خواہش کی

ناشر ــــ طاہر حلیم

نام کتاب ــــ پہلو پورے چار کوس دور

اشاعت اول ــــ ستمبر ۱۹۸۸ء

تعداد ــــ ایک ہزار

سرورق ــــ ایم جاوید

پرنٹرز ــــ زاہد بشیر پرنٹرز

پبلشر ــــ شعاع ادب اردو بازار لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار تشکر

اس کتاب کو ایک مکمل دستاویز بنانے اور اسے اہل علم و دانش اور شائقین مطالعہ کے حضور پیش کرنے میں جہاں میرے پبلشر جناب طاہر حلیم کی ہر ممکن کوششیں شامل ہیں' وہاں میرے دوستوں اور رفقاء' بالخصوص میرے چھوٹے بھائی ایس عابد علی نقوی کا تعاون اس حد تک شامل ہے کہ شاید ان کی دلچسپی اور معاونت کے بغیر میں اسے مکمل نہ کر سکتا یقیناً اپنے موضوع کے اعتبار سے اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے اور یہ اعزاز حاصل کرنے کیلئے میرے پبلشر اور ڈائریکٹر جناب ایم جاوید نے جو تعاون کیا ہے میں اس پر ان کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں

ناصر نقوی

گیارہ سالہ دور — ایک مکمل دستاویز

۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے ۷ اگست ۱۹۸۸ء تک کا عرصہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ سالہ طویل ترین دور اقتدار کے حوالے سے پاکستان کی قومی اور سیاسی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اسے ایک ایسے ہنگامی دور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جس کے دوران رونما ہونے والے حالات و واقعات نے اندرون ملک اور بیرون ملک ایسے گہرے اثرات مرتب کئے جس کی باز گشت برسوں سنائی دیتی رہے گی صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور اقتدار میں ان کی پالیسیوں سے ان کے اقدامات و احکامات سے اور ان کی قومی و سیاسی حکمت عملیوں سے وطن عزیز کو داخلی و خارجی امور اقتصادی و معاشی معاملات اور سیاسی و انتظامی سطح پر کیا فائدہ یا نقصان پہنچا اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کرے گا کیونکہ مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق ابتدا ہی سے ایک متنازعہ شخصیت کے حوالے سے جانے پہچانے گئے ان کی اسلام پسندی خوف خدا' اسلام اور نظریہ پاکستان سے گہری وابستگی کے باوجود ان کی سیاسی حکمت عملی اور پالیسیوں کے خلاف ملک میں مخالفت کی فضا پائی گئی صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا گیارہ سالہ دور اقتدار بلاشبہ اس حوالے سے یاد رہے گا کہ اپنی تمامتر بشری کمزوریوں کے انہوں نے قومی سیاست میں شرافت اور شائستگی کا عنصر پیدا کیا ملک میں نظام اسلام کے

نفاذ کی مضبوط بنیاد رکھی اور اپنی خارجہ پالیسی کے حوالے سے دنیا اور بالخصوص عالم اسلام میں پاکستان کے عزت و وقار کو مزید بلند کیا

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا دور اقتدار اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس دوران خارجی اور داخلی سطح پر ایسے ایسے مختلف النوع حالات و واقعات نے جنم لیا جن کے اثرات عام زندگی پر بھی مرتب ہوئے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء تک کے شب و روز لمحہ لمحہ واقعات اور بدلتی ہوئی صورت حال اور پاکستان کی قومی زندگی کے اہم ترین گیارہ سالوں کی تاریخ یکجا اور قلمبند کرنے کی جانب جناب ناصر نقوی نے پہلا اور ابتدائی قدم اٹھاتے ہوئے زیر نظر کتاب کی تدوین کا مرحلہ بحسن و بخوبی طے کیا ہے جناب ناصر نقوی نوجوان صحافی کی حیثیت سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں ایک کامیاب مصنف کی حیثیت سے بھی ان کا نام کسی روایتی تعارف کا محتاج نہیں ملک کا نوجوان طبقہ انہیں اس حوالے سے بھی جانتا ہے کہ انہوں نے "عالمی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا" مرتب کیا ان کی اس کاوش کو ملک کے طول و عرض میں سراہا گیا اس کے علاوہ انہوں نے "اسلامی معلومات" "نیلام گھر" "اسلامی ممالک" اور "خزینہ اسلامی" جیسی نادر کتابیں تحریر کیں زیر نظر کتاب کی تدوین و ترتیب سے بھی ان کی فطری اور قلمی صلاحیتوں کا برملا مظاہرہ ہوتا ہے اور صحافی کی حیثیت سے بھی کہ انہوں نے گذشتہ گیارہ سالہ دور میں رونما ہونے والے حالات اور تبدیلیوں پر گہری نظر رکھی ہے

زیر نظر کتاب میں پاکستانی تاریخ کے طویل ترین گیارہ سالہ دور کی تلخ و شیریں حقیقتوں سیاسی اور قومی زندگی میں آنے والے نشیب و فراز عالمی سطح پر مرتب ہونے والے اثرات قوم کے دلوں میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات صدر ضیاء الحق مرحوم کی وفات پر عالمی اکابرین سربراہان مملکت دانشوروں سیاستدانوں اور قومی زندگی سے تعلق رکھنے والی دیگر اہم شخصیات کے تعزیتی پیغامات اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے انتقال پر ملک کے گوشے گوشے سے اٹھنے والی ہر آواز کو اس کتاب کا موضوع

بنایا گیا ہے بلاشبہ یہ کتاب آج نہیں تو کل ایک مکمل جامع اور مستند دستاویز کی حیثیت سے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھے گی اور آنے والی نسل ہماری قومی زندگی کے گیارہ سال اور ۴۳ دنوں کا مکمل احاطہ کر سکے گی

فاضل مصنف نے کتاب میں غیر جانبدارانہ ذہن کے ساتھ صرف یہ کوشش کی ہے کہ گذشتہ گیارہ سالوں کے دوران پیش آنے والے واقعات و حالات کی صحیح عکاسی کی جائے اور اسے قوم کی خدمت میں ایک دستاویز کے طور پر پیش کیا جائے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مصنف نے اپنی اس کوشش میں مکمل کامیابی حاصل کی ہے جس کے لئے فاضل مصنف جناب ناصر نقوی داد کے مستحق ہیں اللہ انہیں مزید کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے (آمین)

طاہر حلیم

۲۵ اگست ۱۹۸۸ء
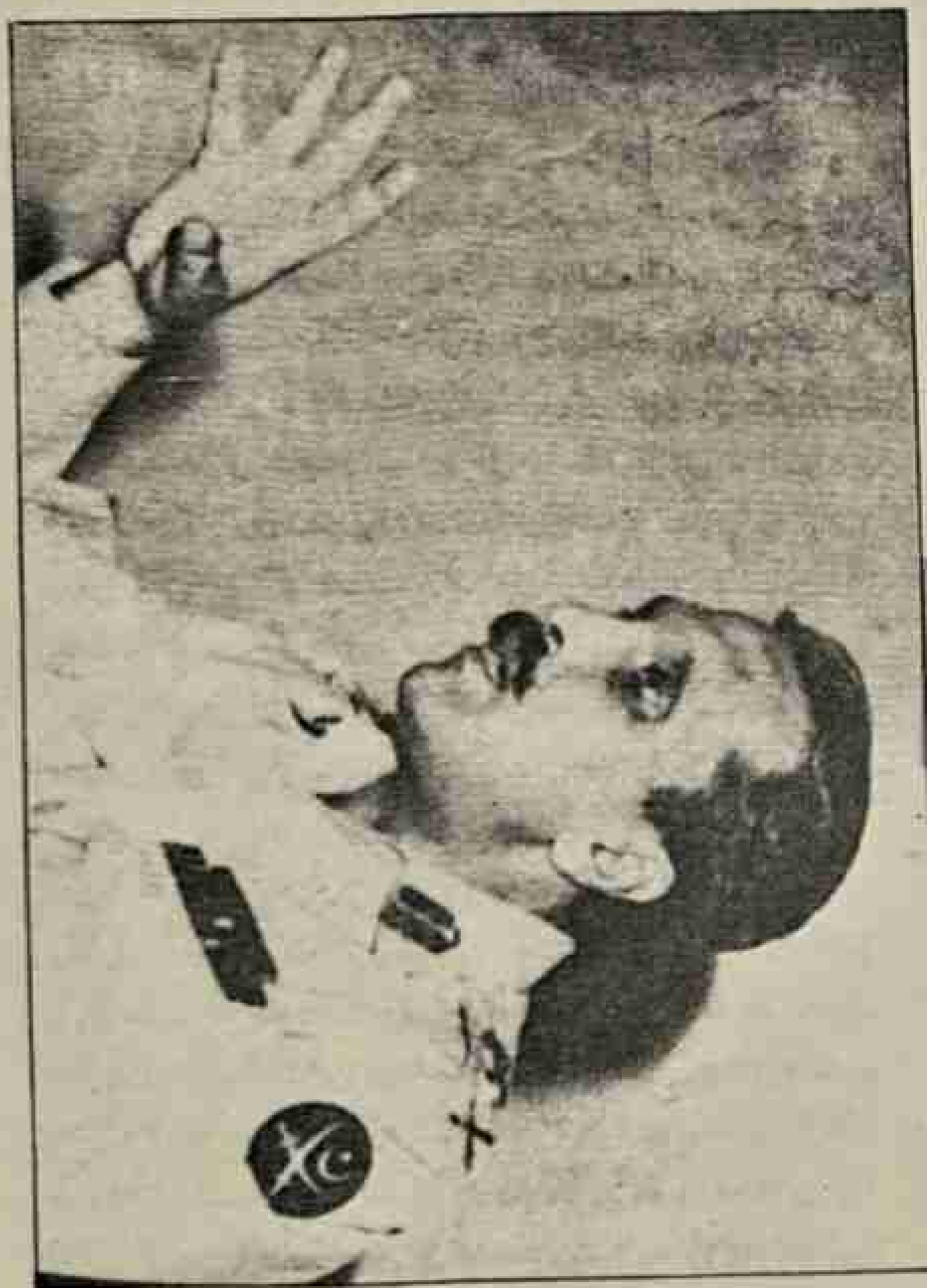
مردِ آہن

غیر منقسم ہندوستان میں پنجاب کے مشہور شہر جالندھر میں متعدد مسلمان گھرانے رہائش پذیر تھے تقسیم ہند سے قبل ان مسلمان گھرانوں میں قوم و مذہب سے محبت کی ایک ایسی لو جلوہ فگن تھی جس کی منزل ایک آزاد وطن تھا جس میں تاجدار انبیاء کے امتی اور شمع نبوت کے پروانے اسلامی روح اور شریعت کے مطابق باعزت اور باوقار زندگی گزار سکیں انہیں گھرانوں میں سے ایک متوسط طبقے کے خاندان میں ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء کو ایک سانولا سلونا بچہ پیدا ہوا اس نومولود کے بزرگوں نے کمال شفقت سے اپنے نور چشم کا نام محمد ضیاء الحق رکھا بچپن میں نو عمر ضیاء الحق نے جب معاشرے اور دنیا کو اپنی نظر سے دیکھنا شروع کیا تو اسے واضح طور پر اپنے والدین میں ایک ایسا رنگ نظر آیا جسے حقیقی معنوں میں اسلامی طریق حیات کہا جا سکتا ہے ضیاء الحق کے والد محترم محمد اکبر علی نہ صرف ایک خلیق اور ملنسار طبیعت کے مالک انسان تھے بلکہ بحیثیت مسلمان ان میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو اللہ کے ایک نیک بندے کی پہچان ہوتی ہیں ان حالات میں پرورش پاتے ہوئے کم سن ضیاء الحق نے اپنے والد گرامی کے طریق زندگی کو نہ صرف مشعل راہ بنا لیا بلکہ اسے اپنی زندگی کا سرمایہ حیات بنانے کی ٹھان لی یہ ایک ایسا وقت تھا جب مسلمان بچوں کیلئے تعلیم و تربیت کا حصول کوئی آسان مرحلہ نہ تھا لیکن ضیاء الحق کے والدین نے اسے وقت کی ضرورت سمجھا اور

اپنے مستقبل کے معمار کو حصول علم کیلئے سینٹ سٹیفن کالج دہلی میں داخل کروادیا
سینٹ سٹیفن کالج دہلی میں زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کی جدوجہد میں نو عمر ضیاء الحق نے مغربی اور مشرقی علوم کا گہرا مطالعہ کیا یہ وہ وقت تھا جب ضیاء الحق کی شخصیت کی عمارت کی بنیاد رکھی جارہی تھی خاندانی پس منظر اور مخصوص اسلامی رنگ نے ضیاء الحق کو علوم مشرق کا گرویدہ بنادیا اگرچہ ضیاء الحق کے دوسرے بھائی بھی تھے لیکن نہ جانے کیوں ضیاء الحق عجز و انکساری اور میلان طبیعت کے اعتبار سے ان میں ممتاز تھا ایک مشرقی بیٹا ہونے کے ناطے اس نوجوان میں جہاں والدین اور بزرگوں کی تعظیم و تکریم ودیعت تھی وہاں اس کی ایک دلی خواہش بار بار مچل کر اس کی زبان پر آئی وہ تمنا یہ تھی کہ ضیاء الحق ملت اسلامیہ کی خدمت کیلئے ایک جانباز سپاہی بننا چاہتا تھا جب مستقبل قریب میں ضیاء الحق کو فوجی بننے میں کامیابی حاصل ہوتی نظر نہ آئی تو اس نے خدمت خلق کے جذبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے سکاؤٹنگ شروع کردی یوں پہلی بار نوعمر ضیاء الحق نے ایک مکمل وردی زیب تن کی جس کی آرزو نے اس کے تن من میں ہلچل مچا رکھی تھی سکاؤٹنگ کی وردی میں اگرچہ ضیاء الحق کی بے چین روح کو کچھ سکون ملا لیکن جلد ہی اس موقع شناس لڑکے نے بھانپ لیا کہ اس کی منزل کچھ اور ہے جبکہ یہ صرف پہلا قدم ہے

انہی دنوں مسلمانان ہند کی جدوجہد آزادی عروج پر تھی ضیاء الحق نے جو کہ طبعاً اچھا مسلمان تھا اس تحریک کو بغور دیکھا اور اس کے پس منظر میں اپنی آرزوؤں کی تکمیل کے دھندلکے تلاش کرتے ہوئے بڑی سرگرمی سے مملکت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کو اپنا نصب العین بنایا لیکن چونکہ ہندوستان اس وقت جنگ عظیم دوم کی افتاد کا شکار تھا اس لئے نوجوان ضیاء الحق کو جنگ کے اسرار و رموز سے واقفیت کا موقع میسر آگیا اس مطالعاتی دور کا نتیجہ یہ ہوا کہ ضیاء الحق کے دل میں فوجی بننے کی امنگوں نے ایک بار پھر اسے اس بات کا شدت سے احساس دلایا کہ فوجی بنے بغیر اس کی خواہشات اور جذبہ شوق پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ پائے گا وقت گزرتا گیا اور بالآخر محمد ضیاء الحق
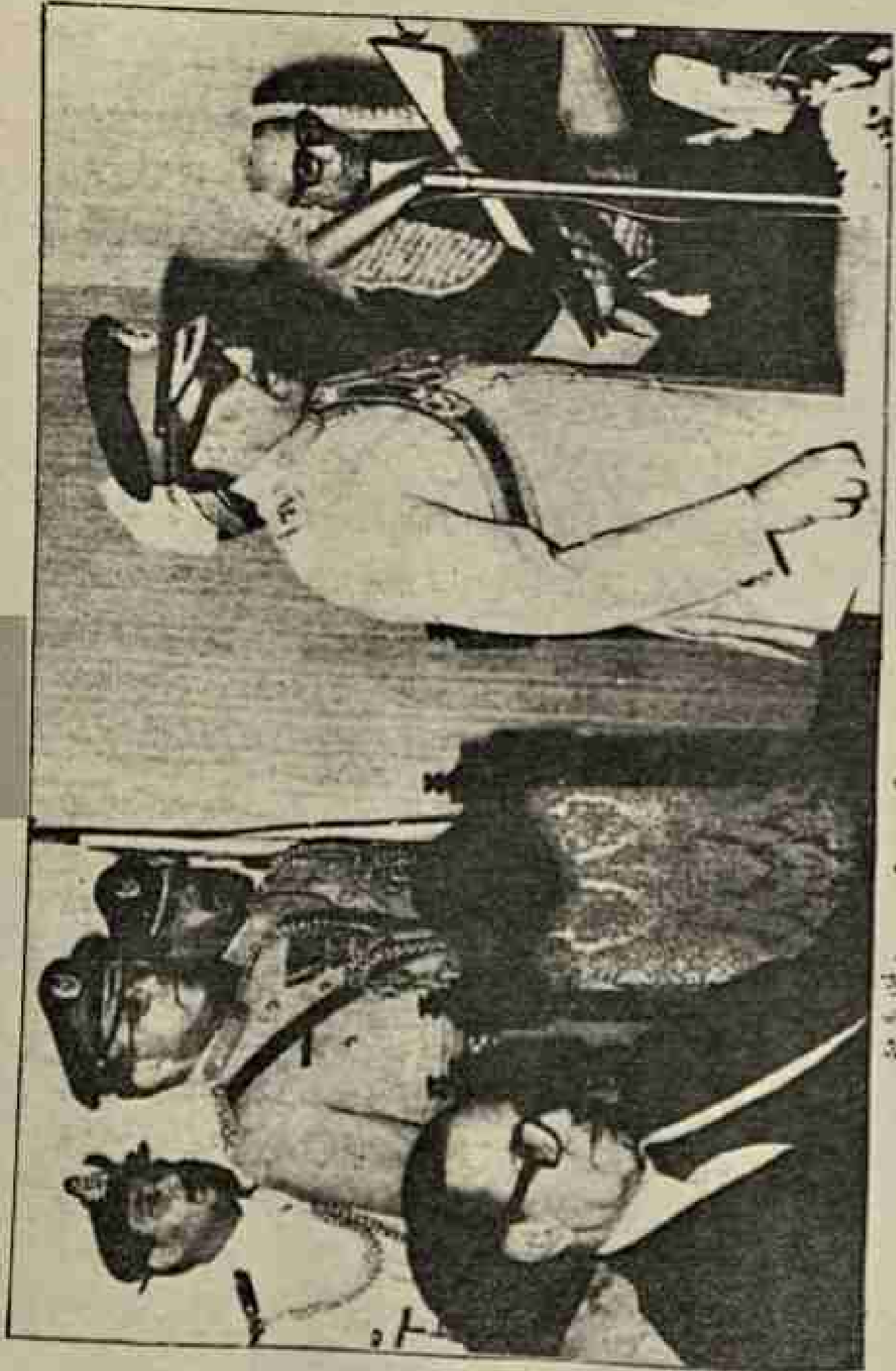
جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھا رہے ہیں ان کے ساتھ سابق صدر چودھری فضل الٰہی بیٹھے ہیں

فٹ بال کے میدان سے فوج تک کا سفر مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے یہ مئی ۱۹۴۵ء کی بات ہے جب انہیں فوج میں کمیشن ملا اپنی اس تقرری پر محمد ضیاء الحق کی خوشی کی انتہا نہ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں اپنی منزل مل گئی ہے لیکن در حقیقت ابھی ان کی منزل بہت دور تھی تاہم یہ حقیقت تھی کہ انہیں کامرانیوں کی سیڑھی نصیب ہو گئی جس پر انہوں نے ابھی پہلا قدم رکھا تھا فوج میں کمیشن کے حصول کے بعد انہیں فرائض منصبی کی بجا آوری میں برما ملائیشیا اور جاوا بھی جانا پڑا انہیں ایک کیولری رجمنٹ میں شامل کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اپنی ذہانت فطانت اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر بہت جلد پیشہ ورانہ مہارت حاصل کر لی محمد ضیاء الحق کو فوج میں شمولیت حاصل کئے ابھی صرف سوا دو سال کا عرصہ ہوا تھا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے قیام پاکستان کا عمل دیکھا جس میں سینکڑوں مظلوم و بے کس غریب مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم کا نشانہ بن گئے اس صورت حال نے ضیاء الحق کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اکثر و بیشتر ان کے ذہن میں تقسیم ہند کے دلدوز واقعات کھلبلی پیدا کر دیتے اس موقع پر ضیاء الحق کو اپنی بے بسی پر رونا آتا کہ وہ اپنی دکھی قوم کیلئے کچھ کر گزرنے کی پوزیشن میں نہ تھے

فوجی ملازمت کے دس سال مکمل ہونے پر انہوں نے ۱۹۵۵ء میں سٹاف کالج کوئٹہ سے گریجویشن کیا یہ وہ فوجی درس گاہ ہے جس نے پاکستان کی تاریخ میں متعدد یادگار اور قابل تعظیم شخصیات پیدا کیں اس مادر علمی سے حصول مقصد کے بعد انہیں مختلف ذمہ داریاں تفویض کی گئیں جن کی بطریق احسن بجا آوری پر انہیں لیفٹننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی دے دی گئی ۱۹۶۳ء میں انہوں نے یو ایس کمانڈ اینڈ سٹاف کالج امریکہ سے تربیتی کورس امتیاز کے ساتھ مکمل کیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی اگلے ہی سال انہیں کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ میں انسٹرکٹر مقرر کر دیا گیا اس منصب پر انہوں نے خاصی جدوجہد کی اور ابھرتے ہوئے فوجی اعلیٰ افسروں کی فہرست میں اپنا نام شامل کروا لیا ان کی ان تھک محنت اور قابل رشک کارکردگی کے باعث ۱۹۶۹ء میں

آغا محمد یحییٰ خان کے دور حکومت میں بریگیڈئیر کے عہدے پر ترقی دی گئی اور ایک آرمڈ بریگیڈ کی کمان ان کے سپرد کی گئی صرف تین سال بعد انہیں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر ایک آرمرڈ ویژن کا سربراہ مقرر کیا گیا

ایک فوجی افسر ہونے کے باوجود ان کی حلیم اور متین طبیعت میں وقت کی سختیوں اور مشکلات نے کوئی تبدیلی نہ کی ان کے اعلیٰ کردار اور بے داغ ماضی نے انہیں دوسرے افسران کے بیچ ایک اچھی مثال بنا دیا تھا بحیثیت میجر جنرل انہیں ابھی تقریباً چار سال ہی گزرے تھے کہ مرحوم وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں انہیں لیفٹننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی مل گئی اور انہیں ملتان میں کور کمانڈر مقرر کیا گیا ایک فوجی افسر کی حیثیت سے اب ان کی منزل کی آخری سیڑھی ان کے سامنے تھی اس صورت حال میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے ایک سکاؤٹ سے لیکر لیفٹننٹ جنرل تک کا سفر مکمل کر لیا ہے اگرچہ خود انہیں بھی علم نہ تھا کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے لیکن ان کا اگلا قدم تاریخ پاکستان کا سنگ میل بن گیا یہ یکم مارچ ۱۹۷۶ء کی بات ہے جب انہیں ان کی پیشہ ورانہ خدمات اور اعلیٰ فوجی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر چیف آف آرمی سٹاف مقرر کر دیا گیا انہوں نے اپنے پیش رو جنرل ٹکا خان سے اس عہدے کا چارج لیا جنرل ضیاء الحق اپنے مذہبی میلان اور سادہ لوحی کے باعث ایک اچھے اور محب وطن جرنیل کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے اگرچہ شروع شروع وہ انگریزی لباس پہننے کے ساتھ ساتھ سگریٹ نوشی بھی کیا کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی منزل کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اپنی ان عادات پر قابو پانے کا عمل بھی شروع کر دیا مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات کے نتیجہ میں جب ملک میں ابتری پھیلی اور پیپلز پارٹی کی حکومت کیلئے حالات مشکل صورت اختیار کر گئے تو انہوں نے ملک کو مزید ٹوٹنے سے بچانے کے نصب العین کو مد نظر رکھ کر ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مارشل لاء نافذ کر کے بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر حکومت کی بھاگ ڈور سنبھال لی اس وقت انہوں نے عوام کو اعتماد میں لینے کی غرض سے صدر مملکت چودھری فضل الٰہی کو

بدستور سربراہ مملکت کی حیثیت سے کام کرنے دیا لیکن جب ستمبر ۱۹۷۸ء میں پاکستان کے پانچویں صدر جناب فضل الٰہی نے خرابی صحت کی بنا پر صدر مملکت کی حیثیت سے کام کرنے سے معذوری ظاہر کی تو انہوں نے ۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء کو مملکت خداداد پاکستان کے چھٹے صدر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا

جنرل محمد ضیاء الحق نے سربراہ حکومت کی حیثیت سے کئی بار قوم سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کیا اپنے دور حکومت کے آغاز میں انہوں نے قوم سے وعدہ کیا کہ وہ نوے دن میں عام انتخابات کرانے کی غرض سے آئے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کا مقصد غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کرانا اور اقتدار قوم کے منتخب نمائندوں کے حوالے کرنا ہے. جنرل محمد ضیاء الحق کی تقاریر اور اقدامات میں شروع ہی سے اسلامی رنگ کی جھلک واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی اور چونکہ ان کے ابتدائی دور حکومت میں ملک بھر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک زوروں پر تھی لہٰذا انہوں نے قوم کو مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کا یقین دلایا انہوں نے ایک نشری تقریر میں کہا کہ میرے نہ تو کوئی سیاسی عزائم ہیں اور نہ ہی میں حکومت کرنے کا شوق رکھتا ہوں لیکن چونکہ میرا تعلق فوج سے ہے لہٰذا ایک فوجی ہونے کے ناطے اس مشکل اور نازک دور میں مجھ پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں میں پورا کرنے کی کوشش کروں گا جنرل ضیاء الحق نے کہا کہ میں اسلام کا سپاہی ہوں اور انشاء اللہ نبی اکرم کے دین کی خدمت کی ذمہ داری نبھاؤں گا

صدر مملکت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق کی عادات واطوار اور طریق زندگی میں اسلامی رنگ نمایاں ہوتا گیا انہوں نے انگریزی لباس بشمول نکٹائی وغیرہ کو مکمل طور پر خیرباد کہہ دیا تاہم کبھی کبھی وہ پتلون اور قمیض یا سفاری سوٹ پہن لیا کرتے اسی دور میں انہوں نے سگریٹ نوشی کو مکمل طور پر ترک کر دیا چونکہ انہیں سگریٹ نوشی کرنے اور اس کو بعد ازاں ترک کر دینے کا ذاتی اور عمیق تجربہ تھا لہٰذا انہوں نے سگریٹ نوشی کے خلاف اپنی حیثیت میں ایک مہم شروع کی ان کا خیال تھا کہ سگریٹ نوشی ترک کر کے انہیں سکون ملا لہٰذا تمام پاکستانیوں کو بھی
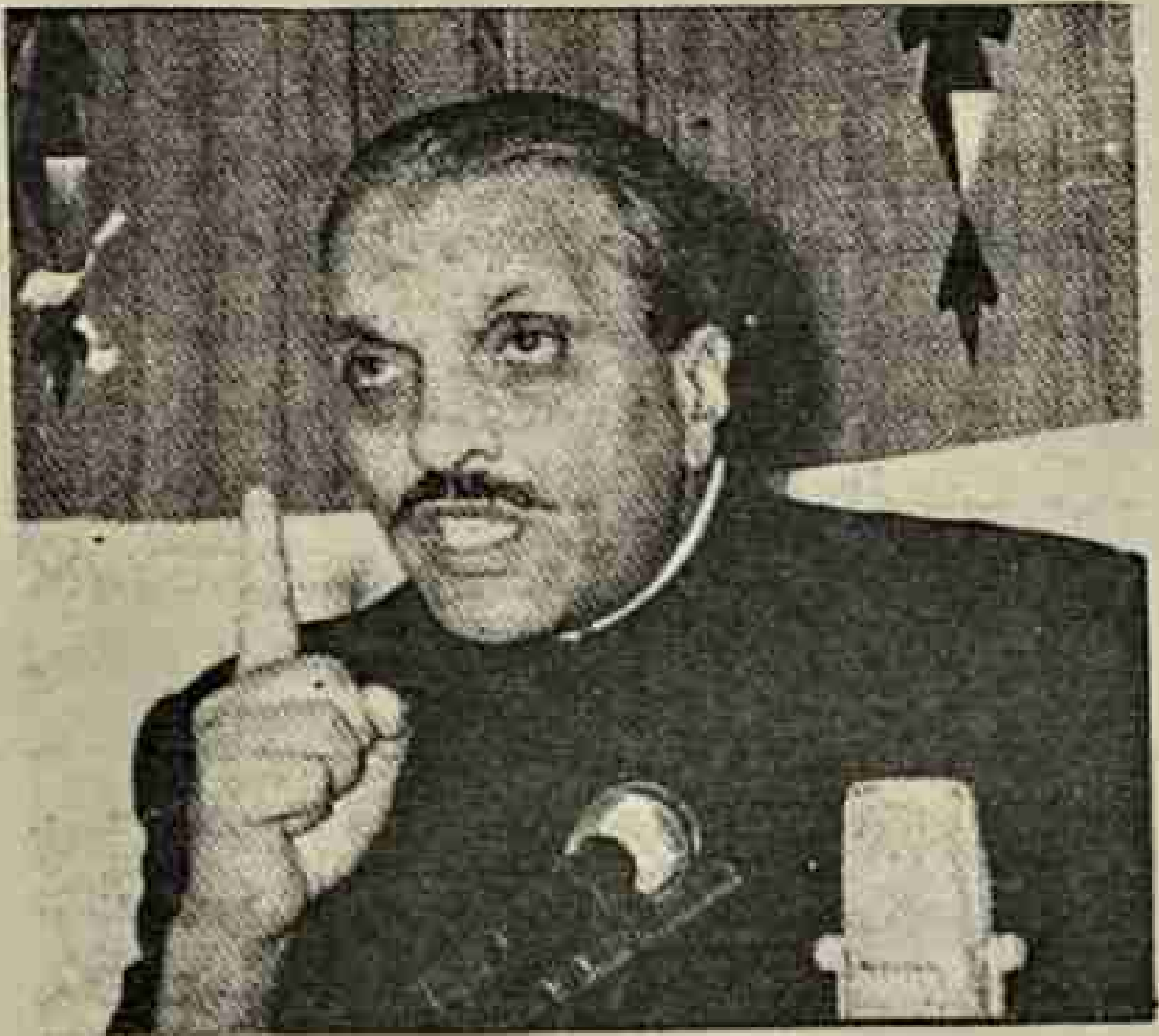
یہ سلسلہ ختم کر کے صحت اور پیسے کے ضیاع کو روکنا چاہئے حالات اور واقعات کے تحت جب جنرل ضیاء الحق اپنے وعدے کے مطابق انتخابات نہ کرا سکے تو سیاسی جماعتوں کی جانب سے ان کے خلاف الزام تراشیاں شروع ہو گئیں سیاسی جماعتوں کے مطابق وہ ملک کی منتخب آئینی سربراہ نہ تھے لہذا انھیں صرف اور صرف انتخابات کروا کر جگہ خالی کر دینی چاہئے تھی لیکن جنرل محمد ضیاء الحق ملک بھر کی سیاسی جماعتوں کے متعلق رائے رکھتے تھے ان کے خیال میں بیشتر سیاسی جماعتوں کا مقصد صرف اقتدار حاصل کرنا تھا وہ سمجھتے تھے کہ اگر اس صورت حال میں حکومت پاکستان کی ذمہ داری کسی ایک جماعت کو کلی طور پر یا مختلف جماعتوں کو جزوی طور پر سونپ دی جائے تو ملک میں نفاذ اسلام کا عمل نہ صرف مدھم پڑ جائے گا بلکہ بعض صورتوں میں یہ محض ایک سہانا خواب بن کر رہ جائے گا ان کا خیال تھا کہ وہ افواج پاکستان کے تعاون

اور اسلام پسند عوامی طبقہ سے مل کر اپنے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں لیکن بری فوج کے سربراہ ہونے کے علاوہ انہیں صدر مملکت کی ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے اپنے آپ کو اس کا اہل اور مختار ثابت کرنا مقصود تھا ۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ایک ملک گیر ریفرنڈم کے نتیجہ میں جنرل محمد ضیاء الحق مزید پانچ سالوں کے لئے مملکت اسلامیہ پاکستان کے صدر بن گئے اس نتیجہ نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقاء کو خاصا مطمئن کیا اور انہوں نے ملک میں جلد ہی جمہوری اداروں اور سرگرمیوں کو بحال کرنے کا عزم کر لیا ملک کے آئینی اور منتخب سربراہ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے ۲۷ فروری ۱۹۸۵ء کو ملک میں قومی اسمبلی کے عام انتخابات کروائے چونکہ جنرل محمد ضیاء الحق سیاسی جماعتوں کے کردار اور عزائم سے مطمئن نہ تھے لہذا انہوں نے غیر جماعتی انتخابات کروائے ان انتخابات کے نتیجہ میں ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے بعد ایک نئی قومی اسمبلی وجود میں آ گئی اپنے وضع کردہ طریق کار کے مطابق انہوں نے سربراہ حکومت کیلئے از خود نئے وزیر اعظم کا انتخاب اور اعلان کیا یوں جمہوری اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ محمد خان جونیجو پاکستان کے وزیر اعظم بن گئے ملک کی انتظامی ذمہ داریاں نئے وزیر اعظم کو سونپنے کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک میں کاروبار زندگی اور طریق حکومت کو اسلامی اقدار کے سانچے میں ڈھالنے کے کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کی کوشش کی قبل ازیں وہ ملک میں نظام زکوٰۃ و عشر اور نظام صلوٰۃ نافذ کر چکے تھے ان کی تمنا تھی کہ ملک کو اسلامی قوانین اور شعائر اسلامی کا گہوارہ بنا دیا جائے جنرل ضیاء الحق چونکہ صدر مملکت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد اسلامی کانفرنس کے سربراہ بھی بن گئے تھے لہذا پوری اسلامی دنیا میں ان کا کردار بہت اہمیت کا حامل تھا انہوں نے پورے عالم اسلام کی یک جہتی اور سلامتی کیلئے پائیدار اقدامات کرنے کی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا انہوں نے ایران اعراق جنگ کے خاتمہ کیلئے اپنی بہترین کاوشیں کیں یہی وجہ تھی کہ انہیں امہ امن کمیٹی کے سرگرم رکن کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا انہوں نے اسلامی برادر ملک افغانستان میں روسی جارحیت کی عالمی سطح

پر انتہائی پامردی سے مخالفت کی اور غیر جانبدار تحریک کے ایک فعال کارکن کی حیثیت سے افغان مسئلے پر مربوط خارجہ پالیسی تشکیل دی اور اس پر آشوب اور کٹھن آزمائشی دور میں بھی ایک سچے اور راسخ العقیدہ مسلمان کی حیثیت سے اپنے ارادوں کی تکمیل کیلئے ہردم کوشاں رہے

عوام میں غریب طبقہ میں ان کی مقبولیت ان کا طرۂ امتیاز تھی غریب اور نادار لوگوں میں وہ اکثر گھل مل جاتے اور ان کی مشکلات کا بغور جائزہ لے کر موقع پر ہی ضروری احکامات جاری کرتے بالخصوص عیدین اور دیگر قومی تہواروں پر وہ غرباء اور محتاج ونادار شہریوں کیلئے خاص اہتمام کرتے اور انہیں ایوان صدر میں بلا کر نہ صرف ان کی فریاد سنتے بلکہ ضروری دادرسی بھی کرتے قوم کے بچوں کے ساتھ بھی انہیں والہانہ پیار تھا وہ بچوں کو خوشی کے موقعوں پر تحائف دیتے اور اکثر کو گود میں اٹھا کر پیار بھی کرتے عیدین کے موقعوں پر بچوں کو عیدی دینا ان کا معمول تھا مساکین کی مشکلات سن کر اکثر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ایک بار تو قوم سے خطاب کرتے ہوئے عوام کے مصائب اور آلام کا ذکر کرتے ہوئے صدر ضیاء الحق اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اشکبار ہو گئے ہمسائیہ ممالک کے ساتھ ان کا رویہ ہمیشہ دوستانہ رہا بالخصوص اپنے روائتی اور پیدائشی حریف بھارت کے ساتھ انہوں نے ہمیشہ اچھا رویہ اختیار کئے رکھا انہوں نے غیر جانبدار تحریک کے سربراہ اجلاس میں بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے دور حکومت میں پہلی بار بھارت کا دورہ کیا اور بڑی مقبولیت حاصل کی آنجہانی اندرا گاندھی کی آخری رسوم میں بھی شرکت کی اور بعد ازاں کرکٹ میچ دیکھنے کی غرض سے بھی بھارت گئے اس موقع پر بھارتی عوام نے صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جنرل ضیاء الحق کے اس عمل کو کرکٹ ڈپلومیسی کا نام دیا گیا اور ان کی باریک بینی اور حالات شناسی کو دنیا بھر میں تسلیم کیا گیا انہوں نے بھارت اور پاکستان کے درمیان تعلقات کو معمول کے مطابق لانے کیلئے بھرپور جدوجہد کی انہوں نے بھارتی صف اول کے اداکاروں کو بھی قومی مہمان

کے طور پر پاکستان بلایا اور خاطر مدارت کے ذریعے ان کے دل جیت لئے
جنرل محمد ضیاء الحق کو کھیلوں سے والہانہ دلچسپی تھی بچپن میں فٹ بال کھیلتے تھے لیکن بعد ازاں فوجی افسر بن کر انہوں نے گالف کھیلنی شروع کی وہ ایک اچھے گالفر تھے انہیں دوسرے کھیلوں سے بھی بے پناہ شغف تھا انہوں نے ملک میں کھیلوں میں ذاتی دلچسپی لی اور کھیلوں کے فروغ کیلئے زبردست انقلابی اقدامات کئے انہوں نے بحیثیت صدر اس امر کو یقینی بنانے کی از حد کوشش کی کہ پاکستان قوم تعلیم اور کھیلوں کے ذریعے ایک مضبوط قوم بن جائے ملک کے دفاع کو جس قدر استحکام ان کے دور حکومت میں حاصل ہوا اس سے قبل کبھی نہ ہو سکا ٹیکنیکی اور سیاسی میدان میں بھی انہوں نے اپنے اقدامات سے پاکستان کو ترقی پذیر ممالک میں ممتاز مقام دلایا لیکن وہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی رفتار سے مطمئن نہ ہوئے ان کے خیال میں وزیر اعظم محمد خان جونیجو کی سول حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے عمل کو تیز کرنے کی بجائے اسے مزید کم کرنے کی سنگین غلطی کی مرتکب ہو گئی تھی اس موقع پر اپنے ضمیر کی آواز کو لبیک کہتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو اپنے صدارتی حکم کے ذریعہ قومی اسمبلی توڑ دی اور وزیر اعظم سمیت وفاقی کابینہ کو بھی برخاست کر دیا لیکن جمہوری اداروں اور قوتوں سے اپنی نیک نیتی کا اعتماد حاصل کرنے کی غرض سے ایوان بالا یعنی سینٹ کو برقرار رکھا اور نئے انتخابات کے عزم کا اظہار کیا
۲۰ جولائی ۱۹۸۸ء کو سینٹ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کی ضرورت پر زور دیا اور ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء کو ملک میں غیر جماعتی عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا اس دوران انہوں نے نگران وفاقی حکومت تشکیل دی اور اسی طرح صوبوں میں بھی نگران صوبائی حکومتوں کا تقرر کیا انہوں نے ملک گیر کنونشن کے ذریعہ علماء اور مشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور انہیں قومی اور مذہبی اتحاد کے لئے کام کرنے کی ذمہ داری نبھانے کیلئے تعاون کرنے کی اپیل کی جنرل محمد ضیاء الحق بچپن سے سکاؤٹنگ کے شوقین تھے اور سربراہ مملکت بن جانے کے بعد وہ
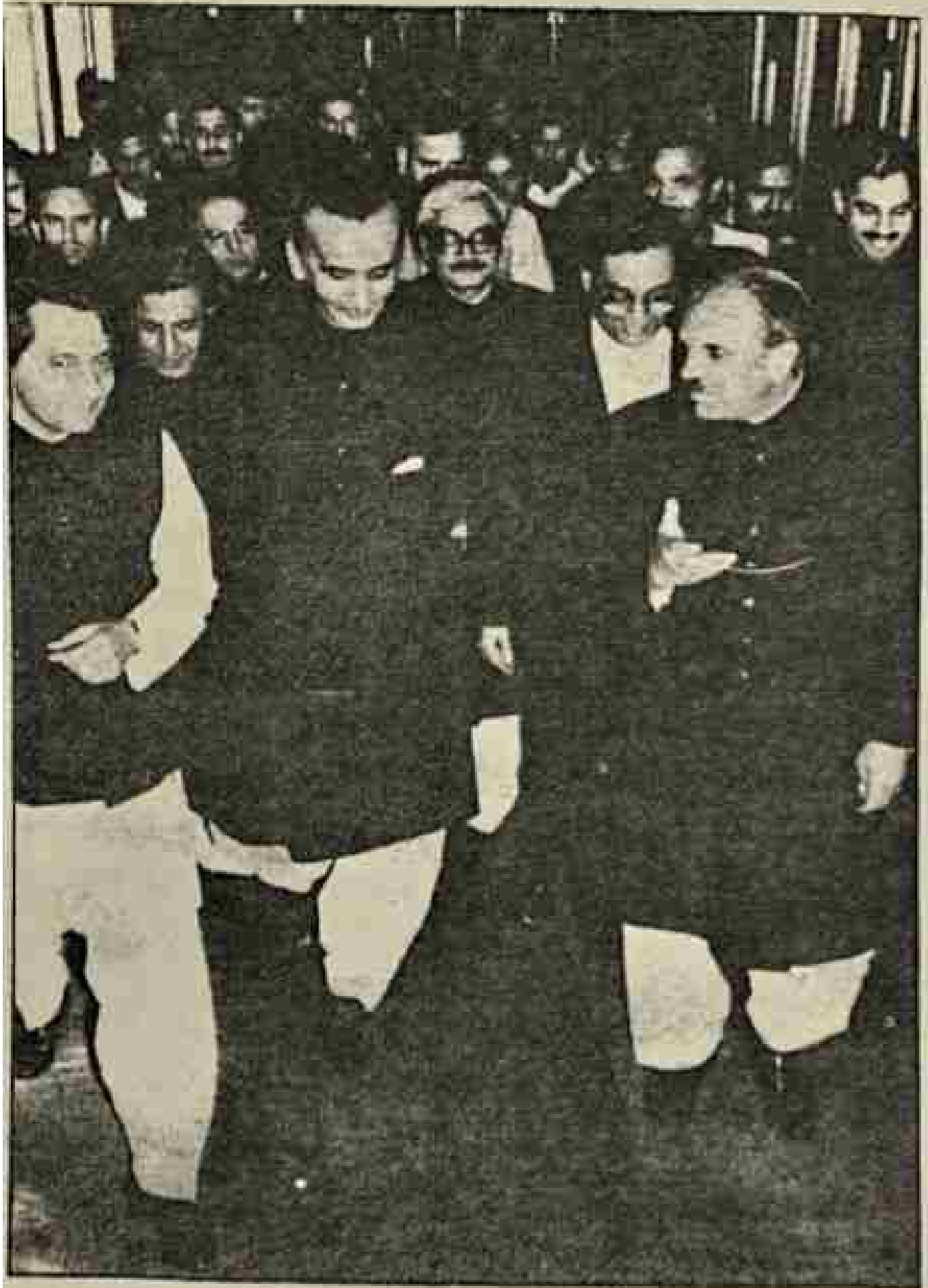
صدر ضیاء الحق، سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور قومی اسمبلی کے سپیکر حامد ناصر چٹھہ کے ہمراہ

پاکستان کے چیف سکاؤٹ بھی رہے ۲۹ مئی کے اقدام کے بعد اپنی سرگرمیوں کے علاوہ قومی مستقبل کے بارے میں محمد ضیاء الحق خاصے ملول اور فکرمند تھے وہ متواتر اٹھارہ گھنٹے روزانہ کام کرتے اور بہت کم آرام کرتے تھے اپنے اکثر اقدامات کو ملکی اور قومی مفاد کی کسوٹی پر پرکھتے اور انہیں اسلامی اقدار سے ہم آہنگ کرنے کیلئے مصروف عمل رہتے قومی اسمبلی ٹوٹنے کے بعد سے خاصا طویل عرصہ تک وہ وفاقی دارالحکومت سے باہر نہ نکلے اور پہلی بار ۶ اگست کو پشاور میں مقتول عالم دین علامہ عارف حسین الحسینی کے جنازہ میں شرکت کیلئے وفاقی دارالحکومت سے باہر گئے بعد ازاں لاہور بھی گئے جہاں ایک یادگار پل کا افتتاح کیا ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو محمد ضیاء الحق متعدد جرنیلوں اور امریکی سفیر کے ہمراہ بہاولپور گئے جہاں انہوں نے نئے امریکی آلات حرب کا معائنہ کیا بہاولپور سے واپسی پر اپنے دیگر ۲۹ ساتھیوں کے ہمراہ بہاولپور سے اسلام آباد کیلئے مخصوص سی ۱۳۰ طیارہ میں سوار ہوئے یہ طیارہ پاکستانی معیاری وقت کے مطابق شام تین بج کر ۳ منٹ پر بہاولپور کے ہوائی اڈہ سے اڑا اور تین بجکر ۳۴ منٹ پر دریائے ستلج کے کنارے چبہ کلیار کے قریب بستی لال کمال سے ملحقہ کھیتوں میں گر کر تباہ ہو گیا اس جانکاہ حادثہ میں جنرل ضیاء الحق سمیت دیگر ۲۹ افراد میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا انا للہ وانا الیہ راجعون...... یوں یہ جنرل ضیاء الحق کا آخری سفر ثابت ہوا جنرل ضیاء الحق سے جس سول شخصیت نے آخری ملاقات کی وہ پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ اور جنرل ضیاء الحق کے سیاسی شاگرد میاں نواز شریف تھے مرحوم کو بچپن سے ہی فوجی وردی زیب تن کرنے کا شوق تھا اور دم سفر آخرت بھی وہ پاکستان آرمی کے چیف آف آرمی سٹاف کی وردی میں ملبوس تھے اور ان کے وہ تمام اعزازات اور میڈل ان کی وردی پر مزین تھے جن کے حصول میں مرحوم نے اپنی زندگی کی متاع عزیز خرچ کر دی تھی مرحوم کی شخصیت میں اسلامی رنگ نمایاں تھا نماز پنجگانہ کے علاوہ روزہ اور زکوٰۃ کے سختی سے پابند تھے آخری ایام میں بلاناغہ نماز تہجد ادا کیا کرتے اور قرآن پاک کا ایک باترجمہ نسخہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے طیارہ

کے اس جانکاہ حادثہ میں جہاں آگ نے سب کچھ جلا کر خاکستر کر دیا وہاں قرآن پاک معجزانہ طور پر محفوظ رہا مرحوم محمد ضیاء الحق نے آخری دم تک قرآن پاک کو اپنا ہمسفر بنائے رکھا شاید یہی وجہ تھی کہ وہ محرم الحرام کے مقدس مہینے میں پیدا ہوئے اور اسی ماہ مبارک میں اس دار فانی سے کوچ کیا گھریلو زندگی میں مرحوم ایک شفیق باپ اور حمول مزاج خوش پوش شوہر تھے انہوں نے معاشرہ میں ایک اچھی روایت قائم کی مرحوم ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو انتقال کیا یوں انہوں نے ۶۴ سال پانچ دن کی عمر پائی وہ بارہ سال پانچ ماہ سترہ دن تک بری فوج کے سربراہ رہے بحیثیت مجموعی وہ پاکستان کے طویل ترین دورانیے کے حکمران ثابت ہوئے انہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان پر گیارہ سال ایک ماہ بارہ دن حکومت کی وہ نو سال گیارہ ماہ اور ایک دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر رہے مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ شفیقہ ضیاء دو بیٹے اور تین بیٹیوں کے علاوہ ضعیف والدہ کو چھوڑا ہے مرحوم کو ۲۰ اگست ۱۹۸۸ء کو بعد نماز ظہر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں شاہ فیصل مسجد کے پہلو میں پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا مرحوم کی آخری رسوم میں دنیا کے متعدد سربراہان مملکت کے علاوہ اکابرین عالم نے شرکت کی کتنی عجیب بات ہے کہ محمد ضیاء الحق نوے دن میں انتخاب کرانے کا اعلان کر کے برسراقتدار آئے تھے اور اب انہی کی اعلان کردہ تاریخ یعنی ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء میں صرف ۹۰ دن باقی تھے کہ انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا

صدر ضیاء لاہور برج کے افتتاح کے موقع پر دعا مانگ رہے ہیں
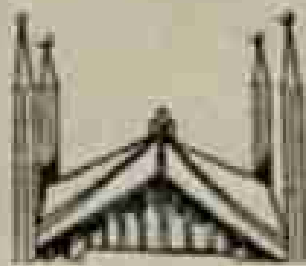
ہم سفر ساتھی

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق بہاولپور کی فوجی یونٹوں کا معائنہ کرنے کے بعد اسلام آباد واپسی کیلئے سی ۱۳۰ فوجی طیارے کے فضائی حادثے میں جان بحق ہوئے ان کے ساتھ اس جہاز میں ۲۹ دوسرے افراد سفر کر رہے تھے جن میں سے کوئی زندہ نہیں بچا صدر مملکت کے ۲۹ ہمسفر درج ذیل تھے

(۱) جنرل اختر عبدالرحمان (چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی) (۲) لیفٹننٹ جنرل میاں محمد افضال (چیف آف جنرل سٹاف) (۳) میجر جنرل محمد شریف ناصر (۴) میجر جنرل عبدالسمیع (۵) میجر جنرل محمد حسین اعوان (۶) بریگیڈیئر نجیب احمد (۷) بریگیڈیئر معین الدین خواجہ (۸) بریگیڈیئر صدیق سالک (۹) بریگیڈیئر محمد لطیف (۱۰) بریگیڈیئر عبدالماجد (۱۱) کرنل صفدر محمود (۱۲) سکواڈرن لیڈر راحت مجید صدیقی (۱۳) کیپٹن زاہد رانا (۱۴) امریکی سفیر آرنلڈ رافیل (۱۵) امریکی سفارت خانہ کے بریگیڈیئر جنرل واسن (۱۶) ونگ کمانڈر مشہود (۱۷) سکواڈرن لیڈر ذوالفقار (۱۸) فلائٹ لیفٹننٹ ساجد (۱۹) فلائٹ لیفٹننٹ عصمت (۲۰) چیف وارنٹ آفیسر وریز (۲۱) چیف ٹیکنیشین رفیق (۲۲) سینئر ٹیکنیشین فردوس (۲۳) سینئر ٹیکنیشین حبیب (۲۴) سینئر ٹیکنیشین راشد (۲۵) سینئر ٹیکنیشین عزیز (۲۶) سینئر ٹیکنیشین منظر

(۲۷) سینئر ٹیکنیشین اظہر (۲۸) جونیئر ٹیکنیشین شفقت (۲۹) نائب صوبیدار محمد شفیق۔

جب صدر ضیاء بہاول پور کے قریب امریکی فوجی ٹینکوں کی مشق دیکھنے کے بعد اپنی زندگی کے آخری سفر پر روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ مختلف عہدوں پر فائز ۲۹ دوسرے افراد بھی تھے پروگرام کے مطابق جنرل اختر عبدالرحمان دوسرے طیارے میں جنرل مرزا اسلم بیگ کے ہمراہ سفر کرنا تھا لیکن وقت رخصت انہوں نے صدر ضیاء سے کسی اہم بات کا تذکرہ کیا جس پر صدر نے انہیں اپنے ساتھ طیارے میں بٹھالیا اور وہ بھی یوں موت کے سفر کے ساتھی بن گئے صدر ضیاء الحق کو لاکھوں افراد کی موجودگی میں فیصل مسجد اسلام آباد میں سپرد خاک کیا گیا لیکن ان کے باقی ہمسفر ساتھی مختلف آبائی یا علاقائی قبرستانوں میں سپرد خاک کئے گئے صدر کے ان ساتھیوں میں سب سے پہلے ممتاز ادیب ڈائریکٹر آئی ایس آر اور صدر کے پریس سیکرٹری بریگیڈئیر صدیق سالک کو اسلام آباد کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا ۱۸ اگست کو شام ساڑھے چھ بجے میت کا تابوت ائیر پورٹ سے سیدھا ان کی رہائش گاہ لے جایا گیا جہاں جنرل عارف نے کندھا دے کر میت کو گاڑی سے نیچے اتارا پانچ منٹ تک میت گھر پر رکھنے کے بعد اسے قبرستان پہنچایا گیا جہاں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی سوا سات بجے تابوت قبر میں اتار دیا گیا اس وقت تابوب قومی پرچم میں لپٹا ہوا تھا چاق و چوبند فوجی دستے نے تابوت قبر میں اتارا جس کے بعد فوجی دستے نے ہوائی فائر کر کے سلامی پیش کیں اور بگل بجایا تدفین کے بعد قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں گئیں ان میں سے ایک چادر صدر مملکت غلام اسحاق خان کی طرف سے دوسری چادر پورے ملک کے ادیبوں کی جانب سے غلام نبی آگرو نے تیسری چادر چیف آف آرمی سٹاف کی طرف سے چوتھی چادر ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی کی طرف سے پانچویں پاکستان نیوی کی طرف سے اور چھٹی چادر سٹیشن کمانڈر کی جانب سے چڑھائی گئی مرحوم صدیق سالک نے ۱۹۶۴ء میں بحیثیت کپتان فرنٹیئر فورس رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا سقوط ڈھاکہ کے بعد جنگی

قیدی رہے وہ جنرل امیر عبداللہ خاں نیازی کے افسر تعلقات عامہ بھی رہے وہ آئی
ایس پی آر کے پہلے افسر تھے جو بیک وقت ڈی پی آر اور صدر کے پریس سیکرٹری بھی
تھے انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑا ہے مرحوم صاحب
طرز مزاح نگار انشائیہ پرداز اور ممتاز ادیب تھے اور انہوں نے کئی کتابیں تصنیف

کییں ایک دو کتب ابھی ان کے زیر تصنیف بھی تھیں مرحوم بریگیڈیئر صدیق سالک کی دو کتابیں زیر طبع ہیں بدھ کے روز مرحوم نے اپنی دونوں کتابوں کے مسودے اپنے دوست سید ضمیر جعفری کو دیئے کہ ان کی نوک پلک سنوار کر طبع کرائیں ان میں سے ایک کتاب فوجی زندگی پر ہے جس کا نام سیلوٹ ہے جبکہ دوسری کتاب انگریزی زبان میں تیسری دنیا کے ایک شہری کی آپ بیتی ہے مرحوم سالک اردو کے صاحب طرز ادیب تھے ان کی کتابیں ہمہ یاراں دوزخ 'نادم تحریر 'میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا' پریشر ککر 'اور ایمرجنسی عوام میں بے حد مقبول ہوئیں اور ان کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں بریگیڈیئر صدیق سالک کی میت شام کو جب ان کی رہائش گاہ پر پہنچی تو کہرام مچ گیا مرحوم کے عزیز و اقارب اور بچے دھاڑیں مار کر رو رہے تھے مرحوم کے صاحب زادے سرمد کو اس کے ایک عزیز نے سہارا دے رکھا تھا وہ بے حد دل گرفتہ تھے اور کھڑے نہیں ہو سکتے تھے وہ بار بار چلا رہے تھے "مجھے ابو کے قریب جانے دو میں کچھ نہیں کروں گا" اس موقع پر جنرل عارف اور دوسرے فوجی افسر آنسو ضبط نہ کر سکے مرحوم کے دوستوں میں سید ضمیر جعفری اور غلام نبی آگرو نے اس موقع پر کہا کہ آج اردو ادب ایک مرتبہ پھر یتیم ہو گیا ہے اور ایک عظیم قلم کار دنیا سے اٹھ گیا ہے

بریگیڈیئر نجیب اللہ بریگیڈیئر عبدالطیف بریگیڈیئر معین الدین خواجہ کی میتوں کے تابوت ایک خصوصی طیارے کے ذریعے بہاولپور سے لاہور لائے گئے جہاں فورٹریس سٹیڈیم میں سینکڑوں فوجی افسران اور دوسرے افراد نے نماز جنازہ پڑھی بعد ازاں بریگیڈیئر نجیب اللہ اور عبدالطیف کو گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا جبکہ مسلم ٹاؤن لاہور کے رہنے والے بریگیڈیئر معین الدین خواجہ کو میانی صاحب کے قدیم قبرستان میں دفن کیا گیا بریگیڈیئر معین الدین خواجہ امرتسر میں ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے ۱۹۶۰ء میں زمیندارہ کالج گجرات سے بی ایس سی کیا پاکستان ملٹری اکیڈمی سے ۱۹۶۲ء میں کمیشن ملا آرٹلری رجمنٹ اینٹی ائر کرافٹ
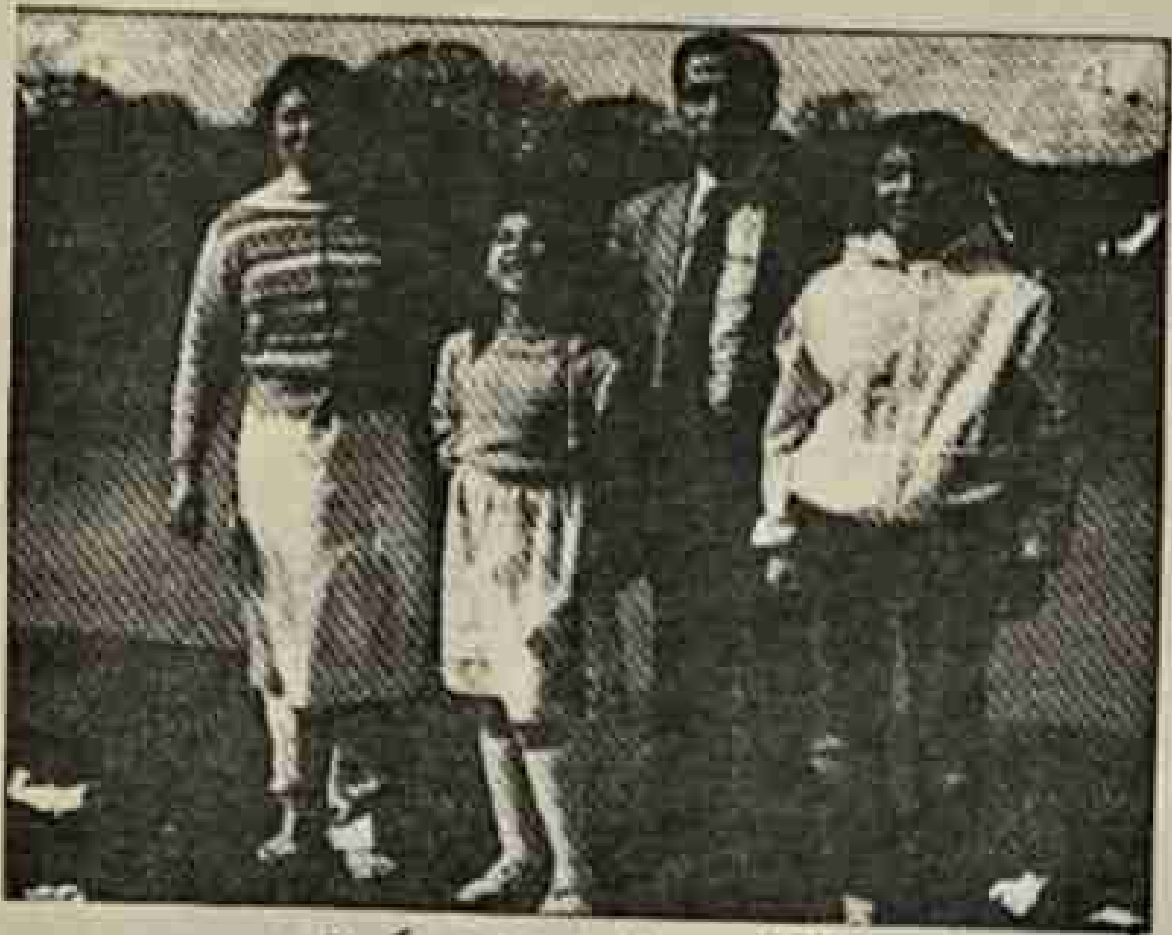
بریگیڈیئر معین الدین خواجہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ

سکول میں انسٹرکٹر مقرر ہوئے برطانیہ میں پاکستان کے سفارت خانے میں ملٹری اتاشی کی حیثیت سے تین سال تک خدمات سرانجام دیں آرٹلری میں انفنٹری بریگیڈ کی کمان کی جو ایک بہت بڑا اعزاز تھا پھر ان کو کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ کی سیکورٹی کا انچارج بنا دیا گیا اور آج کل جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے پرنسپل سٹاف آفیسر تھے چار ماہ پہلے ان کو میجر جنرل کے عہدہ پر ترقی کیلئے نامزد کر دیا گیا ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں ہیں بڑی بیٹی تھرڈ ائیر میں اور دو بیٹیاں سکول میں پڑھتی ہیں اس فضائی حادثے میں جاں بحق ہونے والے بریگیڈیئر نجیب اللہ ۱۹۳۰ء میں ملتان میں پیدا ہوئے ۱۹۶۲ء میں انہوں نے فوج میں کمیشن حاصل کیا ان کا تعلق آرٹلری سے ہے اور آرٹلری سنٹر نوشہرہ میں انسٹرکٹر رہے اس کے بعد اعلیٰ تربیت کیلئے سٹاف کالج کوئٹہ میں کورس پاس کیا اور برطانیہ اور امریکہ میں اعلیٰ تربیت حاصل کی اس کے بعد وہ سٹاف کالج کوئٹہ میں انسٹرکٹر مقرر کر دیئے گئے نیشنل ڈیفنس کالج میں وار کورس مکمل

کرنے کے بعد وہ لیفٹننٹ کرنل بنا دیئے گئے جہاں دو سال تک انسٹرکٹر رہے ۱۹۸۴ء
میں وہ بریگیڈئیر بنا دیئے گئے یکم جون ۱۹۸۷ء کو انہیں صدر پاکستان کا ملٹری سیکورٹی
مقرر کر دیا گیا انہوں نے اپنے پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بارہ سالہ بیٹا چھوڑے
ہیں بریگیڈئیر عبداللطیف کی فیملی راولپنڈی سے تدفین کیلئے لاہور پہنچی وہ ۱۹۳۶ء میں
پیدا ہوئے اور ۱۹۸۸ء میں اس المناک حادثے کے باعث خالق حقیقی سے جا ملے ان
کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے بڑی بیٹی شادی شدہ ہے جبکہ باقی بچے ابھی زیر تعلیم ہیں
بریگیڈئیر عبداللطیف کی والدہ اپنی بڑی پوتی کی شادی میں شرکت کیلئے امریکہ سے آئی
ہوئیں تھیں لیکن قسمت نے انہیں بیٹے کی تدفین میں بھی شریک کر دیا یاد رہے کہ
بریگیڈئیر لطیف اوکاڑہ کے رہنے والے تھے

ونگ کمانڈر مشہود فرخ کے تابوت کو پاک فضائیہ کے ایک طیارے کے ذریعے
لاہور لایا گیا ائیر بیس پر مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی گئی جس کے بعد تابوت کو پاک فضائیہ
کے ایک ٹرک کے ذریعے ان کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن پہنچایا گیا تھوڑی دیر بعد میت
ماڈل ٹاؤن قبرستان لے جائی گئی جہاں دوسری بار نماز جنازہ پڑھی گئی جس کے بعد
مشہود فرخ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا اس موقعے پر پاک
فضائیہ کے ایک چاک وچوبند دستے نے ہوائی فائرنگ کی اور مرحوم کو سلامی پیش کی
ونگ کمانڈر مشہود فرخ ۲۹ جون ۱۹۴۹ء کو کیمبرولا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۹ء میں پاک
فضائیہ سے وابستہ ہوئے ۱۹۸۴ء میں ان کی شادی ہوئی یوں انہوں نے بیوہ کے علاوہ
دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں ان کے دو بھائی ائیر فورس اور ایک آرمی میں
ہیں اور ان کے متعدد سسرالی رشتے دار بھی فوج سے منسلک ہیں لیفٹننٹ جنرل افضال کا
تابوت بھی صدیق سالک مرحوم کے ساتھ ہی اسلام آباد پہنچا۔۔۔ جسے بعد ازاں ایک
ہیلی کاپٹر کے ذریعے پشاور لے جایا گیا جہاں ان کی نماز جنازہ پشاور سٹیڈیم میں ادا
کرنے کے بعد سیاسی رہنماؤں اعلیٰ فوجی و سول حکام اور شہر کی ممتاز شخصیتوں کے علاوہ
ہزاروں شہریوں کی موجودگی میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا صدر

بریگیڈیئر نجیب اللہ مرحوم کی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ یادگار تصویر

پاکستان جنرل ضیاء الحق کے سیکورٹی گارڈ انچارج اور سابق وزیر مملکت میاں زمان کے چھوٹے بھائی کرنل صفدر محمود کا تابوت بھی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اوکاڑہ پہنچایا گیا ان کی نماز جنازہ ہزاروں افراد نے اوکاڑہ سٹیڈیم میں پڑھی اور بعد ازاں انھیں ان کے آبائی قبرستان میاں برج جیوے خاں میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا کرنل صفدر محمود کی عمر ۴۲ سال تھی مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں فلائٹ لیفٹننٹ ساجد رشید کی نماز جنازہ پولیس

لائن گراؤنڈ رحیم یار خاں میں ادا کی گئی یہ رحیم یار خاں کی تاریخ میں نماز جنازہ کا سب سے بڑا اجتماع تھا بعد ازاں فوجی جوانوں نے میت کو جنرل سلامی دی اور انھیں فوجی اعزاز کے ساتھ قبرستان حسن کالونی میں سپرد خاک کر دیا گیا صدر پاکستان کے اے ڈی سی سکواڈرن لیڈر راحت مجید صدیقی کی میت کا تابوت پاک فضائیہ کے ایک خصوصی طیارے میں بہاولپور سے شور کوٹ پہنچایا گیا جہاں سے پاک فضائیہ کی گاڑی میت کو لے کر جھنگ پہنچی پھر ان کی رہائش گاہ سے تابوت کو جلوس کی شکل میں جامعہ ہائی سکول سیٹلائٹ ٹاؤن لایا گیا جہاں زندگی کے مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی بعد ازاں انھیں سکواڈرن لیڈر حبیب نیازی کی قیادت میں پاک فضائیہ کے ایک دستے نے سلامی دی پھر میت کو ہزاروں افراد کی موجودگی میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا

۱۷ اگست کے حادثہ میں جاں بحق ہونے والوں میں فلائٹ انجینئر محمد دوریز بھی شامل ہیں وہ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے زمانہ طالب علمی میں ان کا شمار سنگل مڈل سکول سنگل آباد ضلع چکوال کے قابل فخر طالب علموں میں ہوتا تھا انھوں نے ۱۹۵۶ء میں اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کر کے میٹرک پاس کیا تھا وہ ۱۹ جون ۱۹۵۸ء کو راولپنڈی سیکشن سنٹر میں منتخب ہوئے اور کوہاٹ میں تربیت پائی وہاں ۹ ماہ کا کورس چھ ماہ میں مکمل کیا پھر کراچی میں بھی تربیت کے دوران نمایاں پوزیشن حاصل کی چک لالہ تعیناتی ہوئی دوبارہ تربیت کیلئے کراچی گئے ۱۹۶۱ء میں چک لالہ تعیناتی ہوئی اور آخری وقت تک وہاں رہے ۱۹۶۶ء میں کورس کیلئے امریکہ گئے ۱۹۶۸ء میں اسٹنٹ فلائٹ انجینئر کی پوسٹ پر ترقی ہوئی ۱۹۷۰ء میں سی ۱۳۰ کے فلائٹ انجینئر بنے ۱۹۷۸ء میں بطور انسٹرکٹر فلائٹ انجینئر کے طور پر کام کر رہے تھے اس وقت پاک فضائیہ کے تقریباً تمام فلائٹ انجینئران کے تربیت یافتہ ہیں سرکاری فرائض کی انجام دہی کیلئے چار سال لیبیا میں بھی رہے ۱۹۸۵ء میں شاندار خدمات کے اعتراف کے طور پر تمغہ خدمت درجہ دوم اور ۱۹۸۶ء میں درجہ اول ملا محمد دوریز انتہائی مخلص

صدر غلام اسحاق خان گورنر سجاد حسین قریشی وزیر اعلیٰ نواز شریف وفاقی وزراء اور اعلیٰ حکام جنرل اختر عبدالرحمان کی نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں

لیفٹیننٹ جنرل اختر عبدالرحمٰن خان

ونگ کمانڈر مشہود فرخ

فرض شناس ذہین اور محنتی انسان تھے ان کے ساتھی فلائٹ انجینئر محمود ملک آف دوالمیال نے بتایا کہ دورِیز شہید پر پاکستان کے شاہین ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے انہوں نے فلائٹ انجینئر کی تربیت کے سلسلے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں وہ ہر کورس میں اول آتے رہے اور اب بہاولپور کے حادثہ میں شہادت کا رتبہ حاصل کر کے ہم سب سے بازی لے گئے دورِیز شہید نے دو بیٹے ایک بیٹی اور بیوہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دی ہے اس حادثے میں بریگیڈیئر عبدالمجید بھی شامل تھے — بریگیڈیئر عبدالمجید پاکستان کے سابق سرویئر جنرل عبدالاحد مرحوم کے صاحب زادے تھے شہید بریگیڈیئر عبدالمجید نے ابتدائی تعلیم لارنس کالج گھوڑا گلی سے حاصل کی گارڈن

کالج راولپنڈی سے گریجوایشن کیا اور انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی لاہور سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی انہوں نے ۱۹۳۶ء میں آرمی میں کمیشن حاصل کیا ان کا تعلق پاکستان آرمی کے کور آف انجینئرنگ سے تھا وہ اپنے پیشے اور فن میں مہارت خاص رکھتے تھے اور جس کام کیلئے بھی ان کا انتخاب ہوا انہوں نے اسے بڑی محنت لگن اور تندہی سے انجام دیا اس سلسلے میں انہوں نے اندرون اور بیرون ملک متعدد تربیتی کورسز میں شرکت کی اور ان میں وہ امتیاز سے کامیابی حاصل کرتے رہے انہوں نے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں شاندار کارناموں کا مظاہرہ کیا انہوں نے فوج میں اپنی خدمات کے دوران سٹاف اور کمان کی متعدد اہم ذمہ داریوں پر فرائض انجام دیئے وہ کالج آف ای ایم ای کے چیف انسٹرکٹر جی ایچ کیو کے ٹیکنیکل ڈائریکٹر ہیوی ری بلڈ فیکٹری ٹیکسلا کے ڈائریکٹر پراجیکٹس اور سعودی عرب کی فوج میں ٹیکنیکل امور کے مشیر کے عہدوں پر فائز رہے جب انہیں ڈائریکٹر ای ایم ای مقرر کیا گیا تو وہ بہت ہی نو عمر تھے تاہم انہیں یہ عہدہ کام میں مہارت اہلیت اور فنی قابلیت کی بنا پر سونپا گیا تھا

زور قلم

مشرق

پاکستان کی تاریخ کا انتہائی دلگداز سانحہ

فضائی حادثے میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی المناک رحلت پاکستان کی تاریخ کا انتہائی دلگداز سانحہ ہے اور اس پر نہ صرف پوری قوم سوگوار ہے بلکہ اس کا درد و کرب عالمی سطح پر بھی بڑی شدت سے محسوس کیا گیا ہے اس اندوہناک سانحے کی شدت اس اعتبار سے بھی بڑھ گئی ہے کہ ہماری مسلح افواج کے پانچ جرنیل اور پانچ بریگیڈیئر اور دوست ملک امریکہ کے سفیر بھی جاں بحق ہوئے ہیں اتنی قیمتی جانوں کا ایک ساتھ ضیاع بلاشبہ ملک و قوم کا اتنا بڑا نقصان ہے کہ مدتوں تک اس کی تلافی ممکن نہیں

جنرل ضیاء الحق کو ہماری تاریخ میں اس اعتبار سے منفرد حیثیت حاصل ہے کہ وہ گیارہ سال سے زائد مدت تک قومی منظر پر ایک ہمہ مقتدر حکمران کے طور پر چھائے رہے اور اس حیثیت میں ملک کی پوری اجتماعی زندگی پر ان کی شخصیت اور افکار کی گہری چھاپ موجود ہے وہ ہماری تاریخ کے ایک المناک دور میں قوم کے نجات دہندہ کے طور پر منظر عام پر آئے اور پھر انہوں نے مسلح افواج کے جرنیل سے زیادہ اسلام کے

ایک سپاہی کی قابل رشک شہرت حاصل کی انہوں نے اپنے طویل دور اقتدار میں نفاذ اسلام کیلئے بھرپور کوششیں کیں دلوں میں اسلامی اور ملی جذبے کی آبیاری کی اور ذہنوں میں نظریہ پاکستان کو راسخ کرنے کیلئے اپنی ذات کی تمام تر توانائیاں وقف کر دیں

سیاسی افکار پر اختلاف تو ایک فطری امر ہے اور جنرل ضیاء الحق کے سیاسی افکار سے بھی بعض اہل سیاست کو شدید اختلاف رہا ہے مگر اس امر کا اعتراف ہر کسی کو ہے کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے ساتھ ان کی وابستگی غیر متزلزل رہی ہے اور ان کی تمام تر سیاسی تگ و تاز کا مرکز و محور اسلام ہی رہا ہے وہ جمہوریت کے مغربی برانڈ کو یقیناً پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے مگر وہ جمہوریت کی نفی بھی نہیں کرتے تھے بلکہ جمہوریت کو اسلامی آداب و اقدار کے تحت پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے تھے پاکستان کی تاریخ کے طویل مارشل لاء کے بعد انہوں نے ملک میں جمہوریت کا احیا کیا اور مارشل لاء سے منتخب اداروں کو اقتدار کی پر امن اور منظم منتقلی کی قابل رشک نظیر قائم کی انہوں نے مارشل لاء کے نفاذ کے باوجود ملکی آئین کو منسوخ نہیں کیا اور اپنے ۲۹ مئی کے اقدام کے بعد بھی آئین کی کار فرمائی کو قائم رکھا انہی کی آئین کی پاسداری کا ثمر ہے کہ ان کی رحلت کے بعد بھی آئین کا تسلسل برقرار ہے اور ملک کسی ماورائے آئین اقدام سے محفوظ و مامون آئین سیاسی و جمہوری عمل پر گامزن ہے

آئین کے مطابق سینٹ کے چیئرمین جناب غلام اسحاق خاں نے ملک کے صدر کا منصب سنبھال کر یہ دو ٹوک اعلان کر دیا ہے کہ انتخابات طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۶ نومبر کو ہی ہوں گے مرکز اور صوبوں میں نگران وزارتیں کام کرتی رہیں گی خارجہ پالیسی برقرار رہے گی اور ملک کا سارا انتظام آئین کے مطابق چلایا جائے گا جناب غلام اسحاق خاں کی یہ رائے بھی انتہائی صائب ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی اچانک رحلت قوم کیلئے ایک المیہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسی آزمائش بھی ہے جس میں ہمیں متحد ہو کر گزرنا ہے انہوں نے بجا طور پر کہا ہے کہ زندہ قومیں آزمائش کی ایسی گھڑی میں صبر

اتحاد استقامت اور یقین محکم کے ساتھ سرخرو ہو کر نکلتی ہیں آزمائشوں کی آگ انھیں کندن بنا دیتی ہے ان کا جوہر اور نکھر آتا ہے اور ان کا عزم بلند تر ہو کر سامنے آتا ہے انہوں نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کا ہر شہری قومی ابتلاء کی اس گھڑی میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے گا اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں پوری استقامت اور پامردی کا ثبوت دے گا ہم بھی قوم کے ہر فرد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ غم واندوہ کی شدت کے عالم میں بھی صبرو استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا

جہاں تک فضائی حادثے کے اسباب کا تعلق ہے ان کا علم تو مکمل تحقیقات کے نتائج سامنے آنے سے ہی ہو گا تاہم قائم مقام صدر جناب غلام اسحاق خاں کے بقول اس حادثے کے سلسلے میں تخریب کاری کو بھی خارج از مکان قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے یہ ہمارے لئے اور بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کے عزائم پر کڑی نظر رکھیں آج بلاشبہ ہر پاکستانی کا یہ اولین فرض ہے کہ اپنی آزادی اپنے ملک کی بقا اور جمہوریت کے تحفظ کیلئے پہلے سے بھی زیادہ عزم اور قوت کے ساتھ سرگرم عمل ہو جائے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اس حادثے کے مرحومین کو جنت الفردوس میں بلند ترین درجات اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

انا للہ وانا الیہ راجعون

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق گذشتہ روز ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے اس المناک حادثے میں صدر کے ساتھ جن دیگر افراد نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی ان میں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی جنرل اختر عبدالرحمان کے علاوہ پاکستان کے کئی نامور جرنیل بھی شامل ہیں ان کے ساتھ ہی پاکستان میں

متعین امریکی سفیر مسٹر رافیل پاک فضائیہ کے افسران فنی عملے کے افراد اور ایک امریکی بریگیڈیئر جنرل بھی اس حادثے میں ہلاک ہوئے اس عظیم قومی حادثے پر آج پوری قوم اور پورا وطن سوگوار ہے ہم بھی سوگواروں میں شامل ہیں لیکن رضائے الٰہی کے سامنے بے بس اور حقیر

انا للہ وانا الیہ راجعون ○

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے ۱۹۷۷ء میں جب سے انہوں نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا تھا انہوں نے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی ریاست بنانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں اور مرتے دم تک وہ اسی جدوجہد میں مصروف تھے اس ضمن میں مرحوم صدر نے جو طریقہ کار اور حکمت عملی اختیار کی اور جن خیالات و نظریات کو لے کر انہوں نے پیش رفت کی اس سے ہمیشہ ہی مختلف لوگوں کو ان سے اختلاف رہا لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی اختلاف نہیں کر سکتا کہ وہ اس معاملہ میں اپنی حد تک پوری طرح خلوص اور دیانت داری کے ساتھ کام کرنے کے خواہشمند تھے اور کام کر رہے تھے انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے نظام شوریٰ قائم کرنے کا بھی تجربہ کیا مختلف مرحلوں پر مختلف اسلامی قوانین بھی نافذ کئے وہ پاکستانی قوم کو متحد اور منظم دیکھنا چاہتے تھے پاکستانی قوم کو اختلافات اور انتشار سے پاک دیکھنا چاہتے تھے ان کا خیال تھا کہ اسلامی نظام میں سیاسی جماعتوں کی کوئی گنجائش نہیں اور اسی بنا پر پاکستانی قوم کے مسائل کی ذمہ دار بھی وہ مختلف جماعتوں کی موجودگی کو سمجھتے تھے اسی لئے وہ جماعتی انتخابات کے مخالف تھے چنانچہ انہوں نے ۱۹۸۵ء کے انتخابات بھی غیر جماعتی بنیادوں پر کرائے تھے اور آئندہ بھی یہی ارادہ رکھتے تھے

مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق اپنے ارادوں میں اٹل اور دھن کے پکے انسان تھے ان کا عزم غیر متزلزل تھا وہ جو فیصلہ کر لیتے تھے اس پر پوری سختی سے کاربند رہتے تھے

مشرق

مجاہد اسلام صدر محمد ضیاء الحق شہید ہو گئے

جنگ

صدر ضیاء الحق بہاولپور کے قریب فضائی حادثہ میں جاں بحق

امروز

صدر ضیاء الحق فضائی حادثہ میں جاں بحق

نوائے وقت

صدر ضیاء امریکی سفیر 6 جرنیل اور 5 بریگیڈیئر جاں بحق

اور اس کا مظاہرہ انہوں نے ۱۹۷۷ء سے تادم آخر متعدد مواقع پر کیا تھا اور بعض اوقات ان حالات میں اس عزیمت واستقامت کا مظاہرہ کیا جب ہر طرف سے ان کے فیصلوں کی مخالفت ہو رہی تھی جنرل ضیاء الحق اسلامی امہ کے اتحاد کے بہت بڑے داعی تھے مراکش میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں ان کی تقریر عالم اسلامی کے اتحاد کے سلسلے میں ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے مرحوم کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اقوام متحدہ کے ایوان میں انہی کی وجہ سے ان کی تقریر سے قبل تلاوت کلام پاک کا اہتمام کیا گیا اسلامی کانفرنس تنظیم کی امن کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے انہوں نے عراق اور ایران کی جنگ کے خاتمے کیلئے جو کوششیں کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں

امت مسلمہ کیلئے ان کے دل میں جو تڑپ تھی اس کا اظہار وہ مختلف مواقع پر اپنی تقریروں میں کرتے رہے وہ صرف پاکستان ہی کو ترقی کی منازل طے کرتے دیکھنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کی خواہش تھی کہ پوری امت مسلمہ سائنس ٹیکنالوجی اور علوم و فنون کے ہر شعبہ میں ایسی بے مثل ترقی کرے کہ وہ امت مسلمہ کی نشاۃ الثانیہ کا عنوان بن جائے مرحوم صدر نے اپنی خارجہ پالیسی کو بھی اپنے نظریات کے مطابق اسلامی خطوط پر استوار کیا تھا وہ سب کے ساتھ دوستی اور اسلامی ممالک کے ساتھ اسلامی اخوت کی بنیاد پر برادرانہ تعلقات کے فروغ کیلئے کوشاں رہے اس کی سب سے بڑی اور نمایاں مثال افغانستان کے بارے میں ان کی اختیار کردہ پالیسی تھی جس کی بناء پر دنیا کے بیشتر ممالک پاکستان کی اصول پسندی سے متاثر ہو کر اس کے ہمنوا ہو گئے تھے انہوں نے پاکستان کے سب سے بڑے حریف بھارت سے بھی دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی متعدد کوششیں کیں اور اس کیلئے مختلف تجاویز پیش کیں اور اقدامات کئے اگر بھارت کی طرف سے ان کوششوں کا مثبت جواب دیا جاتا تو آج برصغیر جنوبی ایشیاء کی فضا ہی کچھ اور ہوتی

آج اس لمحے میں جبکہ اس عظیم قومی حادثے سے ذہن اور جذبات منتشر ہیں مختصراً صدر ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور کا جائزہ لینے کے بعد جو تاثر ذہن میں ابھرتا

ہے وہ یہی ہے کہ اگر یہ مملکت حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست کا روپ دھار گئی تو مستقبل کا مورخ اس سلسلے میں مرحوم صدر ضیاء الحق کی کوششوں کا تذکرہ کرنا کبھی نہیں بھولے گا کیونکہ اس سمت میں عملی پیش رفت خواہ اسے کتنا ہی کمزور کیوں نہ قرار دیا جائے انہیں کے دور سے شروع ہوئی اللہ انہیں اور موت کے لمحات میں ان کا ساتھ دینے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

ہم اس المناک قومی سانحے میں ہلاک ہونے والے تمام افراد کے جملہ لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں

جانکاہ قومی المیہ

صدر ضیاء الحق کی ناگہانی وفات پر پوری قوم محزون اور سوگوار ہے اور اس سانحہ فاجعہ پر اپنے غم والم کے اظہار کیلئے سوگ منا رہی ہے یہ المیہ اس قدر اچانک پیش آیا کہ ہر فرد سناٹے میں آگیا اور اس کے ذہن میں دنیا کی بے ثباتی کا تصور نمایاں ہو گیا اس میں شک نہیں کہ جو پیدا ہوا ہے اسے ایک دن مرنا ہے موت کا ذائقہ ہر ذی روح کو چکھنا ہے لیکن بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں جو لہو کے آنسو رلا جاتی ہیں صدر ضیاء الحق کی موت بھی ایسی ہی تھی جس پر ہر فرد نے گہرے دکھ اور درد کا اظہار کیا ہے عالمی برادری نے بھی پاکستان کی حکومت اور عوام سے تعزیت کی ہے اور صدر ضیاء الحق کی سیاسی بصیرت معاملہ فہمی اور عقدہ کشائی کی صلاحیت کا اعتراف کیا ہے انہوں نے عالمی سطح پر پاکستان کا وقار بلند کرنے اور علاقائی مسائل کے پرامن حل اور تصفیئے کے سلسلے میں جو کردار ادا کیا ہے اسے سراہا ہے صدر ضیاء الحق کی زندگی کا کوئی گوشہ عوام کی نظروں سے اوجھل نہیں تھا وہ اسلام کے شیدائی تھے اور اسلامی تعلیمات کی پیروی میں

ہی قوم کی فلاح اور نجات دیکھتے تھے اپنے گیارہ سالہ دور اقتدار میں وہ اسلامی نظام کے نفاذ اور قیام کیلئے کوشاں رہے وہ اس مقصد کو پورا کرنے کا عزم لئے اس دنیا سے رخصت ہوئے صدر ضیاء الحق کی رحلت سے قوم ایک جہاندیدہ اور آزمودہ کار رہنما سے محروم ہو گئی ہے ہر ذی ہوش کے لب پر ایک ہی سوال ہے کہ صدر مرحوم کے اس جہاں فانی سے اٹھ جانے کے سبب جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ کیسے پر ہو گا اور آزمائش کی جو صورت پیدا ہو گئی ہے اس سے بسلامت گزرنے کی کیا تدبیر ہو گی؟ اس کا ایک جواب تو یہی ہے کہ اللہ پاکستان اور اس کے عوام کا محافظ حامی اور ناصر ہے وہی زخموں کو مندمل کرنے والا اور مشکلوں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ عطا کرنے والا ہے اس کی تائید شامل حال رہے تو در پیش مشکل آسان ہو جائے گی بہر حال قوم پر لازم ہے کہ وہ غم و اندوہ کی اس گھڑی میں ہمت سے کام لے اپنی صفوں کو استوار رکھے متحد اور منظم رہے اور اصلاح احوال کے لئے قومی سطح پر جو تدابیر ہوں ان میں معاونت کرے آئین کی رو سے سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان نے صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے اور قوم سے اپنے نشری خطاب میں ایمرجنسی کے نفاذ اور اعلیٰ سطح کی ایک ایمرجنسی کونسل کے قیام کا اعلان کیا ہے جو حکومت کیلئے حسب ضرورت رہنما اصول وضع کرے گی انہوں نے کہا کہ مرکز اور صوبوں میں موجودہ نگران حکومتیں بدستور کام کرتی رہیں گی ملک کا انتظام آئین کے مطابق چلایا جائے گا اور انتخابات طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوں گے آئین کا تسلسل برقرار رکھنے آئین کے تقاضے پورے کرنے اور کاروبار مملکت کو آئین کے مطابق چلانے کا عزم مبارک ہے صدر ضیاء الحق مرحوم نے اپنے گیارہ سالہ دور اقتدار میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان میں آئین کا تحفظ خاص اہمیت رکھتا ہے صدر غلام اسحاق خان نے اسی روایت کو بڑھاوا دینے کا یقین دلایا ہے۔ جس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرح کے مسائل کا موثر حل تلاش کرنے میں ضرور کامیابی ہو گی صدر غلام اسحاق خان نے غیر مبہم الفاظ میں کہا ہے کہ جمہوریت پر ہمارے یقین میں رتی برابر فرق نہیں آئے گا ہم جمہوریت کی راہ پر عزم و

امن

جسارت

صدر جنرل محمد ضیاء الحق فضائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے

حریت

صدر ضیاء الحق فضائی حادثے میں جاں بحق

ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی

صدر ضیاء الحق فضائی حادثہ میں جاں بحق

اعتماد کے ساتھ گامزن رہیں گے انتخابات ۱۶ نومبر کو پر امن منصفانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر کرائے جائیں گے موجودہ خارجہ پالیسی برقرار رہے گی صدر مرحوم کی روح کو آسودہ کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کیا وسیلہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کی سرفرازی اور ترقی کے تمام تقاضے پورے کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی جائے صدر غلام اسحاق خان نے صدر ضیاء الحق کو سپاس عقیدت پیش کرتے ہوئے صحیح کہا کہ پاکستان کی بنیادیں مضبوط اور مستحکم کرنے میں صدر مرحوم نے جو حصہ لیا اور کردار ادا کیا وہ کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا انہوں نے ملک اور قوم کو کئی بحرانوں اور مرحلوں سے بخیر و خوبی گزارا اور پاکستان کو عالمی برادری خاص طور پر اسلامی دنیا میں عزت اور وقار کا بلند مقام دلایا مرحوم نہ صرف پاکستان کے بلکہ عالم اسلام کے رہنما تھے ان کی دائمی مفارقت کے سبب سے قوم جس آزمائش سے دوچار ہوئی ہے وہ صبر و استقامت اور اتحاد و یقین کی متقاضی ہے قومیں آزمائشوں کی آگ سے کندن بن کر نکلتی ہیں صدر غلام اسحاق خاں نے طیارے کے اس جاں کاہ حادثے میں تخریب کاری کے امکان کا بھی ذکر کیا ہے حادثے کی تحقیقات ہو رہی ہے تخریب کاری کا دخل ثابت ہوا تو قانون کے ہاتھ تخریب کاروں تک ضرور پہنچیں گے اس حادثے کی المناکی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں صدر ضیاء الحق کے ساتھ جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل اختر عبدالرحمان چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل افضال اور کئی دوسرے سینئر فوجی افسر اور طیارے کے عملے کے ارکان بھی جاں بحق ہو گئے پاکستان میں امریکہ کے سفیر آرنلڈ رافیل اور بریگیڈیئر جنرل واسن کی جانیں بھی تلف ہوئیں ہماری تمام تر ہمدردیاں جاں بحق ہونے والوں کے پسماندگان اور پاکستان کے عوام سے ہیں ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے مرنے والوں کی مغفرت کرے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

The Nation

President Zia dies in midair explosion

DAWN

Zia dies in plane crash

Gen Akhtar, US envoy among dead

Ghulam Ishaq President

USSR not to pull out by deadline

THE MUSLIM

Ghulam Ishaq takes over as President

Zia killed in plane crash

ایک اور عہد کا خاتمہ

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق طیارے کے فضائی حادثے میں جاں بحق ہو کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۲۹ دیگر افراد جو اس حادثے کی نذر ہوئے ان میں طیارے کے عملے کے علاوہ اعلیٰ ترین فوجی افسروں کی خاصی تعداد اور امریکی

سفیر اور ان کے بریگیڈیئر جنرل بھی شامل ہیں یہ ایک بڑا سانحہ ہے جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے لیکن یہ حادثے اور سانحے ہی ہیں جو اہل بصیرت کو اپنی بے بسی و بے ثباتی کا احساس دلاتے ہیں جو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ ایک ایسی بالاتر قوت بھی ہے جو تمام تر انسانی عزائم اور منصوبوں کے باوجود بلکہ علی الرغم صرف اور صرف اپنی ہی مشیت کو بروئے کار لانے پر قادر ہے چند روزہ زندگی میں انسان کیا کچھ نہیں سوچتا کیا کچھ نہیں کرتا کیسے کیسے منصوبے بناتا ہے مگر اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ آئندہ چند لمحوں میں قدرت کا ہاتھ اسے اپنی گرفت میں لینے کیلئے کس طرح بڑھ رہا ہے یہ احساس زندگی میں ہو تو بڑی نعمت ہے اس سے انسان اپنی بے لگام خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور اپنے عزائم اور منصوبوں میں توازن قائم کرنے پر مجبور ہوتا ہے طیارہ کا یہ حادثہ بھی ایک انتباہ ہے ہر مسلمان کیلئے اور بالخصوص حکمرانوں کیلئے کہ وہ اپنی موت کو یاد رکھیں مہلت عمل کی فکر کریں اور جو کچھ کریں اس کے بارے میں یہ احساس ان کے ذہنوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونا چاہئے کہ انھیں اپنے اعمال و کردار کی ایک آخری عدالت میں جوابدہی بھی کرنی ہے جہاں سے برات و نجات آسان نہیں ہے

مرحوم صدر اپنی ذات کی حد تک ایک شریف النفس منکسر المزاج دینی مزاج رکھنے والے فرد تھے ان میں کئی انسانی خوبیاں تھیں جن کا اعتراف کیا جاتا رہا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی لغزشوں سے در گزر فرمائے جہاں تک ان کے بر سر اقتدار آنے کے طریقہ کار سیاسی عزائم فکر و عمل اور قومی و ملکی معاملات میں ان کے خیالات کا تعلق ہے اس سے اختلاف کیا جاتا رہا ہے اور جوں جوں ان کے گیارہ سال طویل عہد اقتدار کے اچھے برے نتائج مرتب ہوتے رہیں گے پاکستان میں ان کا جائزہ لیا جاتا رہے گا صدر ضیاء الحق مرحوم اب محض ایک شخصیت نہیں رہے بلکہ وہ پاکستان کی تاریخ کے ایک بڑے حصے کا اہم ترین جزو بن چکے ہیں ان کی پالیسیوں کے کچھ اثرات و نتائج قوم کو بھگتنے ہیں ان کے طرز عمل سے پوری قوم کا مستقبل متاثر ہو گا اس لئے آج بھی جب وہ ہم میں نہیں ہیں ان کے فکر و عمل کا تجزیہ

اور اس کے منفی نتائج سے محفوظ رہنے کی تدابیر ہمارے لئے ناگزیر ہیں ۔ اس المناک حادثے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہمیں اس شخص کے اقدامات اور پالیسیوں پر بھی غور و فکر کرنا چاہئے جس نے بارہ کروڑ انسانوں کے مستقبل کو متاثر کیا ہے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق پاکستان کی تاریخ میں سب سے طویل عرصہ تک برسر اقتدار رہے اس عرصے میں اور انہوں نے سیاست میں مخالفین کی پگڑیاں اچھالنے کے پسندیدہ مشغلہ کو بھی دیس نکالا دیا لیکن اتنے طویل اقتدار کے بعد آج وہ ملک کو جس حال میں چھوڑ گئے ہیں اسے دیکھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ اگر قومی اداروں کے استحکام کی طرف بھی توجہ کی جاتی تو یہ بحرانی کیفیت پیدا نہ ہوتی ملک اور قوم کسی ایک شخص کے وجود اور عدم وجود کے مرہون منت نہیں ہوتے شخصیات تو آتی جاتی رہتی ہیں ملک باقی رہتا ہے اور قوموں کا سفر جاری رہتا ہے لیکن یہ تب ہی ہوتا ہے جب قومی جمہوری ادارے مستحکم ہوں اور تمام طاقت و اقتدار کسی فرد واحد کی ذات میں مرتکز نہ ہو گیا ہو آج عالم یہ ہے کہ قومی اسمبلی کا کوئی وجود نہیں اور اس کے نہ ہونے سے نئے صدر کا انتخاب بھی نہیں ہو سکتا عام انتخابات کا معاملہ بھی مشکوک ہو گیا ہے اگر ۲۹ مئی کو جیسی تیسی بھی منتخب حکومت تھی اسے برطرف نہ کیا جاتا تو شاید یہ خلا اتنا زیادہ محسوس نہ کیا جاتا اللہ تعالیٰ جنرل محمد ضیاء الحق کی مغفرت کرے لیکن اب جب وہ ہم میں نہیں رہے تو یہ احساس شدید ہو گیا ہے کہ اختیار و اقتدار کا صرف دو ہاتھوں میں مرتکز ہو جانا قوم و ملک کے لئے ہرگز سود مند نہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ فی الوقت جن ہاتھوں میں زمام کار آگئی ہے وہ اس وقت پوری فہم و بصیرت اور حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اقتدار کو طول دینے کی فکر کرنے کی بجائے قومی اداروں کو بحال و مستحکم کرنے کی فکر کریں بلاشبہ مرحوم صدر ضیاء الحق پاکستان کے حکمرانوں کی تاریخ میں وہ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے اپنے تمام دور اقتدار میں نہایت بلند آہنگی سے اسلام اور جمہوریت کے نفاذ کا نعرہ لگایا انہوں نے ۵

جولائی ۷۷ء سے ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء تک اپنی تقریر میں نہایت زور و شور سے اسلامی نظام کے نفاذ کے دعوے کئے اور قوم کو مسلسل یقین دلایا کہ وہ اس ملک میں اسلام نافذ کر کے رہیں گے لیکن دیکھا جائے تو قوم ان ہی دو امور میں آج بھی تہی دست و تہی دامن ہے قومی اسمبلی میں پیش کردہ شریعت بل بظاہر جو نیجو حکومت کی طرف سے انکائی جانے والی رکاوٹوں کی وجہ سے منظور نہ ہو سکا لیکن حقیقت یہی ہے کہ صدر ضیاء الحق مرحوم چاہتے تو اپنے ۱۱ سالہ اقتدار میں پوری قوم کے اس متفقہ مطالبے کو تسلیم کر کے با آسانی اس ملک کو اسلامی نظام دے سکتے تھے اگر ایسا ہو جاتا تو آج وہ اس ملک اور اس قوم کی سب سے بڑی شخصیت ہوتے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جمہوری اداروں اور سیاسی جماعتوں کو بھی حتی الامکان پنپنے سے روکنے اور کمزور کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجہ میں آج ملک کا سیاسی مستقبل غیر یقینی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنے دعووں میں مخلص نہیں تھے لیکن ان کا عمل اس کی تصدیق کرتا ہوا نظر نہیں آتا شاید انہیں خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ مہلت عمل کتنی تھوڑی رہ گئی ہے

صدر ضیاء الحق نہ صرف علاقائی بلکہ عالمی سیاست میں بہت جلد ایک قد آور شخصیت بن کر ابھرے اور انہوں نے کئی بین الاقوامی مسائل سلجھانے میں اہم کردار ادا کیا مسئلہ افغانستان کے بارے میں ان کی پالیسی اور ان کا عزم یقیناً یاد رہنے والی چیز ہے ایران عراق جنگ بند کرانے میں انہوں نے امہ امن کمیٹی کے ذریعہ اہم کردار ادا کیا اور بھارت سے تعلقات بہتر بنانے میں نمایاں کوشش کی گمان غالب ہے کہ ان کی ہلاکت کسی بڑی تخریب کاری اور سازش کا نتیجہ ہے اور یہ سازش کس کی طرف سے کی جا سکتی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں پاکستان کی افغان پالیسی کی وجہ سے روس اور بھارت دونوں پاکستان سے ناراض ہیں ملک میں خاد کے جی بی اور بھارت کے ایجنٹوں کی تگ و تاز ایک عرصے سے جاری ہے بھارت کے وزیر اعظم نے ۱۵ اگست ہی کو پاکستان کو سنگین نتائج کی دھمکی دی تھی علاوہ ازیں کچھ ہی دن پہلے بھارت کی پارلیمنٹ میں کچھ نام نہاد خفیہ دستاویز کے حوالے سے یہ الزام لگایا گیا کہ پاکستان

راجیو گاندھی اور بھارت کی دیگر اہم شخصیات کو قتل کرانے کی سازش میں ملوث ہے اس پر بھارتی پارلیمنٹ میں پاکستان سے جنگ چھیڑ دینے کا مطالبہ بھی کیا گیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ کہیں یہ کوئی پیش بندی تو نہیں تھی یا محض اتفاق ہے کہ ہلاکت کا نشانہ صدر ضیاء الحق سمیت پاکستانی فوج کے اہم ترین جنرل بن گئے؟ قائم مقام صدر غلام اسحاق خان نے بھی قوم سے خطاب میں تخریب کاری کے امکانات کی نشان دہی کی ہے اس سانحہ کی تحقیقات تو یقیناً وسیع پیمانے پر ہو گی لیکن اس میں یہ پہلو خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہئے کہ جائے حادثہ بھارت کی سرحد سے زیادہ دور نہیں یہی نہیں ایک عشرے کے سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے یہ صورت درپیش ہے کہ پوری قوم کو ایک شخص کے منظر سے ہٹ جانے کے باعث سنگین خطرات کا سامنا ہے نئے اہل اقتدار کو اسے بطور خاص سامنے رکھ کر احتیاط سے قدم اٹھانا ہو گا ہم آخر میں صدر ضیاء الحق مرحوم اور ان کے دیگر ساتھیوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ اس ملک اور اس قوم کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

عظیم المیہ

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اسلام اور پاکستان پر قربان ہو گئے کل نفس ذائقۃ الموت لیکن صدر اور ان کے ساتھ حادثہ کا شکار ہونے والوں کی شہادت کی موت ملی ہے طیارہ کو پیش آنے والے حادثہ اتفاقی ہے یا کسی تخریبی کاروائی کا نتیجہ ہے دونوں صورتوں میں صدر کی موت شہید کی موت ہے حادثہ اس قدر جانکاہ اور سنگین ہے کہ ابھی تک لوگ سکتے میں ہیں اس حادثہ پر ہر مخلص پاکستانی مغموم ہے سخت

رنجیدہ ہے اگر کوئی اس حادثہ پر مغموم نہیں ہے تو بلاشبہ وہ بد بخت اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے یہ حادثہ بہت سنگین ہے صدر مرحوم کے ساتھ بہت سے اہم اور قابل فرزندان قوم بھی حادثہ کا شکار ہوئے ہیں جائنٹ چیف آف سٹاف جنرل اختر عبدالرحمان چیف آف جنرل سٹاف لیفٹننٹ جنرل میاں محمد افضال متعدد دوسرے اہم فوجی افسر جناب صدر اور ان کے رفقاء بہاولپور میں فوجی یونٹوں کے معائنہ کرنے گئے تھے وہ دفاع وطن کے ضمن میں اپنے فرائض ادا کر رہے تھے کہ خالق حقیقی نے انہیں اپنے پاس بلالیا اناللہ وانا الیہ راجعون موت ہر ذی روح کا مقدر ہے کسی کو اس سے فرار نہیں لیکن شہادت کا بلند رتبہ انہی کو ملتا ہے جن کا جذبہ صادق ہوتا ہے

یہ وقت ملت پاکستان کیلئے آزمائش کا وقت ہے اس وقت ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے متحد رہنے اور ملک کو درپیش خطرات کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے یہ عزم کرنے کی ضرورت ہے کہ مرحوم صدر ضیاء الحق نے جو مشن شروع کیا تھا وہ جاری رکھا جائے گا نفاذ اسلام کا عمل بدستور جاری رہے گا اور پاکستان کو مستحکم اور مضبوط بنانے کی مساعی تیز تر کر دی جائیں گی صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک کا نظم و نسق اس وقت سنبھالا تھا جب خانہ جنگی کے خطرات منڈلا رہے تھے ملک میں چلنے والی تحریک طویل سے طویل تر ہوتی جارہی تھی اور معاشی زندگی تقریباً مفلوج ہو چکی تھی بیرون ملک پاکستان کی ساکھ کا گراف گر چکا تھا صدر مرحوم نے مستقل مزاجی اور حوصلہ مندی کے ساتھ اصلاح کا عمل شروع کیا انہوں نے اسلام اور پاکستان کی نظریاتی اساس کے بارے میں معذرت خواہی کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے جرات کا مظاہرہ کیا پاکستان کے قیام کے اصل مقاصد کا برملا اعلان کیا اور ان کی تکمیل کا عزم تسلسل و تواتر کے ساتھ ظاہر کیا انہوں نے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بیرون ملک پاکستان کے اسلامی تشخص کو نمایاں کرنے کی سعی کی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پورے عالم اسلام کی نمائندگی کی اور اس اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار قرآن مجید کی تلاوت ہوئی کیونکہ انہوں نے اپنے خطاب سے پیشتر تلاوت قرآن مجید پر اصرار کیا اور

اپنی بات منوالی نفاذ اسلام کے ضمن میں انہوں نے جو اقدامات کئے ان کی تفصیلات ہر کسی کو معلوم ہیں، بہت سی قوتیں صدر کی راہ میں مزاحم تھیں جدیدیت مغرب زدگی سیکولرازم سوشلزم اور فرقہ واریت قدم قدم پر ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی رہیں لیکن انہوں نے انتہائی صبر و تحمل اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھا

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے افغانستان کے بارے میں جو جرات مندانہ اور مومنانہ موقف اختیار کیا وہ ان کی زندگی کا لازوال کارنامہ ہے ایک طرف روس جیسی سپر طاقت کا دباؤ دھمکیاں تخریبی کارروائیاں تیس لاکھ سے زائد مہاجرین کی آمد پاکستان میں تخریبی کارروائیاں بھارت کی شرارتیں روس اور بھارت کی لابیوں کے حربے اور پروپیگنڈے صدر مرحوم نے ان سب کے مقابلے میں فولادی عزم اور استقلال کا مظاہرہ کیا ان کا یہ عزم افغانستان کے حالات میں اہم تبدیلی کا باعث بنا ان کا یہ کارنامہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا زندہ انسانوں میں اختلافات بھی ہوتے ہیں اور رنجشیں بھی صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے اختلاف کرنے والے بلکہ ان پر نکتہ چینی کرنے والے بھی موجود تھے بالخصوص سیاست دانوں کے بعض گروہ تو مستقلاً ان کی مخالفت پر کمربستہ رہے لیکن مرحوم نے ان کے ساتھ شرافت اور رواداری کا برتاؤ کیا نکتہ چینی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کی مخالفوں کو راستے سے ہٹانے کے لئے ایسا کوئی حربہ استعمال نہ کیا جو حکمران عموماً کرتے ہیں اگرچہ ان کی سربراہی میں ملک میں زیادہ عرصہ مارشل لاء نافذ رہا لیکن انہوں نے قوم کو مارشل لاء کی سختی سے بچائے رکھا اور بجا طور پر یہ تاثر پیدا ہوا کہ مارشل لاء ماضی کی جمہوری حکومتوں سے بہتر اور نرم ہے مرحوم کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے ملک میں جمہوریت بحال کی بعض گروہوں اور حلقوں کو ان سے اختلاف ہے لیکن ان کو عامتہ الناس کی اکثریت کا اعتماد حاصل رہا چنانچہ ان کے خلاف تحریکیں چلانے کی مساعی ناکام ہوتی رہیں دوسروں پر تنقید کرنا آسان ترین کام ہے لیکن صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے جن مشکل حالات میں ملک کی قیادت کی، پاکستان کو جارحیت سے بچایا، اس میں اس کی

ساکھ میں اضافہ کیا پاکستان کا اسلامی تشخص نمایاں کیا یہ انہی کا کام تھا اور یہ ایسا کام ہے جسے تاریخ کے صفحات سے محو نہیں کیا جا سکے گا ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم صدر محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھ حادثہ کا شکار ہونے والے تمام فرزندان وطن کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا کرے مرحومین کے پسماندگان کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت بخشے ان کے غم میں پوری قوم شریک ہے ان کی رحلت اصل میں پوری قوم کا نقصان ہے

حب الوطنی کے تقاضے

سینٹ کے چیئرمین جناب غلام اسحاق خان آئین کے تقاضوں کے مطابق صدر پاکستان کا عہدہ سنبھال چکے ہیں انہوں نے مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو خراج تحسین پیش کیا اور یہ اعلان کیا کہ صدر مرحوم کے فیصلہ اور اعلان کے مطابق انتخابات سولہ نومبر ہی کو ہوں گے انہوں نے ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ اور ایمرجنسی کونسل کے قیام کا اعلان بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ کونسل ملک کے معاملات کو آئین کے مطابق چلانے کی کوشش کرے گی صدر جناب غلام اسحاق خاں نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ نگران حکومتیں کام کرتی رہیں گی ان اعلانات پر قومی حلقوں میں غم و اندوہ کے باوجود اطمینان کا اظہار کیا جائے گا اس وقت اصل ضرورت یہی ہے کہ ہر شخص قومی اور ملکی مفادات کو ملحوظ رکھے اور پاکستان میں جمہوریت کو مستحکم کرنے اور ملک کو خطرات سے بچانے میں اپنا کردار ادا کرے

اس وقت اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ملک میں امن و امان برقرار رہے اور پاکستان کے دشمنوں کو صورت حال سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملے انتخابات کے انعقاد کا اعلان برقرار رہے عبوری حکومتیں جوں کی توں موجود ہیں بعض گروہوں اور حلقوں کا یہ پروپیگنڈا غلط ثابت ہوا ہے کہ اس حادثہ فاجعہ کے نتیجہ میں ملک میں مارشل لاء نافذ ہو جائے گا پاکستان کو سازشوں اور سازشیوں سے بچانا ہر محب وطن پاکستانی کی ذمہ داری ہے

بھٹکے ہوئے راہی

اس اطلاع پر پاکستان ہی میں نہیں بہت سے دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی حیرت
و تعجب کا اظہار کیا جائے گا کہ "تنظیم آزادی فلسطین کے رہنما مسٹر یاسر عرفات
نے افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب کو نیک خواہشات کا پیغام بھیجا
ہے اور افغانستان میں روسی افواج کے برپا کردہ انقلاب کے یوم پر ان کے ساتھ یک
جہتی کا اظہار کیا ہے اس کے بعد فلسطینیوں کے بارے میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا
ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے راہی ہیں جو افغانستان میں جارح روس کے آلہ کار افغانوں کو
نیک خواہشات کا پیغام بھیجتے ہیں وہ گویا روسی جارحیت کی حمایت کرتے ہیں یاسر
عرفات کا پیغام افغان عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کے منافی ہے انہیں تو افغان
مجاہدین کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرنا چاہئے تھا اس لئے کہ وہ اس جارح طاقت کے
خلاف جہاد کر رہے ہیں جو ان سے ان کی آزادی اور وطن چھیننا چاہتی تھی افغانستان
میں جارحیت پر خاموشی اختیار کرنے بلکہ جارحین کے ساتھ یک جہتی ظاہر کرنے
والے کس طرح یہ توقع کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے جارح کے خلاف ان کا
غیر مشروط ساتھ دیں لیکن اس کے باوجود پاکستان نے ہمیشہ فلسطینیوں کا ساتھ دیا ہے
ہمیشہ ان کے موقف کی وکالت کی ہے اسرائیل اور اس کے مددگاروں کی ناراضگی
مول لی ہے، ہم آئندہ بھی فلسطینیوں کی حمایت کریں گے لیکن ہم یہ تلخ بات بھی
ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ سچائی ناقابل تقسیم ہوتی ہے جارحیت کی مذمت ہونی چاہئے خواہ
وہ فلسطینیوں کے خلاف ہو یا افغانوں کے فلسطینیوں پر جو آلام اور مصائب گزرے
ہیں اور گزر رہے ہیں اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ان کی جدوجہد واضح اور حتمی
اصولوں پر مبنی ہے۔

"ایسے غیر معمولی حادثات قوموں کی ترقی کو برسوں پیچھے چھوڑ
جاتے ہیں اور ان کی تلافی آسان نہیں ہوتی پاکستان تو ابھی ترقی کی ابتدائی منزل میں ہے
اسے ایک ایک فرد کی ضرورت تھی لیکن خدائی فیصلے کے سامنے کسے سرتابی کی جرات

ہے اور کون حرف اعتراض زبان پر لا سکتا ہے خدا کی مصلحتیں خدا ہی جانتا ہے لیکن قوم اس قدر عظیم نقصان پر سوگوار ہے ہم فضائی حادثے میں جاں بحق ہونے والے ایک ایک فرد کے پس ماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور پوری قوم کے اس عظیم غم میں برابر کے شریک ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کی مغفرت فرمائے اور ہمیں اس نقصان عظیم کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے

روزنامہ جنگ کراچی

عظیم قومی المیہ

بدھ کی سہ پہر بہاولپور کے قریب ایک فوجی طیارہ کے حادثہ میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی جنرل اختر عبدالرحمان چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹننٹ جنرل محمد افضال اور ان کے گیارہ سینئر فوجی ساتھی پاکستان میں امریکی سفیر مسٹر آرنلڈ رافیل اور ان کے ایک ساتھی اور طیارہ کے عملے کے چودہ ارکان جاں بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون بلاشبہ یہ ایک عظیم قومی المیہ اور ایک بہت بڑی آزمائش ہے جو کچھ ہوا اس پر صبر ہی کرنا چاہئے ہم مسلمان ہیں ہمیں اللہ کی رضا کے سامنے سر جھکانا چاہئے ہمارا ایمان ہے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے صدر ضیاء الحق کی اچانک وفات سے قومی زندگی میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جسے پر کرنا آسان نہیں ہوگا وہ گیارہ سال سے اس ملک کی قیادت کر رہے تھے اور بڑے بڑے مشکل امتحانوں اور نازک مراحل سے اس قوم کو نکال کر لائے تھے بقول قائم مقام صدر جناب غلام اسحاق خاں انہوں نے پاکستان کو بہت کچھ دیا ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ ورثے کے طور پر ایک ایسی قوم چھوڑ گئے ہیں جو بجا طور پر اپنی آزادی اور خود مختاری پر فخر کر سکتی ہے صدر نے اپنے عہد اقتدار میں داخلی اور خارجی محاذوں پر قوم کی بہترین رہنمائی اور قیادت کی اگر اندرون ملک انہوں نے ایک

اسلامی معاشرے کے قیام کو اپنی اولین ترجیح قرار دیا تو خارجہ پالیسی کے میدان میں افغانستان کے بحران سے نمٹنے کیلئے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا انہوں نے ہمسائیوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی عالم اسلام کے مسائل میں گہری دلچسپی لی اور قوموں کی وسیع برادری میں پاکستان کا نام اور وقار بلند کرنے کیلئے انتھک محنت کی صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا نام پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور ان کا عہد اس تاریخ کے ایک روشن باب کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا صدر کے بعض اقدامات اور کچھ حکمت عملیوں سے اختلاف بھی کیا گیا لیکن ان سے ان کی عظمت کم نہیں ہوتی ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے

اس طرح سیاسی افق سے صدر ضیاء الحق کے ہٹ جانے سے ہماری قومی سیاست کا ایک بڑا اہم باب ختم ہو گیا ہے یہ تو مستقبل کے مورخ کے ہاتھ میں ہے کہ صدر ضیاء کا دور کیسا تھا انہوں نے یقیناً اچھے کام بھی کئے اور بعض ایسے بھی جن سے ان کے مخالف پیدا ہو گئے سب سے تازہ مسئلہ غیر جماعتی انتخابات کا تھا ہماری دعا ہے کہ جن کاموں کا انہوں نے بیڑا اٹھایا تھا اور جو اللہ اور رسول کے پسندیدہ کام ہوں اور پاکستان کیلئے مفید ہوں ہمارے آئندہ حکمران انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور مرحوم صدر کی جو پالیسیاں اور کام اصلاح طلب تھے اللہ ہمارے نئے حکمرانوں کو انہیں درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم سمجھتے ہیں کہ انتقامی سیاست کا جو باب ایک سابق وزیر اعظم کو پھانسی دینے کی وجہ سے شروع ہوا تھا اب ختم ہو جانا چاہئے کیونکہ یہ اپنے نقطہ اختتام کو پہنچ گیا ہے اب سیاست میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ آ جانا چاہئے سینٹ کے چیئرمین کا آئین کے مطابق صدر مقرر کیا جانا خوش آئند اور حوصلہ افزا بات ہے خدا کرے کہ اب کوئی طالع آزما کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے ملک و قوم دوبارہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں خدا ہمیں خوش دلی سے آئین پر چلنے کی توفیق بخشے لوگ آتے جاتے رہیں گے اچھے بھی اور برے بھی قائد اعظم نہ رہے لیکن خدا کے فضل سے

پاکستان کو ہمیشہ باقی رہنا ہے جیسا کہ قائم مقام صدر نے اپنی نشری تقریر میں کہا ہے کہ بدھ کے روز کا سانحہ محض ایک عظیم المیہ ہی نہیں قوم کیلئے ایک کڑی آزمائش بھی ہے ایک ایسی آزمائش جس سے ہمیں متحد ہو کر گزرنا ہے زندہ قومیں آزمائش کے ایسے لمحات میں صبر اتحاد استقامت اور یقین محکم کے بل پر سرخرو ہو کر نکلتی ہیں آزمائشوں کی آگ قوموں کو کندن بنا دیتی ہے ان کے جوہر اور نکھر آتے ہیں ان کا عزم بلند تر ہو کر سامنے آتا ہے ہمیں توقع دعا اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بھی اس ناگہانی آزمائش سے ایک مضبوط تر اور متحدہ تر قوم بن کر ابھریں یہ امر باعث اطمینان ہے کہ صدر مملکت کی رحلت کے اندوہ ناک حادثے کے باوجود ملکی آئین کی پابندی کا پورا اہتمام کیا گیا ہے اور دستور کے مطابق سینٹ کے چیئرمین نے قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے کابینہ کے ہنگامی اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ آئین کی لفظاً اور معناً پابندی کی جائے گی

اگرچہ ایمرجنسی کا نفاذ نافذ کیا گیا ہے لیکن وفاقی وزیر انصاف و پارلیمانی امور نے وضاحت کی ہے کہ بنیادی حقوق معطل نہیں کئے جائیں گے اور عدلیہ کی آزادی اور اختیارات کو محدود کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جائے گی ایمرجنسی کا نفاذ اس لئے کیا گیا ہے کہ موجودہ غیر معمولی حالات میں مرکز کو صوبوں کے حوالے سے کسی قانون سازی کی ضرورت پیش آسکتی ہے اور آئین کے تحت ایسا صرف ایمرجنسی نافذ کر کے ہی کیا جاسکتا ہے قائم مقام صدر کی اس یقین دہانی کا بھی پورے ملک میں خیر مقدم کیا جائے گا کہ مجوزہ انتخابات حسب اعلان ۱۶ نومبر کو ہوں گے اور حکومت انہیں آزادانہ غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنانے کیلئے ہر ممکن اقدام کرے گی ملکی انتظام چلانے کیلئے رہنما اصول فراہم کرنے کی غرض سے ایک تیرہ رکنی ایمرجنسی کونسل بھی قائم کی گئی ہے جو عبوری عرصہ میں اعلیٰ حکام کی مدد اور رہنمائی کرے گی توقع کی جانی چاہئے کہ تجویز کردہ اقدامات درپیش صورت حال سے عہدہ برآ ہونے میں صدر اور عبوری کابینہ کیلئے مددگار ثابت ہوں گے بدھ کا حادثہ تخریب کاری کا نتیجہ ہونے کا

اندیشہ بھی ظاہر کیا گیا ہے قوم توقع کرے گی کہ صحیح صورت حال جلد از جلد معلوم کی جائے اور اسے اصل حقائق سے آگاہ کیا جائے تاکہ اگر کوئی مجرم ثابت ہو تو اسے کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے

قائم مقام صدر جناب غلام اسحاق خاں ایک تجربہ کار جہاں دیدہ اور کہنہ مشق منتظم بلند پایہ ماہر معاشیات اور پاکستان کی تاریخ کے تمام ادوار سے گہری واقفیت رکھنے والے مدبر ہیں ہمیں امید ہے کہ انہوں نے قوم سے جس تعاون اور حمایت کی اپیل کی ہے وہ انہیں بھرپور انداز میں میسر آئیں گے اور ان کی قیادت میں ہم اس نازک اور عبوری مرحلہ کو بحسن وخوبی پار کر لیں گے ملک اس وقت ایک اہم موڑ پر کھڑا ہے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہونے والے ہیں ان کے انداز اور طریق کار پر بعض اختلافات بھی پائے جاتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے تمام طبقات اپنے تمام فیصلوں اور اقدامات میں ارفع قومی مفاد کو دوسری ہر بات پر مقدم رکھیں اور فکر و نظر کا اگر کوئی اختلاف پایا جاتا ہے تو اسے حکمت تحمل اور بالغ نظری سے دور کرنے کی کوشش کریں ہمیں پورا یقین ہے کہ پاکستانی قوم اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود چیلنج کا کامیاب مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور انشاء اللہ ملک کا حال اور مستقبل محفوظ اور تابندہ ہوں گے

آخر میں ہم لوگوں سے اپیل کریں گے کہ وہ امن وامان کیلئے اتحاد برقرار رکھیں اور دشمن کی ہر سازش کو ناکام بنانے کیلئے متحد رہیں ہم ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کی مغفرت فرمائے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور حدیث شریف کے الفاظ میں ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کرے اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کا حامی وناصر ہو آمین پاکستان پائندہ باد

آہ! ضیاء الحق! پاکستان زندہ باد

صدر جنرل محمد ضیاء الحق گذشتہ روز بہاولپور کے قریب ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون موت کا وقت معین اور اٹل ہوتا ہے کسی چھوٹے یا بڑے کو موت سے رستگاری نہیں صدر ضیاء خالق حقیقی سے جا ملے ہیں دعا ہے کہ رب جلیل ان کی مغفرت فرمائے مرحوم صدر ایک انسان کی حیثیت سے کئی خوبیوں خامیوں کے مالک تھے تاہم کوئی شخص ان کی ذاتی شرافت سادگی حسن سلوک اور مرنجاں مرنج شخصیت سے انکار نہیں کر سکتا پہلی ملاقات میں وہ اپنے مہمان کا دل موہ لیتے اور ملنے والے کے دل و دماغ پر تہذیب و شائستگی کا دیرپا نقش چھوڑتے ان کے نظریات اور افکار سے اختلاف ممکن ہے لیکن ان کی ذاتی شرافت و نجابت کا ہر کوئی گرویدہ نظر آتا تھا

صدر ضیاء الحق نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اس وقت مارشل لاء نافذ کر کے اقتدار سنبھالا جب حکمران پیپلز پارٹی اور اپوزیشن پی این اے کے درمیان عام انتخابات کے نتیجے میں شدید کشمکش جاری تھی پوری قوم سیاسی خلفشار سے دوچار تھی اور بے یقینی کے سائے لہرا رہے تھے اس صورت حال میں فوج کے چیف آف سٹاف کی حیثیت سے جناب ضیاء الحق نے اپنا کردار ادا کرنا ضروری سمجھا اور مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر کے ۹۰ روز کی آئینی مدت کے اندر نئے عام انتخابات کے انعقاد کا وعدہ کیا جناب ضیاء الحق کے دعوے کے مطابق بعض سیاسی لیڈروں نے انہیں مشورہ دیا کہ انتخابات ملتوی کر دیئے جائیں اور پہلے احتساب کا عمل مکمل کیا جائے اس طرح پہلے انتخابات کا انعقاد نہ ہو سکا دریں اثناء پی این اے نے جناب ضیاء الحق کی دعوت پر شرکت اقتدار کا

فیصلہ کیا اور حکومت نے اسلامائزیشن کی نئی مہم کا آغاز کر دیا ۱۹۷۹ء میں دوبارہ انتخابات کے انعقاد کی تاریخ کا اعلان کیا گیا تاہم یہ الیکشن بھی ملتوی کر دیئے گئے اور ملک میں ایک نئی سیاسی کشمکش کا آغاز ہو گیا سابق حکمران پیپلز پارٹی نے اپنے لیڈر کی پھانسی کے بعد ملک کی دیگر سیاسی قوتوں کے ساتھ مل کر ایک نئی جدوجہد کا آغاز کیا اور بحالی جمہوریت کیلئے شدومد سے تحریک چلی تاہم جناب صدر ضیاء الحق نے اپنے پروگرام کے تحت ۸۴ء کے آخر میں ریفرنڈم کے ذریعے اسلامائزیشن کی تکمیل کیلئے پانچ سال کیلئے منتخب صدر کا مرتبہ حاصل کیا ۱۹۸۵ء کے اوائل میں غیر جماعتی انتخابات کے بعد مرکز اور صوبوں میں مارشل لاء کی نگرانی میں سول حکومتیں قائم کی گئیں سال کے آخر تک مارشل لاء اٹھالیا گیا آئین بحال کر دیا گیا سیاسی جماعتوں پر سے پابندی ختم کر دی گئی جناب ضیاء الحق نے چیف آف سٹاف رہتے ہوئے منتخب صدر کے فرائض سنبھال لئے اور سول منتخب حکومتوں کو کام کرنے کی زیادہ آزادی میسر آگئی لیکن سال رواں کی ۲۹ مئی کو آناً فاناً قومی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور مرکز اور صوبوں کی حکومتوں کو برطرف کر کے نئی نگران حکومتیں تشکیل دے دی گئیں آئینی تقاضے پورے کرنے کی خاطر جناب صدر نے آئندہ ۱۶ نومبر کو غیر جماعتی انتخابات کی تاریخ مقرر کر دی اگرچہ سیاسی جماعتوں نے ان انتخابات میں بامر مجبوری شرکت پر آمادگی کا اظہار کر دیا تاہم ہر طرف سے یہ مطالبہ جاری تھا کہ آئندہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر منعقد کروائے جائیں خاص طور پر ۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والا سیاسی نظام خود جناب صدر کے بقول ناکامی سے دوچار ہوا تھا تو دوبارہ اسی تجربے کو دہرانے میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی تھی سیاسی جماعتیں اپنا مطالبہ منوانے کیلئے نئی حکمت عملی کی تشکیل میں لگی ہوئی تھیں کہ جناب صدر ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ان کی موت انسانی سطح پر نہ صرف یہ کہ بے حد اندوہ ناک ہے بلکہ ملک اور قوم کیلئے ایک ایسا سانحہ بھی ہے جس کے اثرات برسوں تک محسوس ہوتے رہیں گے یہ ایک شخص ایک صدر ایک چیف ایگزیکٹو ایک چیف آف

سٹاف کی موت نہیں ایک کربناک اجتماعی المیہ ہے ان کے دوست دشمن بھی سوگوار ہیں پوری قوم اور بین الاقوامی برادری اس خبر سے سن ہو کر رہ گئی ہے سیاسی اختلافات سے قطع نظر قوم کو انہوں نے شرافت اور شائستگی کا ماحول دیا اور قومی اخلاقیات کا قبلہ درست کرنے کیلئے انہوں نے اپنی کوشش آخر دم تک جاری رکھی جناب صدر کا عہد کئی اعتبار سے ریکارڈ حیثیت رکھتا ہے پاکستان میں انہوں نے طویل ترین عرصے تک حکومت کی ہے ان کے مارشل لاء کا عرصہ ایوب خان اور یحییٰ خاں کے دونوں مارشل لاؤں کی مجموعی مدت سے بھی طویل ہے چیف آف سٹاف کے عہدے پر طویل ترین عرصے تک فائز ہونے والے بھی وہی ہیں ان کے دور حکومت میں تین بار بلدیاتی انتخابات بھی ہوئے جناب صدر کے عہد میں پاکستان کو دس سال تک افغان مسئلے کا باغیرت سامنا رہا آٹھ سال تک پاکستان کو ایران عراق جنگ کے اثرات بھی درپیش رہے اس اعتبار سے یہ دور خاصا ہنگامہ خیز تھا اور جناب صدر نے اپنی فطری صلاحیتوں اور فوجی تربیت کے زیر اثر تمام نامساعد حالات کا انتہائی تحمل سکون اور حوصلے سے مقابلہ کیا اور مضبوط اعصاب کے مالک ہونے کا ثبوت دیا اپنی افتاد طبع کے باعث بھارت جیسے ازلی اور عیار دشمن کی جارحانہ چالوں کے مقابلے میں انہوں نے کسی تیزی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ایک مخصوص حکمت عملی اپنائے رکھی جس کے نتیجے میں بھارت کے خطرات کو ٹالنے میں انہیں مکمل کامیابی ہوئی اس ضمن میں غیر ضروری ڈھیل دکھانے اور کمزوری کے مظاہرے پر قومی حلقوں کی طرف سے ان پر سخت لب و لہجے میں تنقید بھی کی جاتی رہی لیکن وہ اپنی دھن کے پکے ثابت ہوئے افغانستان میں روسی افواج کے جارحانہ قبضے اور کابل میں روس کی کٹھ پتلی حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد پاکستان براہ راست کمیونسٹ جارحیت کی زد میں آ گیا ۱۹۷۹ء میں جب یہ چیلنج سامنے آیا تو جناب صدر نے اپنے ایمانی جذبے کے سارے جرات و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے برادر افغان مسلمانوں کی حمایت و اعانت کا اعلان کیا پاکستان اس وقت یکتا و تنہا تھا اور امریکہ کی طرف سے بھی "مونگ پھلی کے برابر" امداد کی

پیش کش کی جا رہی تھی تاہم جناب صدر نے پاکستان کے مفاد میں جو پالیسی ابتدا میں سوچی تھی آخر میں پوری دنیا نے اس کا اعتراف کیا اور اس کے نتیجے میں بالآخر روسی فوجوں کی واپسی کا معجزہ بھی رونما ہوا جو کمیونزم کی پیش قدمی کی تاریخ میں پہلی مثال ہے ۔ جناب صدر نے اس کارنامے پر عالمی رہنماؤں سے بجا طور پر خراج تحسین وصول کیا اس کے علاوہ اقوام متحدہ غیر جانبدار تحریک اسلامی کانفرنس سارک تنظیم اور دیگر بین الاقوامی اداروں میں بھی جناب صدر نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا چنانچہ دنیا اب انھیں سنجیدگی سے ایک مدبر قائد اور سیاست دان کے طور پر تسلیم کر چکی تھی کم از کم پاکستان کے اندر یا اسلامی دنیا میں اس قدر وسیع تجربے اور عمیق مشاہدے کی کوئی دوسری شخصیت دکھائی نہیں دیتی اس لحاظ سے یہ روایتی جملہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ان کا خلاء بمشکل پر ہو سکے گا صدر ضیاء کو اپنے پیش رو مارشل لاء حکمرانوں کے مقابلے میں گمنامی کی موت سے ہمکنار ہونا پڑا وہ اپنی زندگی کے ایک ایسے موڑ پر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے ہیں جہاں یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ اپنے بعض اقدامات کے نتیجے میں سابق مارشل لاء حکمرانوں کی طرح متنازعہ ہو چکنے کے بعد غیر مقبول بھی ہو جائیں گے جناب صدر اس اعتبار سے خوش قسمت ہیں کہ وہ ان کی طرح غیر مقبول ہوئے بغیر اپنے اللہ سے جا ملے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب صدر اپنی خداداد صلاحیتوں اور فوجی اور سیاسی تربیت کو ملک اور قوم کے مستقل مفاد میں پوری طرح استعمال نہ کر سکے اور یوں ان پر قوم کی سرمایہ کاری ضائع چلی گئی جناب صدر کو اقتدار کا ایک طویل عرصہ میسر آیا تھا وہ بلا شرکت غیرے ملک و قوم کی تقدیر کے مالک رہے چنانچہ ان کے پاس موقع بھی تھا اور صلاحیت بھی کہ وہ ملک میں سیاسی استحکام لانے اور ایک معروف اور قابل قبول سسٹم دینے کی طرف ساری توانائیاں صرف کر دیتے اس میں شک نہیں کہ ان کے ذہن میں ایک سیاسی منزل متعین تھی جو انھوں نے دوسرے پر پوری طرح واضح نہ کی تھی اور اس منزل تک پہنچنے کیلئے انھوں نے کئی راستے اختیار کئے کئی راستے بدلے لیکن بالآخر راستے نے ان کی زندگی کا ساتھ چھوڑ

دیا اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ اپنی منزل تک نہ پہنچ پائے بلکہ قوم بھی آج زیرو پوائنٹ پر کھڑی ہے اگرچہ دستور کے تحت سینٹ کے چیئرمین جناب غلام اسحاق خاں نے قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے اور یوں دستور کی بالادستی قائم رکھی گئی ہے تاہم نازک اور حساس صورت حال کے پیش نظر ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے اور امور مملکت کی انجام دہی کیلئے ایک ایمرجنسی کونسل تشکیل دی گئی ہے۔ جس میں تینوں افواج کے سربراہ بھی شامل ہیں نئے صدر نے یہ یقین دلایا ہے کہ ۱۶ نومبر کے انتخابات پروگرام کے مطابق ہوں گے ان انتخابات میں آج سے نوے روز باقی ہیں اور بدقسمتی سے قوم کو اس سے پہلے بھی نوے روز کے انتخابی وعدوں کا تلخ تجربہ ہے ملک کو جمہوریت کی پٹری سے اترے ہوئے ربع صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور اب بہتر یہ ہو گا کہ قوم کے اعصاب کا مزید امتحان نہ لیا جائے بلکہ حکومت اگر اس ملک اور قوم سے کوئی نیکی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وقت کی ضرورت ہے کہ سیاسی خلفشار کے خاتمے کیلئے تمام قوتوں کو سر جوڑ کر سوچنا چاہئے اور قومی اتفاق رائے سے کوئی ایسا فارمولا وضع کرنا چاہئے جو ہمارے سیاسی بحرانوں کا مستقل خاتمہ کر سکتا ہو اس موقع پر حکومت اگر قومی سیاستدانوں سے کھل کر بات کرنے پر تیار ہو جائے اپنی دستوری حیثیت پر اڑے رہنے کے بجائے قومی مشکلات کا احساس کرتے ہوئے سیاستدانوں کی طرف ہاتھ بڑھائے اور جواب میں سیاستدان بھی مثبت اور ذمہ دار طرز عمل کا مظاہرہ کریں اور اپنی اناؤں اور "میں نہ مانوں" کے حصار سے نکل کر حب الوطنی پر مبنی معاملہ فہمی کا ثبوت دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان اس جمہوری فلاحی اسلامی منزل کی راہ پر گامزن نہ ہو سکے جس کیلئے اکتالیس برس قبل اس کی تشکیل کی گئی تھی اس میں شک نہیں کہ اس وقت ایک اعصاب شکن ماحول ہے حالات کا تناؤ اپنا کام دکھا رہا ہے غیر یقینی کے بادل امڈ رہے ہیں لیکن زندہ قومیں ایسے ہی بحرانوں میں دانشمندانہ اور ذمہ دارانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے منزل مراد کو پالیتی ہیں ہم اس موقع پر اپنی مسلح افواج سے بھی یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ملک و قوم کو درپیش بیرونی خطرات کے پیش

نظروہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کی طرف یکسو ہو جائیں فوج کے سیاسی کردار کے نعرے میں یقیناً بڑی کشش ہے لیکن سیاست اور حکومت کیلئے یقیناً فوج کو تربیت نہیں دی جاتی بدقسمتی سے گذشتہ تیس برس سے فوج کا سیاست میں عمل دخل شروع ہے لیکن اس کے نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں اور ۱۹۷۱ء کا سانحہ مشرقی پاکستان تو ہمارے لئے ایک ڈراؤنا خواب بن چکا ہے اور اب پھر موہوم خطرات ہماری آنکھوں کے سامنے رقص کر رہے ہیں ملک میں لسانی نسلی علاقائی گروہی بنیادوں پر جتھہ بندی ہو رہی ہے اور ایک بھائی دوسرے بھائی کا خون کرنے پر تلا نظر آتا ہے ادھر دشمن کے ایجنٹ بھی سرگرم عمل ہیں اوپر سے لے کر نیچے تک قانون کا احترام ایک حد تک مفقود ہے اور طاقت اور خطرناک اسلحے کے اندھے قانون کو مسلط کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حالات کو درست کرنے کیلئے کل کی بجائے آج ہی پہلا قدم اٹھالیا جائے فوج ہمیشہ کیلئے وادی سیاست سے نکل جائے مرحوم صدر اس کیلئے برسوں سے کوشاں تھے اور اگر ان کے جانشین اس مقصد کو حاصل کر سکیں تو اس سے مرحوم کی روح کو بھی تسکین ملے گی اور قوم کو بھی گوناں گوں مصائب سے نجات مل جائے گی

بے لاگ تحقیقات کی ضرورت

صدارتی طیارے کو پیش آنے والے حادثے کے سلسلے میں قائم مقام صدر غلام اسحاق نے تخریب کاری کے واقعہ کو خارج از مکان قرار نہیں دیا اور اندیشہ یہی ہے کہ یہ تخریب کاری کا نتیجہ ہے کیونکہ پاک فوج کے طیارے کے جس پر صدر مملکت فوج کے سینئر افسران اور ایک سپر پاور کے سفیر سفر کر رہے ہوں حفاظتی انتظامات اس قدر ناقص نہیں ہو سکتے کہ وہ فضا میں بلند ہوتے ہی دھماکے سے پھٹ جائے اگرچہ تمام انسانی تدبیروں کے مقابلے میں تقدیر کی برتری سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم تخریب کاری کے امکانات کے پیش نظر اتنے بڑے حادثے کی تحقیقات کے نتائج فوری طور پر

اور بلا کم و کاست عوام کے سامنے آنے چاہئیں کیونکہ اس واقعہ سے قوم میں عدم تحفظ ذہنی الجھاؤ اور تذبذب کا جو احساس پیدا ہوا ہے اس کے خاتمے کی یہی مناسب صورت ہے فضائی حادثات دنیا بھر میں ہوتے رہتے ہیں تاہم ان حادثات کے اسباب و عوامل کا پتہ چلا کر نقائص کو دور کرنے اور ذمہ دار عناصر کا تعین کر کے انہیں سخت ترین سزا دینے کے علاوہ عوام کو کسی واقعہ کے پس پشت عوامل اور نتائج سے بھی آگاہ کرنے کی روایت موجود ہے ہمارے ہاں بدقسمتی سے ایسی کوئی روایت ابھی تک مستحکم نہیں ہو سکی ملک کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے پس پردہ اسباب ابھی تک پردہ راز میں ہیں بلکہ اس ضمن میں ضروری کاغذات لے جانے والے طیارے کو بھی حادثہ پیش آ گیا تھا اور اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ حادثہ کیسے پیش آیا اسی طرح ۱۹۷۱ء میں پاکستان کی دو حصوں میں تقسیم کے اسباب اور ان کی ذمہ داری کا تعین کرنے کیلئے قائم حمود الرحمان کمیشن کی رپورٹ بھی ابھی تک عوام کے سامنے نہیں آ سکی اوجڑی کیمپ کے واقعہ پر سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے جو رپورٹ مرتب کرائی تھی وہ بھی قوم سے پوشیدہ رکھی جا رہی ہے ہر اہم واقعہ اور سانحہ کی تفصیلات اور ان کے اسباب و نتائج کو قوم سے چھپانے کا جو رویہ ہم نے ایک عرصے سے اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی صحت مند علامت نہیں اور قوم آہستہ آہستہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے مابین فرق و امتیاز کی اہلیت سے محروم ہو رہی ہے اس حادثے کو تخریب کاری قرار دینے کی صورت میں روس و بھارت کی ملی بھگت بھی بعید از قیاس نہیں اور عوام میں خاصے شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں اس لئے قائم مقام صدر کے اعلان کے مطابق نہ صرف اعلیٰ سطحی تحقیقات جلد مکمل ہونی چاہئیں بلکہ ان کے نتائج بھی قوم کے سامنے آنے چاہئیں تاکہ اس طرح کے واقعات سے بچنے کی صورت نکالی جا سکے اور قوم شکوک و شبہات کا شکار نہ ہو

بہاولپور کے فضائی حادثے میں صدر ضیاء اور امریکی سفیر سمیت جو تیس افراد ہلاک ہوئے ہیں ان میں جنرل اختر عبدالرحمان، لیفٹننٹ جنرل میاں محمد افضال، میجر جنرل

محمد شریف ناصر' میجر جنرل عبد السمیع' میجر جنرل محمد حسین اعوان کے علاوہ بریگیڈیئر صدیق سالک اور بریگیڈیئر نجیب جیسے منتخب روزگار لوگ بھی شامل ہیں اتنی قیمتی جانوں کا اتلاف پاکستان کیلئے ایک ناقابل برداشت نقصان ہے یہ سب لوگ اپنے اپنے شعبے کی کریم تھے اس لئے بیک وقت ان کی موت سے ملک وملت کو عظیم نقصان پہنچا ہے اس طرح کے لوگ ایک ہی دن میں تیار نہیں ہوتے وہ برسوں کی ریاضت کا نچوڑ ہوتے ہیں ان میں سے ایک ایک فرد ملت کے مقدر کا ستارہ ہوتا ہے اور فرد کی بجائے اپنے وجود میں ایک مکمل ادارہ ہوتا ہے اس طرح کے اتنے زیادہ قیمتی افراد کا ایک ہی فضائی حادثے میں نقصان کچھ کم نقصان نہیں ہے ان میں بہترین راہبر بھی تھے بہترین کمانڈر بھی' بہترین ہواباز بھی تھے اور بہترین ٹیکنیشن بھی پھر برسوں کی پیشہ ورانہ تربیت کے بعد وہ اس مقام تک پہنچا تھا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "پھرتا ہے فلک برسوں " جس کے بعد ہی خاک کے پردے سے انسان ابھرتے ہیں پھر قومی نقصان کے علاوہ ہر مرنے والا خدا جانے کتنے بچوں کو یتیم کر گیا کتنی سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے کتنی ہی مائیں اپنے لخت جگر سے محروم ہوئیں اور ان کے کتنے ہی رشتے دار اپنے عزیزوں سے بچھڑ گئے

المناک قومی سانحہ

صدر جنرل ضیاء الحق بہاولپور سے اسلام آباد کی طرف روانگی کے دوران طیارہ فضا میں پھٹ جانے سے اپنے تمام ساتھیوں سمیت (جن کی تعداد ۳۰ بیان کی گئی ہے) جاں بحق ہو گئے اناللہ وانا الیہ راجعون

سی ۱۳۰ طیارہ بہاول پور ائیرپورٹ سے اڑا اور فضا میں بلند ہوتے ہی تھوڑی دیر بعد

حادثے کا شکار ہو گیا وہ دو قلابازیاں کھا کر گرا اور زمین میں دھنس گیا جس کے ساتھ طیارے کو آگ لگ گئی ان کے ساتھ جو افراد جاں بحق ہوئے ان میں امریکی سفیر مسٹر آرنلڈ رافیل جنرل اختر عبدالرحمان (چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی) جنرل محمد افضال (چیف آف جنرل سٹاف) میجر جنرل عبدالسمیع میجر جنرل محمد شریف ناصر میجر جنرل محمد حسین اعوان بریگیڈیئر صدیق سالک (صدر کے پریس سیکرٹری) بریگیڈیئر نجیب احمد بریگیڈیئر معین الدین خواجہ بریگیڈیئر محمد لطیف بریگیڈیئر عبدالماجد کرنل صفدر محمود سکواڈرن لیڈر راحت حبیب صدیقی کیپٹن زاہد رانا بریگیڈیئر واسن (امریکی سفارت خانہ) جہاز کے کیپٹن ونگ کمانڈر مشہود سکواڈرن لیڈر ذوالفقار فلائٹ لیفٹننٹ ساجد چیف وارنٹ آفیسر دریز سینئر ٹیکنیشن فردوس راشد حبیب عزیز منظر اظہر جونیئر ٹیکنیشن صفدر نائب صوبیدار محمد شفیق اور فلائٹ لیفٹیننٹ عصمت کے نام شامل ہیں

صدر کے ہمراہ ان کے سینئر آرمی سٹاف کے علاوہ بڑے سینئر پائلٹ اور بڑے سینئر ٹیکنیشن بھی تھے اور پرواز سے قبل بہاول پور ائیر پورٹ پر یقیناً طیارے کا خصوصی معائنہ بھی کیا گیا ہو گا جو ان کے فلائنگ سٹاف کی ڈیوٹی میں شامل تھا اس کے باوجود جب طیارہ فضا میں بلند ہوا تو آوٹ آف کنٹرول ہو گیا اور نتیجتاً وہ ہولناک سانحہ پیش آیا جس نے پورے ملک کو غمگین و حیرت زدہ کر دیا بہر حال مشیت ایزدی کے سامنے کوئی چارہ نہیں اس سے قبل گیارہ سال کے دور اقتدار میں ایک بار بلوچستان میں صدر جنرل ضیاء الحق پر فائرنگ کی گئی دوسرا حملہ کراچی کے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ہوا اور تیسری مرتبہ راولپنڈی میں ان کے طیارے کو میزائل کا نشانہ بنایا گیا لیکن بہاولپور سے پرواز کے وقت جب پورا حفاظتی عملہ اور بڑے بڑے سینئر آرمی آفیسرز ان کے ساتھ تھے وہ ایک بھیانک حادثے کا شکار ہو گئے جس نے پوری قوم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا صدر ضیاء الحق کی موت پر ملک بھر میں سیاسی و سماجی راہنماؤں نے اظہار افسوس کیا ہے دنیا کے بہت سے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے سربراہوں

نے ان کی حیرت انگیز رحلت پر گہرے غم اور ہمدردی کے پیغامات بھیجے ہیں اور ان کی موت کو ایک المناک حادثہ قرار دیا ہے وہ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مارشل لاء کے ذریعے بر سر اقتدار آئے اور ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو فضائی حادثے میں انتقال کر گئے اس طرح وہ گیارہ سال چوالیس روز تک اقتدار میں رہے جولائی ۱۹۷۷ء میں منصب حکومت سنبھالنے کے بعد انہوں نے ۹۰ دن کے اندر انتخابات کرانے کا اعلان کیا مگر وعدہ کے مطابق انتخابات نہ کرائے گئے ۱۹۸۵ء میں غیر جماعتی انتخابات کے بعد انہوں نے مسٹر محمد خان جونیجو کو وزیر اعظم مقرر کیا جنہوں نے نئی مسلم لیگ بنا کر غیر جماعتی ایوان کو جماعتی ایوان میں تبدیل کر دیا ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو صدر ضیاء الحق نے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ جونیجو حکومت کو بھی برطرف کر دیا اور ایک بار پھر نوے دن میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا مگر بعد ازاں انتخابات کی تاریخ ۱۶ نومبر مقرر کی اور غیر جماعتی انتخابات کا فیصلہ دیا جس پر سیاسی جماعتوں میں ایک اضطراب پھیل گیا

یہ امر قابل غور ہے کہ ابھی ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کے اعلان کے مطابق بھی ۹۰ دن پورے ہونے میں گیارہ یوم باقی تھے کہ وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اب ان کا معاملہ ان کے خدا کے ساتھ ہے انہوں نے اسلامائزیشن میں شہرت حاصل کی اور ملک میں اسلام نافذ کرنے کیلئے شریعت آرڈی ننس نافذ کیا ان کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ امریکہ کے ساتھ تعلقات کی بحالی اور افغانستان مہاجرین و مجاہدین کی امداد ہے وہ پاکستان میں تمام حکمرانوں سے زیادہ عرصہ بر سر اقتدار رہے اور ملک کو اسلامی مملکت میں ڈھالنے کی خواہش رکھتے تھے جس کیلئے انہوں نے متعدد اقدامات بھی کئے وہ ذاتی طور پر پارلیمانی نظام پسند نہ کرتے لیکن جمہوریت کے مدعی تھے ان کی رحلت کے بعد سینٹ کے چیئرمین مسٹر غلام اسحاق خاں نے صدر مملکت کا عہدہ سنبھال لیا اور جنرل مرزا اسلم بیگ کو چیف آف آرمی سٹاف مقرر کیا ہے نئے صدر نے اعلان کیا ہے کہ انتخابات پروگرام کے مطابق ۱۶ نومبر کو ہوں گے مرکز اور صوبوں میں نگران حکومتیں

بدستور کام کرتی رہیں گی تمام معاہدوں کی پابندی کی جائے گی تاہم ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی ہے ایمرجنسی کونسل میں داخلہ خارجہ دفاع اور انصاف کے وفاقی وزراء تینوں مسلح افواج کے سربراہ پنجاب سرحد بلوچستان کے وزرائے اعلیٰ سندھ کے گورنر اور سینئر وزیر شامل ہیں

صدر جنرل ضیاء الحق کی رحلت پاکستان کیلئے ایک سنگین حادثے کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ ملک پر ان کی مکمل گرفت تھی اس واقعے کے بعد ملک بعض داخلی اور خارجی امور سے متاثر ہو سکتا ہے لیکن ایسے واقعات میں ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کیلئے قومی اتحاد اور قومی سپرٹ کی ضرورت ہوتی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ قوم متحد ہو کر ہر چیلنج کا مقابلہ کر سکتی ہے زندہ قومیں اس قسم کے حادثات میں ثابت قدم رہتی اور ہر مشکل کا مقابلہ کرتی ہیں ہمارا ایمان ہے کہ پاکستان زندہ رہنے کیلئے قائم ہوا تھا خدا کے فضل و کرم سے زندہ رہے گا اور کوئی دشمن اسے گزند نہیں پہنچا سکتا اس حادثے میں صدر مملکت اور پاکستان کے سینئر فوجی افسروں کے علاوہ امریکی سفیر مسٹر آرنلڈ رافیل کی موت بھی انتہائی افسوسناک ہے روزنامہ "مغربی پاکستان" اس قومی سانحے پر سوگوار اور مرنے والوں کے لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

ہم سب کو کیا کرنا ہے

منگل ۱۶ اگست کو "آئین کی پے در پے خلاف ورزیوں" پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا

"جنرل ضیاء کا منصوبہ طویل ہے لیکن کل کی بات کوئی نہیں جانتا جنرل ضیاء بھی نہیں"

بدھ ۱۷ اگست کو جنرل ضیاء الحق کا سورج غروب ہونے سے پہلے ایک فضائی حادثے میں انتقال ہو گیا اور وہ خالق کائنات کی طرف لوٹ گئے موت کو کبھی خوشی کی بات نہیں سمجھا جا سکتا لیکن اس واقعے کا ملک کے معروضی حالات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا جائزہ لینا ہر محب وطن پاکستانی کا فرض ہے فضائی حادثے کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ تخریب کاری کا نتیجہ ہو سکتا ہے مغربی سفارت کاروں نے کہا کہ یہ حادثہ ۹۹ فیصد تخریب کاری ہے اور سی ۱۳۰ طیارے کے کسی ہیلی کاپٹر کے ساتھ ٹکرانے یا کوئی گائیڈڈ میزائل لگنے سے ہوا یہ خدشہ تحقیق طلب ہے تحقیقات کے بعد ہی سبب معلوم ہو سکے گا تحقیقات میں نئے چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ فعال کردار ادا کر سکتے ہیں جو ایک اور طیارے میں پرواز کر رہے تھے اور جنہوں نے سی ۱۳۰ طیارے کی تباہی کا منظر اپنی آنکھ سے دیکھا کہا گیا ہے کہ بیس سال میں اس قسم کا یہ دوسرا حادثہ ہے لیکن اس امر کو فراموش کر دیا گیا ہے کہ پاکستان کے پاس اس قسم کے ایک درجن طیارے ہیں وہ بہت زیادہ پرانے ماڈل کے ہیں

ان حالات میں تخریب کاری کا امکان ۹۹ فیصد ہونا تو مبالغہ ہے البتہ اس کا پچاس فیصد امکان ہے اور باقی پچاس فیصد امکان اس پرانے طیارے کی مشینری اور آلات پر فلزیاتی دباؤ کا بھی ہے اگر یہ تخریب کاری ہے تو کس کی طرف سے تھی؟ یہ بحث طلب سوال ہے جس کا جواب دینا آسان نہیں ہے بعض ایسی عالمی طاقتیں بھی موجود ہیں جو اپنے مفادات کیلئے اس قسم کے حربوں سے عموماً کام لیتی رہی ہیں اس واقعے کے بعد سینٹ کے چیئرمین جناب غلام اسحاق خان نے آئین کے مطابق صدر کے اختیارات سنبھال لئے ہیں اور ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی ہے جس میں بنیادی حقوق معطل ہو جاتے ہیں لیکن یہ امر واضح نہیں ہے اور وزیر قانون و پارلیمانی امور جناب وسیم سجاد کے اس بیان سے کسی قدر الجھن پیدا ہو گئی ہے کہ ہنگامی حالت کے نفاذ کے باوجود بنیادی حقوق متاثر نہیں ہوں گے صورت حال جو بھی ہو اس کی تفصیلی وضاحت ضروری ہے

آئینی صدر غلام اسحاق خان نے اعلان کیا ہے کہ عام انتخابات ۱۶ نومبر کو مقررہ وقت پر ہی ہوں گے لیکن انہوں نے یہ صراحت نہیں کی کہ انتخابات جنرل ضیاء کی منشا کے مطابق غیر جماعتی ہوں گے یا جماعتی ادھر پاکستان پیپلز پارٹی کی سربراہ بیگم بے نظیر بھٹو کی طرف سے غیر جماعتی انتخابات کے خلاف رٹ درخواست پاکستان سپریم کورٹ میں داخل کر دی گئی ہے وزیر دفاع جناب محمود ہارون نے کہا ہے کہ عام انتخابات کے جماعتی یا غیر جماعتی ہونے کا انحصار سپریم کورٹ پر ہے حکومت عدالت عظمیٰ کے ہر فیصلے کی پابندی کرے گی اس بیان سے بات کسی قدر صاف تو ہو گئی ہے لیکن بہتر ہو گا کہ نگراں حکومت عوامی مطالبے کے پیش نظر عام انتخابات جماعتی بنیاد پر کرانے کا فیصلہ کر دے اس سے طویل عدالتی بحثوں میں وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اب سے عام انتخابات کی تکمیل اور عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار منتقل ہونے تک عبوری مدت میں نگراں حکومت کو کوئی خاص دقت پیش آنے کا امکان نہیں ہے خصوصاً اس حالت میں کہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی سربراہ بیگم بے نظیر بھٹو صدر غلام اسحاق خاں کے تقرر کو آئینی قرار دیتے ہوئے عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی تک جمہوری عمل میں نگراں حکومت کے ساتھ تعاون کی نیت کا اظہار کر چکی ہیں بے نظیر کا رویہ نہایت باوقار مثبت اور فعال ہے جس سے نگراں حکومت کو فائدہ اٹھانا چاہئے یہ رویہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کی سربراہ کو ہی زیب دے سکتا ہے

موت ہر شخص کا مقسوم ہے اس کے باوجود عوام یہ محسوس کر رہے ہیں جیسے وہ طویل مدت تک کوئی ڈراونا خواب دیکھ کر جاگے ہیں پچھلے تیس سال میں ملک تین فوجی آمریتوں کا سامنا کر چکا ہے اور ہر نئی آمریت پچھلی آمریت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی ہے ان تلخ تجربات کے پیش نظر محبان جمہوریت کے سامنے یہ اہم مسئلہ ہے کہ کم از کم فوجی کمانڈروں کی احد تک ان کے حلف میں یہ الفاظ بڑھا دینے چاہئیں کہ وہ آئین کو کسی بھی حالت میں پامال نہیں کریں گے جیسا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں مذکور ہے
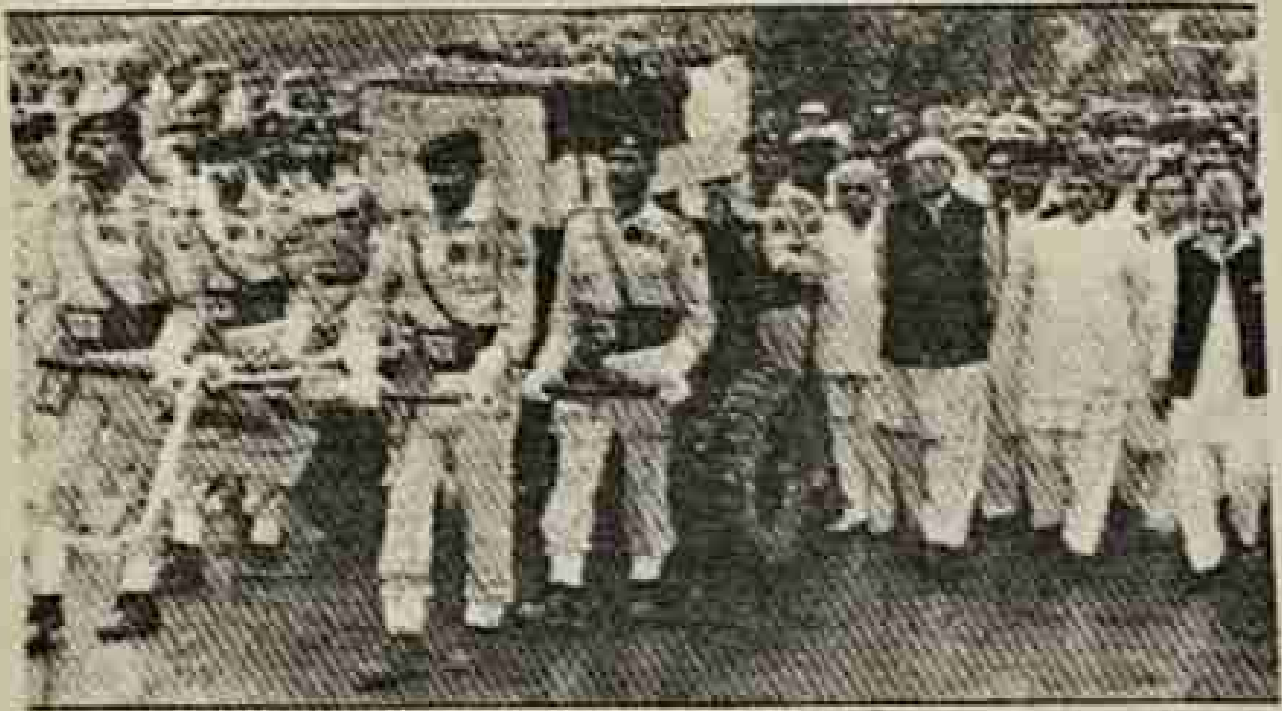
نگراں حکومت کے سامنے جہاں عام انتخابات اور منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی تک عبوری مدت سکون کے ساتھ گزارنی ہے وہاں اسے عوام کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے صدر غلام اسحاق خان نے خود کہا ہے کہ وہ سیاست دانوں کو بھی اعتماد میں لیں گے انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے قول پر پورے اتریں بلکہ ملک کی فضا سے اس گھٹن کو دور کرنے کی سعی بھی کرنی چاہئے جو گیارہ سال تک آمرانہ طالع آزمائی سے آلودہ ہو گئی ہے ملک پہلے ہی کئی گہرے صدمات اٹھا چکا ہے اور اس نے بعض ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا بھی کیا ہے لیکن اب ہر شخص کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ آمرانہ گھٹن پھر پیدا نہ ہونے پائے اس کا سیدھا سادا طریقہ یہی ہے کہ نگراں حکمراں یہ تہیہ کرلیں کہ وہ کسی بھی حالت میں آئین سے جیسی بھی حالت میں وہ ہے تجاوز نہیں کریں گے جہاں تک آئین میں ان تبدیلیوں کا تعلق ہے جو آمریت کے دور میں بلاجواز اور بلا استحقاق داخل کر کے اس کا حلیہ بگاڑا گیا انہیں درست کرنا عوام کے منتخب نمائندوں کا کام ہے یہ حقیقت بہرحال فراموش نہیں کی جانی چاہئے کہ پاکستان اور اس کے شہریوں کی فلاح وفاقی نظام ہی میں ہے اور یہی نظام ملک میں بسنے والوں کے حقوق انصاف کے ساتھ دے سکتا ہے اور حق و انصاف سے کام لے کر ہی ہم ترقی کی منزلیں طے کر سکتے ہیں

سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

پاکستان کے صدر اور چیف آف آرمی اسٹاف جنرل ضیاء الحق کل سہ پہر بہاولپور کے قریب ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

بے شک اللہ کی طرف سے جو آیا ہے اسے ایک روز اسی کی طرف رجوع کرنا ہے

اس حادثے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور حقانیت کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی کہ بڑے سے بڑے انسان اور دولت مند ترین انسان اور سب سے زیادہ اس زمین پر اختیارات رکھنے والے انسان کیلئے بھی موت کا کوئی ایک پل ضرور مقرر ہے

اکابرین عالم

رونالڈ ریگن (صدر امریکہ)

میرا ایک دوست انتقال کر گیا ہے مجھے اس کی وفات پر بے انتہا دکھ اور رنج ہوا ہے

مسز تھیچر (وزیر اعظم برطانیہ)

صدر ضیاء الحق کا انتقال ایک بہت بڑا نقصان ہے انہوں نے لاکھوں افغان مہاجرین کو انسانی بنیاد پر پناہ دی تھی

جارج بش (نائب صدر امریکہ و صدارتی امیدوار)

صدر ضیاء الحق کی موت ایک عظیم المیہ ہے وہ امریکہ کے دوست ہونے کے ساتھ ساتھ میرے ذاتی دوست تھے میں انہیں اپنے بہترین دوستوں میں گردانتا ہوں

سید علی خامنہ ای (صدر اسلامی جمہوریہ ایران)

مرحوم محمد ضیاء الحق پاکستانی عوام کے رہنما اور عالم اسلام کے متمول مزاج قائد تھے ان کی المناک موت پر ایرانی عوام اپنے برادر پاکستانیوں کے غم میں برابر کے

شریک ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم صدر ضیاء الحق اور ان کے ساتھ فضائی حادثہ میں جاں بحق ہونے والے دیگر تمام افراد کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے

جارج شلز (وزیر خارجہ امریکہ)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق امریکہ کے ایک عظیم دوست تھے ان ہی کی کوششوں سے افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی ممکن ہو سکی ان کی وفات پاکستانی عوام اور افغان مہاجرین کیلئے ایک بڑا نقصان ہے

پیرس ڈی کوئیار (سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ)

مجھے صدر ضیاء الحق کی اچانک وفات پر شدید صدمہ پہنچا ہے وہ ایک عظیم مدبر اور نیک سیرت راہنما تھے عالمی امن کے سلسلے میں ان کی کوششیں قابل تعریف ہیں یقیناً پاکستانی عوام ایک عظیم رہبر سے محروم ہو گئے ہیں

جنرل محمد حسین ارشاد (صدر بنگلہ دیش)

مجھے صدر ضیاء کے انتقال پر بے حد دکھ ہوا ہے وہ بنگلہ دیش کے مخلص دوست تھے ان کا انتقال پوری مسلم امہ کا عظیم نقصان ہے

جنرل کنعان ایوان (صدر ترکی)

جنرل ضیاء الحق میرے بھائی تھے ان کی وفات پر ہمارے دل از حد ملول ہیں وہ اسلامی دنیا کے عظیم مدبر اور قابل تکریم رہنما تھے انہوں نے پاک ترک تعلقات کو مزید استحکام بخشا ان کی بے وقت موت ایک عظیم المیہ ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش فرمائے اور پاکستانی عوام کو دکھ کی اس گھڑی میں صبر عطا کرے
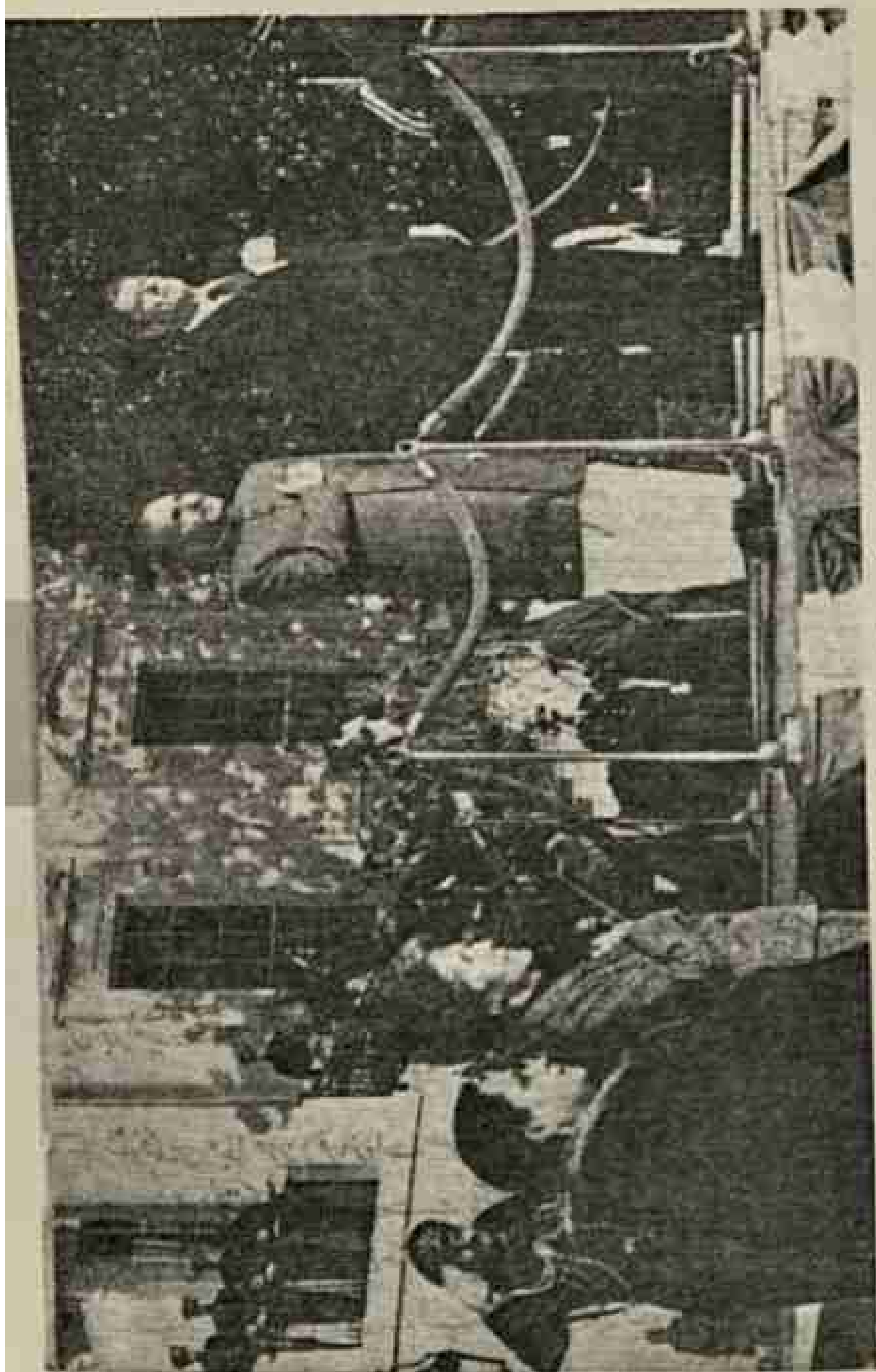
صدر ضیاء امریکی صدر ریگن اور ان کی بیگمات قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہیں

شاہ حسین (شہنشاہ اردن)
مجھے برادر عزیز محمد ضیاء الحق کی ناگہانی موت پر دلی صدمہ پہنچا ہے اللہ تعالی مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پاکستانی عوام کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

میر حسین موسوی (وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ ایران)
فضائی حادثہ میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور دیگر ۲۹ افراد کا جاں بحق ہونا افسوس ناک ہے رنج و الم کی اس گھڑی میں ہم پاکستانی عوام کے ساتھ برابر کے شریک ہیں

وینکٹ رامن (صدر بھارت)

صدر ضیاء الحق کے انتقال کا پورے بھارت میں صدمہ ہے ہم پاکستانی عوام کے غم میں برابر کے شریک ہیں

راجیو گاندھی (وزیر اعظم بھارت)

ہمیں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات پر بہت دکھ ہوا ہے ہم بیگم ضیاء ان کے خاندان حکومت پاکستان اور پاکستان کے عوام کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اس نازک وقت کا پوری ہمت اور تحمل سے مقابلہ کریں گے

شاہ فہد بن عبدالعزیز (فرمانروائے سعودی عرب)
صدر ضیاء الحق کی المناک موت سے پاکستان کی عوام کو جو صدمہ پہنچا ہے تمام عالم اسلام اس سانحہ پر سوگوار ہے مرحوم ضیاء الحق عالم اسلام کی ہردلعزیز شخصیت تھے وہ ایک سچے مسلمان تھے انہوں نے اپنے ملک و قوم کے علاوہ پوری اسلامی دنیا کی

خلوص دل سے خدمت کی اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ مرحوم ضیاء الحق کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کے پسماندگان اور پاکستانی عوام کو صبر جمیل عطا فرمائے

شیخ زید بن سلطان النہیان (صدر متحدہ عرب امارات)

صدر ضیاء الحق کی موت سے متحدہ عرب امارات اپنے ایک عظیم دوست سے محروم ہو گیا ہے یہ المناک حادثہ ہمارے لئے بڑے دکھ کا باعث ہے مرحوم پاکستان کے مقبول رہنما تھے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت اور پاکستان عوام کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

ڈاکٹر مہاتیر محمد (وزیر اعظم ملائیشیا)

مجھے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی ناگہانی موت پر دلی صدمہ ہوا ہے مرحوم کی وفات سے پاکستان عوام اپنے محبوب رہنما اور ہم ایک قابل اعتماد دوست سے محروم ہو گئے ہیں دکھ اور غم کے ان لمحات میں ملائیشیا کے عوام پاکستانی عوام کے ساتھ ہیں

داؤدا جوارا (صدر گیمبیا)

جنرل محمد ضیاء الحق کی موت اسلامی امہ کیلئے عظیم نقصان ہے وہ ایک عظیم مدبر اور بیباک رہنما تھے ان کی وفات سے ہمارے دل از حد مغموم ہیں اس اندوہناک سانحہ پر ہم پاکستانی عوام کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے دیگر ساتھیوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

(صدر عوامی جمہوریہ چین)

صدر ضیاء کی اچانک موت سے مجھے گہرا صدمہ ہوا ہے مرحوم میرے دیرینہ اور محترم دوست تھے حکومت چین اور چینی عوام کو اس حادثہ کی خبر سن کر بے حد رنج ہوا ہے ان کی وفات سے پاکستان ایک ممتاز رہنما اور چین ایک محترم دوست سے محروم ہو گیا ہے پاکستان اور چین قریبی دوست اور پڑوسی ہیں چین ہمیشہ پاکستان کے ساتھ

صدر ضیاء الحق دورہ چین کے موقع پر چینی علماء کے ساتھ

دوستی کے فروغ کیلئے کوشاں رہے گا چین کے عوام اور حکومت صدر ضیاء کے دورہ چین کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے

فرانسسکو کوسیگا (صدر اٹلی)
صدر ضیاء کے انتقال پر مجھے بڑا دکھ ہوا ہے اس نازک وقت میں صدر ضیاء کا انتقال ایک بہت بڑا نقصان ہے

رؤف ڈینکتاش (صدر ترک قبرص)
صدر ضیاء کے انتقال پر ہمیں گہرا صدمہ ہوا ہے ہم پاکستانی عوام کے دکھ میں

برابر کے شریک ہیں

ملکہ الزبتھ (ملکہ برطانیہ)
صدر ضیاء الحق کی وفات سے پاکستان ایک ممتاز قائد سے محروم ہو گیا ہے

پرنس فلپ (ڈیوک آف ایڈنبرا)
مجھے صدر ضیاء الحق کی وفات پر ان کے اہل خانہ اور پاکستانی عوام سے دلی ہمدردی ہے

بریان ملرونی (وزیر اعظم کینیڈا)
ہمیں صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اچانک وفات کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا ہے

شاذلی بن جدید (صدر الجزائر)
صدر ضیاء الحق کی وفات سے پاکستان اور اسلامی امہ ایک عظیم لیڈر سے محروم ہو گئی ہے

علی اکبر ولایتی (وزیر خارجہ اسلامی جمہوریہ ایران)
صدر پاکستان کے انتقال پر مجھے دلی رنج ہوا ہے ان کی وفات سے امت اسلامیہ نے ایک اہم لیڈر کھو دیا ہے وہ صرف پاکستان ہی کے نہیں بلکہ پورے خطے کے مقبول لیڈر تھے

اے سی ایس حمید (وزیر خارجہ سری لنکا)
صدر ضیاء کا انتقال پورے علاقے کیلئے نقصان ہے صدر ضیاء مرحوم کے پیش نظر پاکستان کو جدید بنانے کا مقصد تھا انہوں نے پاکستان کو عالمی برادری میں باوقار مقام دینے کیلئے اہم کردار ادا کیا

عبدالستار موسیٰ (وزیر منصوبہ بندی مالدیپ)
مالدیپ کی حکومت اور عوام کو صدر ضیاء کی اچانک موت پر انتہائی گہرا صدمہ ہوا

ہے ہم نے ایک اچھا دوست کھو دیا ہے مرحوم نہ صرف جنوبی ایشیاء کی تنظیم برائے علاقائی تعاون (سارک) کے سرگرم تھے بلکہ وہ سنجیدہ کوششیں کر رہے تھے کہ مسلمان ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے

ہیرو ہیٹو (شہنشاہ جاپان)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر ہز ایکسی لنسی جنرل محمد ضیاء الحق کی بے وقت وفات کا ہمیں بے حد صدمہ ہوا ہے میں اس المناک موقعہ پر گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور پاکستان کی حکومت اور عوام سے تعزیت کرتا ہوں

ڈاکٹر رابرٹ موگابے (صدر زمبابوے)

صدر ضیاء الحق ایک ایسے سپاہی تھے جنہوں نے آزادی کی تحریکوں کی بے حد حمایت کی جنگ جہاں بھی لڑی جا رہی ہو وہ اس سے لاتعلق نہیں رہے زمبابوے کی آزادی کے دوران میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی بعد میں یہ سلسلہ بڑھتا گیا لیکن انہوں نے پہلی ملاقات میں ہی ہمارے مقصد کی بھرپور حمایت کی سچ تو یہ ہے کہ ان کی موت سے آزادی کا ایک جرات مند پیامبر ختم ہو گیا

ڈاکٹر فاروق عبداللہ (وزیر اعلیٰ مقبوضہ کشمیر)

صدر ضیاء کی موت ایک بہت بڑا سانحہ ہے ایک فوجی طیارے میں دھماکہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ پاکستان میں کیا کچھ ہو رہا ہے پاکستان میں لوگوں کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوئی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ پاکستان کے عوام کو کبھی آزادی حاصل ہو گی یا نہیں۔ بہرحال ہم اپنے ہمسائیہ ملک کے عظیم رہنما کے انتقال پر غمزدہ ہیں

گلبدین حکمت یار (سربراہ افغان مجاہدین)

افغان مجاہدین اور مہاجرین کو صدر محمد ضیاء الحق کی وفات پر گہرا صدمہ ہوا ہے کیونکہ وہ ان کے دوست تھے ان کے بہت قریب تھے وہ امت مسلمہ کے لیڈر تھے اور

انہوں نے افغان مسئلے پر سپر طاقتوں کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تھا افغان جہاد میں ان کا کردار نہایت قابل تحسین رہا ہے انہوں نے افغان مسئلے کو ہر فورم سے پیش کیا

ترغت اوزال (وزیر اعظم ترکی)

جنرل ضیاء الحق کی اچانک موت انتہائی افسوسناک ہے اس حادثہ میں ۲۹ دیگر افراد کی جانیں بھی کام آئیں مصائب اور آزمائش کے ان لمحات میں ہم پاکستانی عوام کے ساتھ ہیں

محمد حسنی مبارک (صدر عرب جمہوریہ مصر)

صدر محمد ضیاء الحق کی بے وقت موت سے پاکستان اپنے محبوب رہنما سے محروم ہو گیا ہے وہ اسلامی دنیا کی ایک مقبول شخصیت تھے انہوں نے اسلامی ممالک کا وقار بڑھانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا غم واندوہ کی اس گھڑی میں ہم پاکستانی عوام کے ساتھ ہیں

ابراہیم بابنگی (صدر نائیجیریا)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ناگہانی وفات سے مجھے از حد دکھ ہوا ہے صدر ضیاء نے غیر جانبدار تحریک کیلئے بہت کام کیا ہے نائیجیریا کی حکومت اور عوام پاکستانی حکومت اور عوام کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں

ڈیگو کارڈوویز (اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نمائندے)

صدر ضیاء الحق کی اچانک وفات سے مجھے دلی صدمہ پہنچا ہے مسئلہ افغانستان کے سلسلے میں میری کئی بار ان سے ملاقات ہوئی تو میں ان کی اپنے وطن سے محبت اور بین الاقوامی امور پر دسترس سے بے حد متاثر ہوا وہ میرے ایک ایسے دوست تھے جنہیں میں کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا

انجینئر احمد شاہ (سات جماعتی اتحاد افغان کی مجوزہ حکومت کے صدر)

مرحوم صدر ضیاء الحق نے جہاں افغانستان اور مجاہدین افغان کی جس بھرپور انداز میں مدد کی اور جس قدر مستقل مزاجی سے وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے وہ ایک سنہری مثال ہے صدر ضیاء کی اس کوشش سے افغان جہاد کی کامیابی میں بڑا سہارا ملا لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افغانستان کی کامیابی میں ان کی پالیسی کا بڑا ہاتھ ہے اس لئے اب ہم نہ صرف جہاد افغانستان میں تیزی پیدا کریں گے بلکہ ہم صدر ضیاء الحق کے قتل کا بدلہ بھی لیں گے
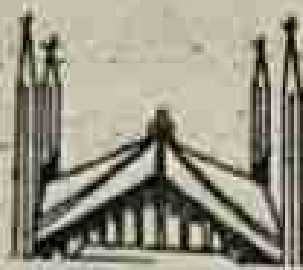
غیر ملکی ریڈیو

فضائی حادثہ میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کے انتقال پر بی بی سی نے عالمی سروس میں تفصیلی خبر سنانے کے علاوہ بحیثیت مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کی پہلی تقریر ان کی اپنی آواز میں نشر کی بعد ازاں بی بی سی سے صدر ضیاء الحق کی مختلف اہم تقاریر سنانے کے بعد اعلان کیا گیا کہ دنیا کی یہ اہم ترین آواز تھی جواب ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئی ہے

وائس آف امریکہ

ریڈیو وائس آف امریکہ نے اپنی ایک گھنٹے کی پوری اردو سروس میں جنرل ضیاء الحق کے انتقال سے متعلق خبریں اور تبصرے پیش کئے ریڈیو کے مطابق پاکستانی عہدے داروں کو شبہ ہے کہ گذشتہ روز پیش آنے والا سانحہ سبوتاژ کی کاروائی کا نتیجہ ہے سرکاری حکام نے کل یہ خبر دی تھی کہ طیارہ دوران پرواز اچانک دھماکہ سے پھٹ گیا لیکن عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ طیارہ تباہ ہونے سے قبل دو مرتبہ ڈگمگایا اس کے بعد وہ زمین سے ٹکرا کر تباہ ہوا پاکستانی فوج کی ایک تحقیقاتی ٹیم آج صبح جائے حادثہ پر پہنچ
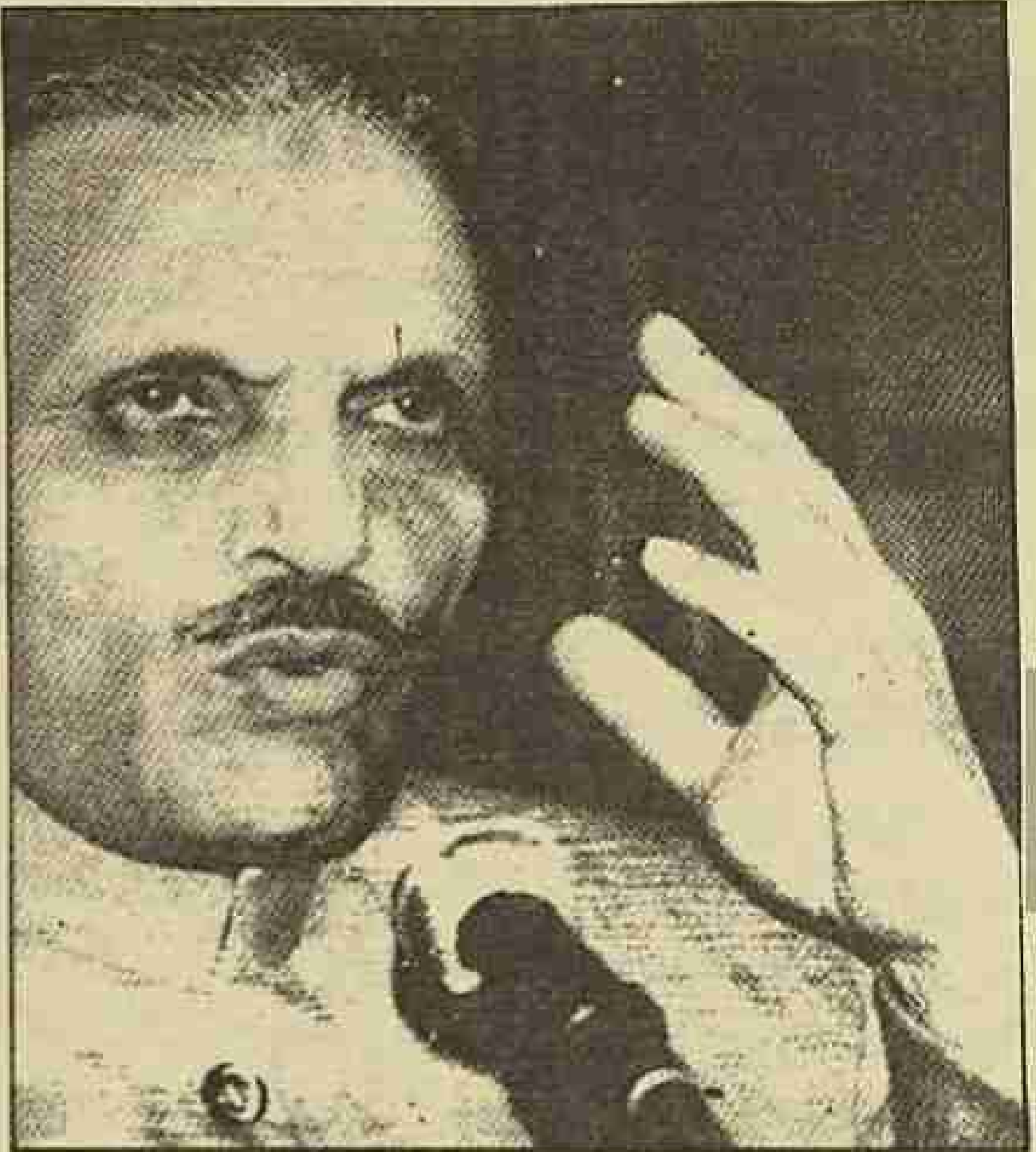
گئی تا کہ اس بات کا پتہ چلایا جا سکے کہ جہاز کس طرح تباہ ہوا حادثہ کے وقت جہاز میں
کوئی خاتون نہیں تھی امریکی ریڈیو کا کہنا تھا کہ جہاز کے حادثے میں اگرچہ پاکستانی فوج
کے سربراہ سمیت کئی سینئر افسر ہلاک ہو گئے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا
کہ اب فوجی قیادت میں پر نہ ہونے والا خلاء پیدا ہو گیا ہے ریڈیو نے کہا جنرل ضیاء کے
سیاسی منظر سے ہٹ جانے کے بعد عوامی سطح پر ملا جلا ردعمل دیکھنے میں آیا عمومی طور پر تو
سانحہ کے بعد افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے لیکن سندھ کے بعض علاقوں جن میں کراچی

بھی شامل ہے مرحوم صدر کے بعض مخالفوں نے مٹھائی تقسیم کی امریکی ریڈیو نے کہا گذشتہ گیارہ سال کے دوران اب پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ صدر اور چیف آف آرمی اسٹاف کے عہدے ایک ہی شخص کے پاس نہیں ہیں تاہم قائم مقام صدر غلام اسحاق خان کو آئینی قوت کے علاوہ کوئی اور طاقت حاصل نہیں ہے قائم مقام صدر نے گذشتہ روز ملک میں ہنگامی حالت کا جو اعلان کیا ہے اسے سویلین اقدام کہا جا سکتا ہے ابھی عوام کے بنیادی حقوق معطل کرنے یا عدلیہ کے اختیارات میں کمی سے متعلق کوئی حکم جاری نہیں ہوا ہے وائس آف امریکہ نے کہا جنرل ضیاء امریکی ٹینک ایم ون کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے اعلان شدہ پروگرام کے بغیر بہاول پور گئے تھے پاکستانی عوام کو طیارے کی تباہی کے ساتھ اس فوجی تقریب کا علم ہوا یاد رہے کہ پاکستان کیلئے ایم ون ٹینکوں کی فراہمی پر بھارت اعتراض کرتا رہا ہے امریکی ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کے تمام بلیٹن جنرل ضیاء الحق کی موت کی خبر سرفہرست رہی ٹیلی ویژن نیٹ ورک اے بی سی بی ایس اور این بی سی سمیت کئی دوسرے نشریاتی اداروں نے صدر ضیاء کی وفات کے بارے میں وقفہ وقفہ سے تفصیلی خبریں نشر کیں

پس منظر رپورٹ

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی صورتحال اور قومی مستقبل پر جو اثرات مرتب ہوں گے ان کے بارے میں وائس آف امریکہ نے ایک پس منظر رپورٹ پیش کی ہے رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ جنرل ضیاء کے انتقال سے پاکستان اب بہت زیادہ غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہو گیا ہے کیونکہ جنرل ضیاء کے اس دنیا سے کوچ کر جانے کے باعث پاکستانی سیاست کا پورا نقشہ ہی ڈرامائی انداز میں تبدیل ہو گیا ہے جنرل ضیاء نے اپنے گیارہ سالہ دور حکمرانی میں جو اچھے اور برے کارنامے انجام دیئے وہ اب تاریخ کے فیصلے کے منتظر ہیں

رپورٹ میں صدر ضیاء الحق کے ساتھ ہلاک ہونے والے امریکی سفیر آرنلڈ

رافیل کے متعلق کہا گیا ہے کہ امریکی انتظامیہ کے نزدیک ان کی بڑی اہمیت تھی مسٹر رافیل جنہوں نے پاکستان ہی میں پوسٹ گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی تھی جب کبھی پاکستان سے متعلق کوئی رپورٹ واشنگٹن بھیجتے اسے وہاں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا پاک امریکہ تعلقات کے ضمن میں ان کے مشورے بڑی اہمیت کے حامل ہوا کرتے تھے رپورٹ میں جنرل ضیاء کے متعلق کہا گیا ہے کہ ملک پر طویل حکمرانی کے ضمن میں ان کی فوجی تربیت بہت کام آئی یہی وجہ ہے کہ وہ اکثروبیشتر ایسے اقدامات کرتے تھے جن سے ان کے ملازمین حیرت زدہ رہ جاتے صدر ضیاء دفاع کی اہمیت کو بخوبی سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے دفاع پر ۴۰ فیصد اخراجات کئے ان کی سیاست میں اسلام کو کلیدی حیثیت حاصل تھی جنرل ضیاء نے اپنی ۱۱ سالہ حکمرانی کے دوران فوج پر مسلسل کنٹرول رکھا اور مرتے دم تک وہ فوج کے سربراہ رہے

آل انڈیا ریڈیو

بھارتی کابینہ کا خصوصی اجلاس آج وزیر اعظم راجیو گاندھی کی زیر صدارت ہوا جس میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی اچانک موت پر ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی کابینہ نے جنرل ضیاء کے انتقال پر تین روز تک پورے بھارت میں قومی سوگ منانے کا فیصلہ کیا بھارتی ریڈیو نے آج دوپہر سے تمام تفریحی پروگرام بند کر دیئے اور المیہ دھنیں نشر کیں

زبان خلق

بیگم بے نظیر بھٹو (شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی)

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے انسان بے بس اور مجبور ہے صدر ضیاء کے ساتھ اس طیارے میں امریکی سفیر مسٹر آرنلڈ رافیل اور دیگر اعلیٰ فوجی عہدیدار بھی سوار تھے ان تمام افراد کی ناگہانی موت پر ہمیں دلی صدمہ ہوا ہے ہم اب صرف افسوس کا اظہار ہی کر سکتے ہیں تاہم صدر ضیاء الحق نے پیپلز پارٹی کے ساتھ بے حد زیادتیاں اور ظلم کئے ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا

قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی)

مجھے یہ المناک خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا ہے اس حادثے نے ملک کو بالکل نئی اور انتہائی نازک صورت حال سے دوچار کر دیا جس سے ملک کے اندرونی اور بیرونی دشمن فائدہ اٹھا سکتے ہیں لھذا قوم کو چوکنا اور مستعد رہنے کے ساتھ پورے عزم اور حوصلے سے دستور کے مطابق حکمران ادارے بحال کر کے اس صورت حال سے

عہدہ برآہ ہونا چاہئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ہمراہ جاں بحق ہونے والوں کی مغفرت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر عطا فرمائے

پروفیسر غفور احمد (نائب امیر جماعت اسلامی)

یہ خبر نہ صرف انتہائی دکھ کی ہے بلکہ ملک کیلئے آزمائش کی گھڑی ہے اور اس وقت ملک میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس سے اندرونی اور بیرونی دشمن طاقتیں مفاد حاصل کرنے کی کوششیں کریں گی لیکن مجھے توقع ہے کہ پاکستانی قوم ماضی کی طرح اس کڑی آزمائش کا بھی پوری پامردی سے مقابلہ کرے گی

محمد خان جونیجو (سابق وزیر اعظم پاکستان)

مجھے صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کی اچانک اور غیر متوقع موت سے از حد صدمہ پہنچا ہے یہ ایسا سانحہ ہے جس کا یقین کرنا مشکل ہے صدر کی موت سے قومی سطح پر ایک خلا پیدا ہو گیا ہے صدر ضیاء ماضی اور مستقبل کے مابین ایک رابطہ تھے میں مرحوم صدر کے اہل خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ مرحوم کی مغفرت کرے اور ان کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے

آغا سید محمد باقر الموسوی (کنوینر تحریک اتحاد امت محمدیہ)

صدر اور ان کے رفقاء کی ناگہانی موت وطن عزیز کیلئے عظیم سانحہ ہے پاکستان کے عوام ایسی عظیم ہستیوں سے محروم ہو گئے ہیں جن کا نعم البدل آئندہ کئی برسوں تک نہیں مل سکتا خدا ہلاک شدگان کی مغفرت کرے

سردار شیر باز مزاری (صدر نیشنل ڈیمو کریٹک پارٹی)

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی بے وقت موت سے مجھے دلی صدمہ ہوا ہے اس وقت

میرے پیش نظر ملک کے استحکام کا مسئلہ ہے اور مرحوم کی اچانک وفات سے بحالی جمہوریت اور پر امن انتقال اقتدار کی جو توقع تھی وہ بظاہر نظر نہیں آتی خدا مرحوم کی مغفرت کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے

نوابزادہ نصراللہ خان (سربراہ پاکستان جمہوری پارٹی)

صدر ضیاء الحق کی موت ایک افسوسناک سانحہ ہے اس کے بعد وفاقی نگران کابینہ از خود ختم ہو گئی اب اس کا کوئی آئینی اور اخلاقی جواز باقی نہیں رہا

حافظ عبدالقادر روپڑی (سربراہ جماعت اہل حدیث پاکستان)

صدر ضیاء الحق کی شہادت پاکستان اور ملت مسلمہ کیلئے ایک عظیم حادثہ اور المناک سانحہ ہے شاہ فیصل شہید کے بعد یہ دوسری عظیم شخصیت کی شہادت ہے جو

ملک و قوم کیلئے قیامت صغریٰ سے کم نہیں پاکستان اور اسلام دشمن بین الاقوامی عناصر کی سازش کامیاب ہو گئی ہے۔ جس میں ہندو اور یہودی ازل سے اسلام دشمنی میں پیش پیش ہیں دراصل صدر مملکت کی اسلام کیلئے انتھک خدمات آپ کی شہادت کا باعث بنیں

میاں طفیل محمد (مرکزی رہنما سابق امیر جماعت اسلامی)

نہ صرف مجھے بلکہ پوری ملت پاکستان اور ملت اسلامیہ کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کی اندوہ ناک موت پر دلی صدمہ ہوا ہے میری دعا ہے کہ اللہ وفات پانے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو توفیق دے کہ وہ اس ناقابل تلافی نقصان اور صدمہ کو صبر کے ساتھ برداشت کر سکیں

مولانا احمد شاہ نورانی (سربراہ جمیعت علمائے پاکستان)

صدر ضیاء الحق کے حادثے میں جاں بحق ہونے کے سانحے نے ملک کو ایک سنگین صورت حال سے دوچار کر دیا ہے اس سانحے نے جہاں دیگر قیمتی جانیں لیں وہاں ایک ایسے شخص کی جان بھی اس حادثے کی نذر ہوئی جس نے اعلان کیا تھا کہ میں نہیں جاؤں گا یہ قوم کیلئے آزمائش کی گھڑی ہے اور انشاء اللہ ہم اس موقع پر مثالی اتحاد کا مظاہرہ کر کے پاکستان کے دشمنوں کو ناکام بنا دیں گے

مولانا عبدالستار نیازی (جنرل سیکرٹری جمیعت علمائے پاکستان)

صدر ضیاء الحق کی موت ایک عظیم سانحہ ہے جہاں تک جنرل ضیاء کی ذات کا تعلق ہے وہ ایک خلیق، حلیم اور وسیع القلب انسان تھے اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی شدید خواہش رکھتے تھے ہمارے ان سے سیاسی اختلافات تھے لیکن اس موقع پر جب وہ ملک میں انتخابات کا اعلان کر چکے تھے اور شریعت کے نفاذ کا عزم رکھتے تھے ان کی موت زبردست قومی نقصان ہے

معراج محمد خان (سربراہ پاکستان قومی محاذ)

اس المناک حادثے کے نتیجے میں ملک جس کیفیت سے دوچار ہو گیا ہے اس میں جمہوریت کی بحالی اور آئین کی بالادستی ناگزیر بن گئی ہے ہم ہلاک شدگان کے غمزدہ پس ماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں

عبدالستار ایدھی (سرپرست ایدھی ٹرسٹ پاکستان)

مجھے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ناگہانی وفات پر انتہائی صدمہ پہنچا ہے اس قومی نقصان کی تلافی ممکن نہیں ہے

ائیر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان (سربراہ تحریک استقلال)

طیارے کے حادثے میں جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات انتہائی افسوس ناک ہے ریڈیو پاکستان کی خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ طیارہ تخریب کاری کا شکار ہوا ہے یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے آج اگر یہ جنرل ضیاء کے ساتھ ہوا ہے تو کل ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے

غلام مصطفیٰ جتوئی (سربراہ نیشنل پیپلز پارٹی)

صدر ضیاء اور ان کے رفقاء کی فضائی حادثے میں ہلاکت پاکستان کی فضائی اور سیاسی تاریخ کا اندوہ ناک واقعہ ہے ایسے عبرتناک واقعات سے انسان کا دل لرز کر رہ جاتا ہے یہ اتنا بڑا سانحہ ہے کہ اس سے ملک سنگین ترین بحران کے نازک موڑ پر آگیا ہے ملکی بقا سلامتی اور یک جہتی کی آخری ضمانت ہو سکتی ہے ہمیں اس سانحہ کا دلی دکھ ہے تاہم ہم یہ توقع کریں گے کہ آئینی تقاضے پورے کئے جائیں اور بحرانی حالات سے قومی جذبے کے ساتھ نمٹا جائے یہ پوری قوم کیلئے آزمائش ہے
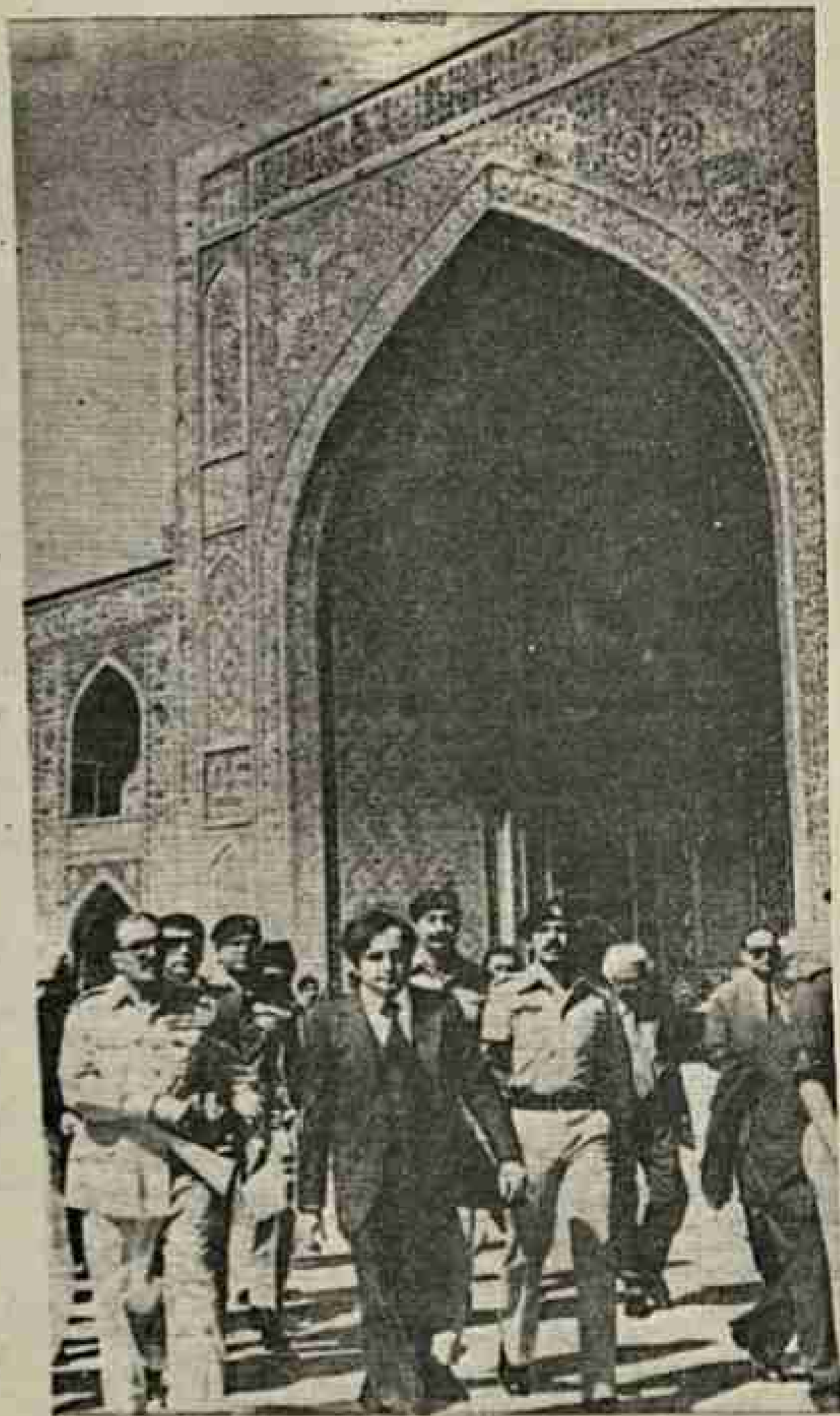
مولانا فضل الرحمان (سربراہ جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمان گروپ کنوینر تحریک بحالی جمہوریت)

صدر ضیاء الحق کی اچانک موت سے مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ہمارا ملک اس قسم کے واقعات کا متحمل نہیں ہو سکتا صدر ضیاء کی ذات سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا لیکن یہاں ان کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ان سے بہت سے ملکی مسائل وابستہ تھے ان کی موت سے ہر آدمی فکر مند ہے کہ معاملات نمٹنے کرنے کیلئے حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں ہم ان سے اختلافات کے باوجود ان کی صلاحیتوں کے قائل ہیں

عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما حاجی غلام احمد بلور اور رسول بخش پلیجو نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے انتقال پر کہا کہ "ہمیں اس واقعہ پر نہ خوشی ہے نہ کوئی غم" شاید اس واقعہ کی صحیح رپورٹنگ منظر عام پر نہیں آسکی اے این پی کے لیڈروں کے اس بیان کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کی پارٹی بھی پیپلز پارٹی کی طرح زیر عتاب رہی بالخصوص رسول بخش پلیجو اور حاجی غلام احمد بلور نے صرف اور صرف سیاسی نقطہ نظر سے اس قسم کا بیان دیا ورنہ ملک و قوم کی مجموعی صورت حال کا انہیں بخوبی علم تھا

ممتاز سیاستدان اور سینئر پیر مردان علی شاہ پگاڑا صدر ضیاء الحق کے ساتھ ایک عرصہ سے لگے رہے وہ بڑے فخر سے اپنے آپ کو "جی ایچ کیو" کا آدمی کہتے رہے ہیں انہوں نے محمد خان جونیجو اور بعد ازاں چاروں صوبوں میں صوبائی حکومت کی تشکیل میں بڑا اہم کردار ادا کیا بالخصوص محمد خان جونیجو کو وزارت عظمیٰ عطا ہوئی جو پیر صاحب کے مرید خاص تھے علاوہ ازیں وہ اکثر و بیشتر اہم مواقع پر مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ کھانا کھانے والی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں لیکن جب جنرل محمد ضیاء الحق المناک حادثہ کا شکار ہو کر جاں بحق ہو گئے تو پیر پگاڑا صاحب کی جانب سے کسی قسم کا کوئی خاص اظہار خیال نہیں کیا گیا بلکہ جب انہیں صدر مرحوم کے جنازے میں شرکت کیلئے کہا گیا تو انہوں نے نہ صرف اپنے شرکت کرنے سے

صدر ضیاء الحق چینی رہنماؤں کے ہمراہ

انکار کیا بلکہ واضح طور پر یہ اعلان کیا کہ ان کا کوئی ساتھی بھی اس جنازہ میں شرکت نہیں کرے گا عوام کیلئے یہ اعلان انتہائی حیران کن تھا کہ "جی ایچ کیو" کا راز دان ہونے کا دعویٰ کرنے والے صدر کے ساتھ کھانے اور چائے کے بہانے گپ شپ کرنے والے یہ مشہور سیاستدان آرمی اور "جی ایچ کیو" کے سربراہ اور صدر مملکت کے جنازے میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟ اگر یہ طرز عمل صحیح ہے تو سیاست کے کیا معنی رہ جاتے ہیں؟

جنرل محمد اعظم خان (ریٹائرڈ جنرل پاکستان آرمی سابق گورنر مشرقی پاکستان)
جنرل محمد ضیاء الحق اور دیگر افسران فوج کے اچانک اور المناک حادثے سے مجھے

دلی رنج ہوا ہے اللہ ان کی مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے پاک فوج کیلئے یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور ملک و قوم کیلئے ایک ایسا سانحہ ہے جسے مدتوں فراموش نہیں کیا جا سکے گا ان شخصیتوں کے المناک انتقال سے قومی سطح پر ایک ہولناک خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ جس سے نجات حاصل کرنے کیلئے وسیع تر قومی اتحاد کی ضرورت ہے

مولانا معین الدین لکھوی (امیر مرکزی جمیعت اہل حدیث)

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت پاکستان امت مسلمہ اور عالم اسلام کیلئے ایک حادثہ اور المناک سانحہ ہے صدر کے ساتھ جو دیگر فوجی افسران شہید ہوئے ہیں وہ بھی بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ جس کی تلافی ناممکن ہے

میاں محمد نواز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب)

صدر کی موت کی خبر سن کر مجھے اس قدر شدید صدمہ پہنچا ہے کہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا صدر ضیاء بہت بڑے محب وطن اور اسلام کے شیدائی تھے انہوں نے پاکستان میں اسلامی معاشرہ کے قیام کے ذریعہ تاریخ ساز کردار ادا کیا اور شاہ ولی اللہ سر سید احمد خان جمال الدین افغانی علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کے خواب کو حقیقت میں تبدیل کر دیا مرحوم میرے قائد اور آئیڈیل تھے خدا انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

خان محمد اشرف خان (سربراہ خاکسار تحریک)

صدر مملکت کی حادثاتی اور ناگہانی موت بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی وفات کے بعد پاکستانی ملت کیلئے دوسرا بڑا سانحہ ہے صدر کی اچانک وفات سے وطن عزیز بیرونی اور اندرونی طور پر بہت سے خطرات سے دوچار ہو جائے گا اس نازک مرحلے پر حکومت کے اندر اور باہر کے تمام محب وطن رہنماؤں کو باہم مل بیٹھنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک و ملت کی بہتری کیلئے کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے

وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف امریکی سفیر کی بیوہ سے اظہار تعزیت کر رہے ہیں

حامد ناصر چٹھہ (سپیکر قومی اسمبلی)

ملک اس وقت نامساعد حالات سے گزر رہا ہے صدر ضیاء کی موت سے ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے یہ بات باعث طمانیت ہے کہ دستور میں یہ گنجائش موجود ہے کہ سینٹ کا چیئرمین سربراہ مملکت کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھال سکے قوم کو پوری سمجھداری کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہئے تاکہ ملک کسی بحران کے بغیر ان حالات سے باہر آسکے

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (نامور کارکن تحریک پاکستان)

محترم صدر ضیاء الحق صاحب کی اچانک المناک موت سے ملک کو دردناک حالات کا سامنا ہے اور ساری ملت اسلامیہ کے دل اس اندوہناک واقعہ کے باعث غم سے پھٹے جا رہے ہیں پاکستانی قوم پر غم والم کے بادل چھا گئے ہیں ضیاء الحق صاحب بڑے مدبر اور دور اندیش سیاست دان تھے وہ ہمارے اور ملت اسلامیہ کے قیمتی سرمایہ تھے

محمد حنیف رامے (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

صدر ضیاء الحق کی ناگہانی موت پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے اس افسوس ناک حادثے میں صرف صدر ضیاء ہی نہیں پاکستان کی افواج کے متعدد چیدہ اور نمایاں افسر بھی جاں بحق ہوئے ہیں اتنے سینئر افسر ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں بھی شہید نہیں ہوئے تھے اس لئے یہ انفرادی نہیں قومی نقصان ہے لیکن اس حادثے کی سیاسی اہمیت اور بھی زیادہ ہے کیونکہ صدر ایک سیاسی بحران کے نتیجے میں بر سر اقتدار آئے اور اب اپنے پیچھے ایک بہت بڑا سیاسی بحران چھوڑ گئے ہیں

ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری (بانی سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن)

یہ حادثہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے اللہ تعالیٰ اس قوم کو ناگہانی آفات سے محفوظ رکھے یہ حادثہ قوم کیلئے ایک بڑا خسارہ ہے ہم مرحومین کے پس ماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں
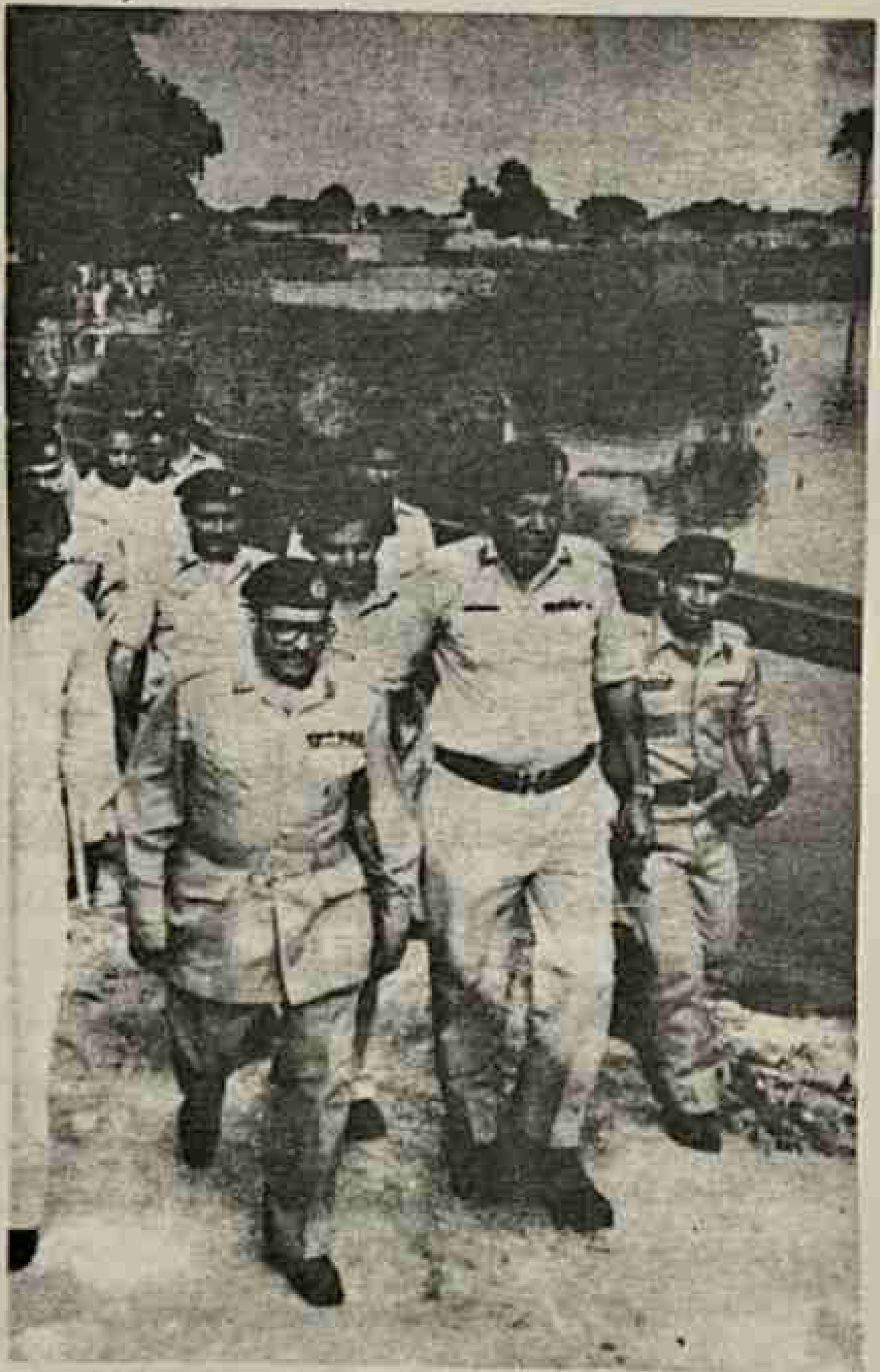
صدر ضیاء کا مشن

صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں ہمیشہ سے مرحوم صدر ضیاء الحق کی پالیسیوں کے حمایتی ہیں انہوں نے نہ صرف اپنی صدارت کے دور میں ضیاء الحق اور ان کی کارکردگی کو سراہا بلکہ انہوں نے ۱۹۷۹ء میں بھی صدر کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہوئے مشورہ دیا تھا کہ وہ تخریبی عناصر سے پاکستان کو محفوظ رکھنے کی غرض سے "قومی اتحاد" سے فائدہ اٹھائیں اب جبکہ صدر ضیاء دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں صدر آزاد جموں و کشمیر نے ان کے مشن کی تکمیل کیلئے ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ صدر ضیاء حقیقی معنوں میں قائداعظم محمد علی جناح کے جانشین تھے انہوں نے پاکستان کو اسلامی فلاحی اور جمہوری بنانے کی ہر ممکن کوششیں کیں یقیناً صدر ضیاء کی یہ کوششیں تحریک پاکستان کے مقاصد اور عوامی امنگوں کے عین مطابق تھیں اس لئے میں تحریک استحکام پاکستان کے صدر کی حیثیت سے ملک کے ممتاز علماء و مشائخ کے تعاون سے صدر ضیاء کے مشن کو جاری رکھوں گا

صدر آزاد کشمیر سردار عبدلقیوم کا کہنا ہے کہ صدر ضیاء نہ صرف قیام پاکستان کے مقاصد کو عملی شکل دینے کا پختہ عزم رکھتے تھے بلکہ کشمیر اور مسئلہ افغانستان کے

صدر ضیاء الحق' سابق وزیر اعظم جونیجو اور صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم

بارے میں ایک ایسی مثبت پالیسی پر کار بند تھے جس کو دنیا بھر میں درست تسلیم کیا گیا مرحوم صدر نے ملک و قوم کیلئے جو خدمات انجام دیں وہ قابل قدر ہیں قوم نے بھی جنازے اور ملک بھر میں سینکڑوں مقامات پر غائبانہ نماز جنازہ میں شرکت کر کے صدر ضیاء کی قومی خدمات کا بھرپور انداز میں اعتراف کیا ہے صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ ہم نے صدر ضیاء کی پالیسیوں کو جاری رکھنے کیلئے رابطہ عوام مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مرحوم صدر کی مرتب کردہ پالیسیوں کی ملک گیر سطح پر حمایت حاصل کی جا سکے اور عوام کو ان کی اعلیٰ پالیسیوں سے آگاہ کیا جائے جن کا نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر اعتراف کیا گیا ہے انہوں نے کہا اس سلسلے میں علماء مشائخ اور متعدد سیاستدانوں سمیت مرحوم صدر کی پالیسیوں کے حامی افراد سے رابطہ کیلئے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ ہم پاکستان اور اسلام کے معاملے پر کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم ذاتی طور پر سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں غیر جماعتی

سردار عبدالقیوم بنام جنرل محمد ضیاء الحق

اس وقت ملک کو شہ مات ہو گئی ہے

انتخابات ہی صحیح ہیں رہ گئی بات کشمیر کی تو وہاں ایک مضبوط سیاسی بنیاد موجود ہے
بہرکیف ہم صدر ضیاء کی جانب سے پاکستان میں غیر جماعتی انتخاب کے انعقاد کے
اعلان سے بالکل متفق تھے سردار عبدالقیوم کا کہنا ہے کہ صدر ضیاء کو اپنے حامیوں کی
بھرپور حمایت کا صحیح طور پر علم تھا مگر وہ سیاسی شخصیت نہیں تھے کہ اس حمایت کا
سیاسی فائدہ اٹھاتے صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ ضیاء الحق کی طرح ہی قائداعظم محمد علی
جناح بھی حادثاتی لیڈر کے طور پر ابھرے تھے اصل میں حادثات میں ہی قوموں کو ایسے
راہنما ملتے ہیں جن کی یاد اور پالیسی کے اثرات ہمیشہ محسوس کئے جاسکتے ہیں اس موقع پر
صدر آزاد کشمیر نے کہا کہ بھٹو ازم کے مقابلے میں اب ضیاء ازم پیدا ہو رہا ہے لٰہذا
اگر پاکستان کے عام انتخابات میں کوئی لادینی حکومت بن گئی تو ملک میں شدید اور
قیامت خیز ردعمل ہو گا جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ سیاسی جماعتیں ختم ہو جائیں اور ملک میں
ایک نیا مارشل لاء لگ جائے لیکن میرے خیال میں ملک مارشل لاء کا تحمل نہیں ہو
سکے گا لٰہذا ضروری ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے مشن کو جاری رکھنے کیلئے مسلم لیگ
کے حلقوں میں اتحاد پیدا کیا جائے

ضیاء الحق اور بھٹو

وقت کا دھارا کس قدر تیزی سے بہہ رہا ہے جب پیچھے کی جانب مڑ کر دیکھیں تب معلوم ہوتا ہے کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کل اور آج کے درمیان کی خلیج گزرے ہوئے وقت کی گواہ بن جاتی ہے یہ بات بھی اپنی جگہ سچ ہے کہ بعض اوقات ایک ایک لمحہ گزارنا محال ہو جاتا ہے لیکن جب کوئی گھڑی بیت جاتی ہے تو وہ یاد ماضی بن جاتی ہے اور اس کی اہمیت کے اعتبار سے یاد رکھا جاتا ہے اسی طرح غیر اہم واقعات اور شخصیات کو بھلا دیا جاتا ہے ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھیں تو لگتا ہے کہ ہم بہت آگے نکل آئے ہیں شاید یہ کل ہی کی بات ہے جب برصغیر پاک و ہند کی گلیاں مسلمانوں کے نعروں سے گونج رہی تھیں "لے کے رہیں گے پاکستان بٹ کے رہے گا ہندوستان" اور "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کی صدائیں گونج رہی تھیں پھر ۳ جون ۱۹۴۷ء کا یادگار دن آیا جس دن بانی پاکستان بابائے قوم حضرت قائد اعظمؒ نے ریڈیو ہندوستان پر پہلی بار پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا تھا قافلہ مسلمان ہند رواں دواں رہا اور بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت خداداد پاکستان کی صورت میں کرہ ارض پر ایک انمٹ نقش بن گیا ہماری قوم نے اپنے محسن بابائے قوم کی جلوہ

افروزیاں دیکھیں پھر راولپنڈی میں قائد ملت لیاقت علی خان کو گولی کا نشانہ بنتے دیکھا وقت گزرتا رہا اور قومی قیادت میں نت نئی تبدیلیاں آتی رہیں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا دس سالہ دور حکومت بھی پاکستانی تاریخ کا ایک اہم حصہ بن گیا صدر ایوب خان کے بعد پاکستانی قوم کی ابتلاء کا دور شروع ہوا پاکستان کے تیسرے صدر جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے اگرچہ پاکستانی تاریخ کے پہلے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کروا دیئے تھے لیکن یہ حسن کارکردگی یحییٰ خان کی سیاہ کاریوں کے زخموں پر مرہم نہ لگا سکی اور بالآخر سینوں میں دبے ہوئے خاموش طوفانوں نے قیادت کی نااہلی کی آگ سے تباہ کن بگولوں کی شکل اختیار کرلی پھر چشم تماشا نے قائد اعظمؒ کے پاکستان کو دولخت ہوتے دیکھا

یہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کی بات ہے جب بجے بجے پاکستان کی اکثریتی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے واحد سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عنان حکومت سنبھالی اگرچہ وہ موجودہ پاکستان قومی اسمبلی کے اکثریتی پارٹی کے چیئرمین تھے لیکن پاکستان جن مشکلات سے دوچار تھا بھٹو کیلئے ان سے نکلنا بہت مشکل تھا تاہم اپنی معاملہ فہمی اور انتظامی صلاحیتوں سے کام لیکر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے حکومت پر اپنی گرفت مضبوط کرلی انہوں نے ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام کے قیام سے قبل اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک ایسا آئین دیا جس پر حزب اختلاف نے بھی اتفاق کیا یہ پاکستان کی تاریخ کی ایک ایسی دستاویز تھی جسے آج پندرہ سال بعد بھی تسلیم کیا جاتا ہے بعدازاں وہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر مملکت کا عہدہ چھوڑ کر ملک کے وزیر اعظم بن گئے اور فضل الٰہی چودھری نے پاکستان کے پانچویں صدر مملکت کا چارج سنبھالا

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اپنی سیاسی بصیرت کی بنا پر عالمی شہرت کے مالک بن گئے تھے بالخصوص سقوط مشرقی پاکستان اور عنان اقتدار سنبھالنے کے بعد ان کے مزاج کی تبدیلی واضح طور پر محسوس کی جاسکتی تھی انہوں نے فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور

۰۰ جنرل محمد ضیاء الحق (چیف آف آرمی سٹاف) اور ذوالفقار علی بھٹو

میں اسلامی کانفرنس کا انعقاد جس خوبصورتی سے کیا اس پر انہیں اسلامی دنیا کا رہنما سمجھا جانے لگا لیکن قومی سیاست میں حزب اختلاف سے ان کے اختلافات بڑھتے چلے جا رہے تھے اسی دوران انہوں نے فوج میں اپنے لئے مضبوط قلعے تعمیر کرنے کی ٹھان لی ان کا خیال تھا کہ وہ اپنی مرضی کے افراد کو سامنے لا کر اپنی کرسی اقتدار کی پائیداری بڑھا سکیں گے اس غرض سے انہوں نے ممکنہ مفروضات پر عمل کرنا شروع کر دیا اس سلسلے میں ان کی نظر میجر جنرل ضیاء الحق پر پڑی جو فرمانبرداری اور وفاداری کے حوالے سے اچھی شہرت رکھتے تھے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے میجر جنرل ضیاء الحق کے ماضی قریب میں جھانک کر دیکھا تو انہیں ایک شریف اور نمازی مسلمان کی جھلک دکھائی دی بھٹو صاحب کے خیال کو اس حقیقت سے بھی تقویت پہنچی کہ ضیاء الحق نے ایک فوجی افسر کی حیثیت سے شاہ اردن کیلئے بہترین عسکری مشاورت کی خدمات سرانجام دیں تھیں اور بڑی عمدگی سے ان کے مفادات کا تحفظ کیا تھا اب بھٹو صاحب نے میجر جنرل ضیاء الحق کو آگے لانے کا فیصلہ کیا یوں ضیاء الحق لیفٹننٹ جنرل بن گئے اور انہیں کور

کمانڈر کی ذمہ داری مل گئی ملتان میں بحیثیت کور کمانڈر لیفٹننٹ جنرل ضیاء الحق نے ایک تقریب میں بھٹو صاحب سے انتہائی عمدہ برتاؤ کیا جس کے باعث انہوں نے بھٹو کے دل میں جگہ کرلی مارچ ۱۹۷۶ء میں جب جنرل ٹکا خان چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے سے ریٹائر منٹ کو پہنچے تو وزیر اعظم اور ان کے رفقاء کیلئے لمحہ فکریہ تھا کہ اس اہم ترین عہدہ پر اب کس جرنیل کو متمکن کیا جائے..... ؟ اس دوران جنرل ٹکا خان نے حکومت اور اس کے سربراہ کو یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ ان کی معیار عہدہ بڑھا دی جائے لیکن شاید بھٹو صاحب کا خیال تھا کہ وہ جنرل ٹکا خان کو اپنی پارٹی کا حصہ بنا کر سیاست میں لا کر زیادہ استفادہ حاصل کر سکیں گے

اس موقع پر ایک نئے چیف آف دی آرمی سٹاف کی تلاش میں ایک بار پھر ان کی نظریں لیفٹننٹ جنرل ضیاء الحق پر ٹھہر گئیں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے خیال میں ضیاء الحق ایک ایسے جنرل تھے جن کی وفاداری اور شرافت پر شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے معتمد خاص جنرل ٹکا خان کو واضح طور پر اپنے انتخاب کے بارے میں مطلع کر کے داد چاہی لیکن ٹکا خان نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بھٹو صاحب کو جواب دیا کہ شاید یہ آپ کی غلطی ہو الغرض کہ پس پردہ اونچ نیچ کے کھیل کے باوجود جنرل ٹکا خان فوج سے ریٹائر ہو گئے اور جنرل محمد ضیاء الحق نے نئے چیف آف دی آرمی سٹاف کا عہدہ سنبھال لیا اگرچہ شروع شروع میں جنرل ضیاء الحق بھی بھٹو کے اعتماد پر پورے اترے تھے اور انہوں نے کسی بھی لمحہ بھٹو کو مایوس نہیں کیا تھا لیکن جب دوسرے ساتھیوں کے دباؤ میں آکر انہوں نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کا حتمی اقدام اٹھایا تو بھٹو صاحب کے اعتماد اور اطمینان کے بت پاش پاش ہو گئے جنرل صاحب اکثر سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کیلئے جاتے اور انہیں تسلیاں دیتے کہ اچھا وقت آنے پر انتخابات کروا دیئے جائیں گے لیکن پاکستان کی سیاست عجیب ڈھب کی ہے اپوزیشن رہنماؤں نے فوجی حکومت کو پس پردہ اپنے اعتماد کا یقین دلاتے ہوئے بھٹو سے ہمیشہ کیلئے جان چھڑانے کا فیصلہ کر لیا بھٹو کی قسمت نے

صدر ضیاء الحق پاک فوج کے جوانوں سے گفتگو کرتے ہوئے

اس اہم ترین موڑ پر ان کا ساتھ نہ دیا اور ان کے خلاف "گڑا مردہ اکھاڑنے" کے مصداق نواب محمد احمد خان کا مقدمہ قتل از سر نو تازہ کر دیا گیا اب رفتہ رفتہ بھٹو صاحب کو یقین ہونے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ انہیں تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اس موقع پر انہوں نے ایک بار جنرل ضیاء الحق سے یہ بھی کہا کہ اس ذلت سے بہتر تھا کہ مجھے تبدیلی اقتدار کے دوران ہی ختم کر دیا جاتا وقت کا گھوڑا اب بھی سرپٹ دوڑے جا رہا تھا اور پھر لاہور ہائی کورٹ نے جسٹس مولوی مشتاق حسین کی سربراہی میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت سنا دی اپیل کے بعد سپریم کورٹ میں مختلف صورت حال دیکھنے میں آئی اور تین کے مقابلے میں چار ججوں کی کثرت رائے سے بھٹو کی سزا بحال رکھی گئی زبردست کشمکش عوامی رد عمل بین الاقوامی دباؤ اور اکابرین عالم کی اپیلوں کے باوجود ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو پاکستان کے پہلے منتخب وزیر اعظم کو مارشل لاء کی چھاؤں میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی سزائے موت میں سب سے زیادہ ذمہ داری ان کی مخالف سیاسی قوتوں اور ان کے نادان اور غیر ذمہ دار ساتھیوں پر عائد کی گئی اس وقت جنرل محمد ضیاء الحق کو ملک میں ایک بحرانی کیفیت کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعض افراد کے سیاسی تعاون اور فوج کی بھرپور مدد سے انہوں نے اس پر بطریق احسن قابو پا لیا اور رفتہ رفتہ اپنی حکومت کے قدم مضبوطی سے جما لئے حتیٰ کہ وہ تا حال تاریخ پاکستان کے طویل عرصہ تک بر سر اقتدار رہنے والے شخص بن گئے انہوں نے اپنے دور حکومت میں جو اقدامات کئے ان میں نظام اسلام کی جھلک واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے اگرچہ ان کا دور حکومت سیاسی جماعتوں کیلئے انتہائی پریشان کن رہا لیکن انہوں نے بلدیاتی اداروں اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کروا کر جمہوری اداروں کو کسی قدر دفن ہونے سے بچا لیا تھا ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کے اقدام سے گو انہوں نے قومی و صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں تھیں لیکن سینٹ کو برقرار رکھ کے جمہوری قوتوں کو مایوسی سے بچا لیا ان کی عوام دوستی اور غرباء پروری نے انہیں عوام میں جگہ دلا دی تھی جبکہ بین الاقوامی

مسائل پر ان کی واضح پالیسیاں اور استقامت ان کا خلاصہ تھیں آج جبکہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کے فضائی حادثہ کے بعد جنرل ضیاء الحق مرحوم ہم میں نہیں ہیں ان کی جانشین حکومت نے ان کے مشن کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کیا ہے ذوالفقار علی بھٹو ازم اور جنرل ضیاء الحق مرحوم نے قوم کو کیا دیا......؟ ہمیں اس سے سروکار نہیں ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب پاکستان کا کوئی سابق صدر حیات نہیں ہے اور دونوں مذکورہ شخصیات منوں مٹی تلے محو استراحت ہیں مجھے یاد ہے کہ جنرل ضیاء مرحوم نے ایک بار بڑے پختہ انداز میں کہا تھا کہ "بھٹو نے مجھے چیف آف آرمی سٹاف بنا کر کوئی غلطی نہیں کی تھی"
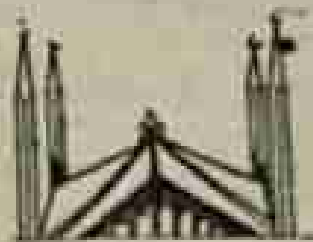
صدر ضیاء شہید ہیں؟

ایک مذہب ایک قوم ایک ملت اور ایک ملک میں بسنے والوں کیلئے ضروری نہیں کہ تمام افراد کا انداز فکر یا نظریہ حیات ایک ہی ہو شاید یہی وجہ ہے کہ بنی نوع انسان کی تخلیق کے دور اولین اور نسل بنی آدم کی ابتداء ہی سے اختلاف رائے حضرت انسان کی پہچان ہے اس بات کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عام سطح کے مسائل اور معاملات پر مختلف مکاتب فکر ہمیشہ مختلف رائے دیتے ہیں حتیٰ کہ اہم قومی و مذہبی معاملات میں مختلف طبقات کی آراء کبھی یکساں نہیں ہوتیں شاید یہی ہمارا طرہ امتیاز بن گیا ہے اسی طرح کی صورت حال اس وقت پیدا ہوئی جب ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق دیگر ۲۹ افراد کے ساتھ طیارہ سی ۱۳۰ کے روح فرسا حادثہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے صدر مملکت کے انتقال کے فوراً بعد سرکاری ذرائع اور قائم مقام صدر جناب غلام اسحاق خان نے جنرل ضیاء الحق کی المناک موت کو شہادت قرار دے دیا اس ضمن میں عوام الناس میں یہ بحث چل نکلی کہ صدر ضیاء الحق مرحوم کے اس داغ مفارقت کو مرتبہ شہادت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یا نہیں عوام کی ایک بڑی تعداد نے صدر مرحوم کی وفات کو شہادت تسلیم کیا جبکہ

کچھ مذہبی طبقات اس امر سے گریزاں ہیں اس صورت حال میں مذہبی اور شرعی نقطہ نظر سے آگہی کیلئے لازم تھا کہ قوم کے جید علماء اور مستند فقہاء سے رائے لی جاتی تاکہ مختلف فقہات اور طبقات فکر کے اعتبار سے کسی قدر وضاحت ممکن ہو سکے کیونکہ اس سلسلے میں صحیح حیثیت کے تعین کا سردست اختیار کسی ایک کو سونپنا راست اقدام نہیں بہرکیف پاکستان کے چند معتبر اور جید علماء کرام اور فقہاء مجتہدین و مفتی صاحبان کی آراء کسی قدر رہنماء ثابت ہو سکیں گی

اس سلسلے میں علامہ محمود احمد رضوی نے کہا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ صدر ضیاء شہید ہیں یا نہیں وہ مسلمان جو جہاد میں کافروں سے لڑتے ہوئے قتل ہو جائے وہی شہید ہوتا ہے جس کے لئے قرآن حکیم میں واضح طور پر ارشاد ہے "جو راہ خدا میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو" ان شہیدوں کیلئے احکام یہ ہیں کہ ان کو غسل نہیں دیا جاتا انہیں ان ہی کپڑوں میں دفن کر دیا جاتا ہے تاہم احادیث کی رو سے فقہی شہید کا تذکرہ بھی موجود ہے ان شہداء میں جل کر کسی حادثے میں اچانک پانی میں ڈوب کر یا کسی وبائی امراض میں مبتلا ہو کر مرنے والا شہید فقہی کہلاتا ہے علامہ محمود احمد رضوی نے بتایا کہ اس سلسلے میں حضور اکرم کا فرمان ہے کہ ان اموات میں مرنے والے کو خدا شہید کا ثواب عطا کرتا ہے لیکن ان فقہی شہداء کو باقاعدہ غسل و کفن کی تاکید کی گئی ہے

مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا کہ صدر ضیاء الحق شہید نہیں ہیں کیونکہ احادیث کی روشنی میں صرف کافروں کے مدمقابل جنگ کرتے ہوئے مرنے والے ہی شہید کہلاتے ہیں تاہم فقہی اعتبار سے بعض حالات میں حادثاتی موت کو شہادت کے حکم میں رکھا گیا ہے صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم بھی زیادہ سے زیادہ حکم شہید کی فہرست میں آسکتے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ کوئی قابل تعریف موت نہیں ہے

ملک کے نامور عالم دین مولانا عبدالمالک کاندھلوی کا کہنا ہے کہ صدر ضیاء الحق نے عظیم شہادت پائی ہے اس لئے ان کی شہادت پر کسی کو شک نہیں کرنا چاہئے

انہوں نے کہا کہ اسلام میں یہ واضح الفاظ میں موجود ہے کہ صرف کافروں کے مقابلے میں مارے جانے والے ہی شہید نہیں ہوتے بلکہ کچھ اور شہید بھی ہیں انہوں نے بتایا حضور اکرمؐ کی احادیث کی روشنی میں شہداء کی سات اقسام بتائی گئیں ہیں جن میں حادثاتی موت کا بیان بھی موجود ہے مولانا کاندھلوی نے کہا کہ صدر پاکستان کی موت اس وقت واقع ہوئی ہے جب وہ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے اور فرائض کی ادائیگی کے دوران مرنے والے بھی شہداء کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں اس لئے صدر ضیاء الحق کو شہید نہ کہنا ناانصافی ہے
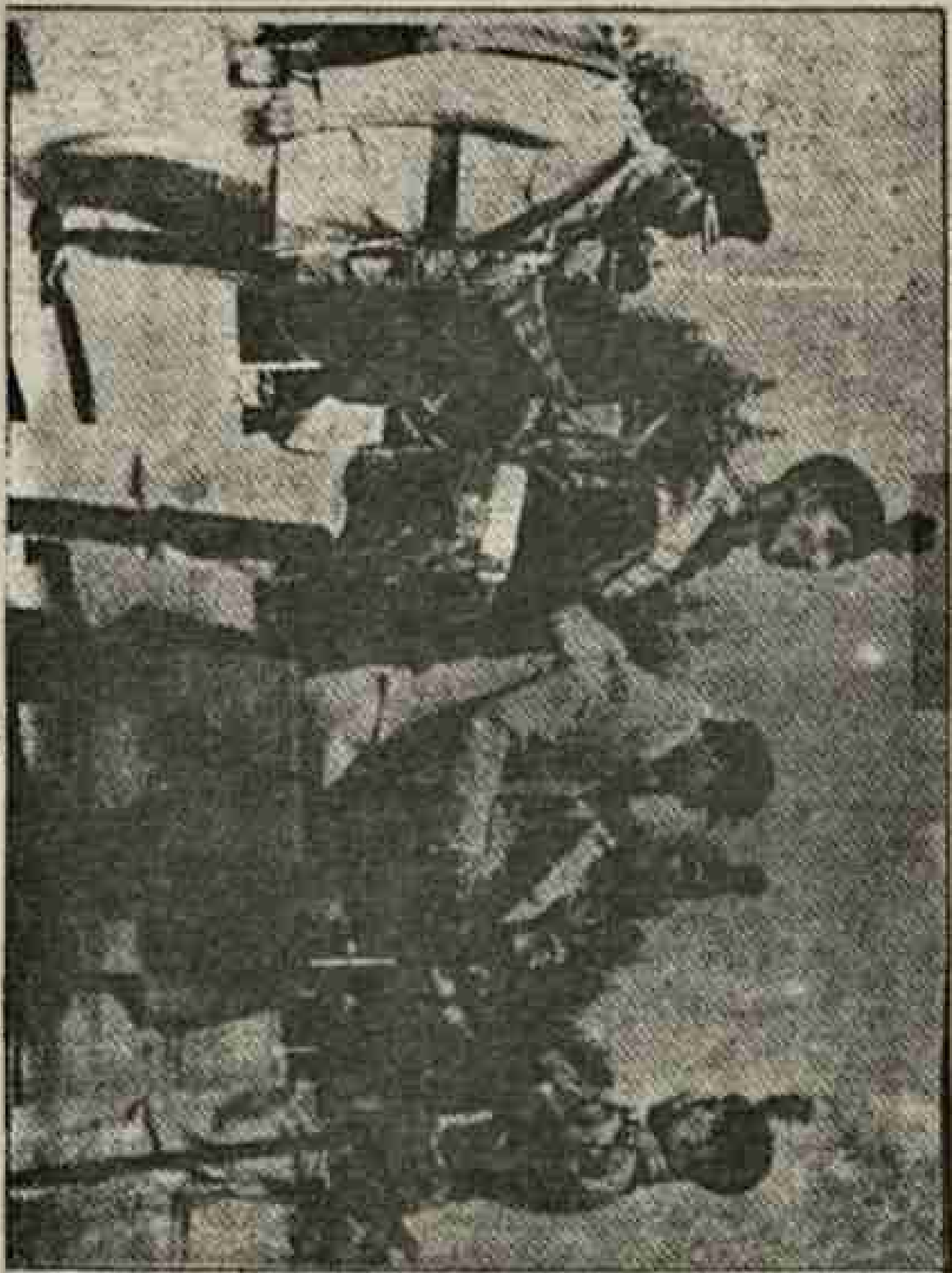
سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو انعامات تقسیم کر رہے ہیں جبکہ ان کے پیچھے چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق۔

۴ اپریل ۱۹۷۹ء

پاکستان کے چھٹے صدر جنرل محمد ضیاء الحق ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو (جو کہ حکمران پیپلز پارٹی کے چیئرمین بھی تھے) کی حکومت کا خاتمہ کر کے بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر برسر اقتدار آئے تھے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یقین دہانی کرانے کی کوشش کی کہ ان کا اصل مقصد پر امن طور پر ملک میں بحالی جمہوریت اور اسلامی نظام کا نفاذ ہے عام خیال تھا کہ جنرل ضیاء کا نفاذ اسلام پر بار بار زور دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ تحریک نظام مصطفیٰ کی سرگرم قیادت کا اعتماد حاصل کرنا چاہتے ہیں دوسری طرف معزول وزیر اعظم کے ساتھ ان کا رویہ بھی اچھا تھا انہوں نے شروع شروع میں مسٹر بھٹو کا نام انتہائی احترام سے لیا بعض لوگوں کا خیال یہ بھی تھا کہ ان کا مقصد صرف اور صرف بھٹو مخالف تحریک کو دبانا ہے پیپلز پارٹی کے بعض افراد اس بات پر بھی خوش تھے کہ اس طرح تحریک کے زور کو توڑ کر پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت کو مضبوط کرنے کا موقع ملے گا شاید آپ کو یاد ہو گا کہ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو خبروں میں بار بار یہی کہا گیا کہ "فوج نے اقتدار سنبھال لیا ہے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے

ساتھ دیگر سرکاری اہم شخصیات اور وزراء کو حفاظت میں لے لیا گیا ہے" یوں ابتداء میں کسی طور پر بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ جنرل ضیاء. بھٹو کے خلاف کوئی حتمی اقدام کریں گے لیکن صرف دو ماہ کے اندر حالات مکمل طور پر بدل گئے اور سابق وزیر اعظم کو ایک رکن قومی اسمبلی احمد رضا قصوری کے والد نواب محمد احمد خان کے قتل کے الزام میں ۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو باقاعدہ گرفتار کر لیا گیا یہ تاریخ پاکستان کا نہایت نازک اور حساس ترین موڑ تھا آہستہ آہستہ یہ بات واضح ہو گئی کہ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے کی روشنی میں فوجی حکومت مسٹر بھٹو سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اس لئے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور اقتدار کے گیارہ سال ۴۳ دنوں میں ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کا ذکر نہ کرنا پاکستان کی تاریخ میں ناانصافی کے مترادف ہو گا کیونکہ اس دن سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں کے قتل کی سازش تیار کرنے کے الزام میں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق سپریم کورٹ میں اپیل مسترد

بھٹو کو پھانسی دے دی گئی

مشرق

ہونے کے بعد ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں صبح چار بجے پھانسی دی گئی تھی اس موقعے پر جیل کے اندر اور گردونواح میں سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اطلاعات کے مطابق ذوالفقار علی بھٹو کو صبح چار اور پانچ بجے کے درمیان تختہ دار پر لٹکایا گیا تھا قبل ازیں انہیں غسل کر کے چند قرآنی آیات کا ورد کرنے کو کہا گیا تھا وقت مقررہ سے چند گھنٹے قبل جیل حکام نے ان کی کوٹھڑی میں آ کر بلیک وارنٹ کی عبارت پڑھ کر

نواب احمد خان مرحوم کی اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

سنائی تھی اس موقعے پر متعلقہ ڈاکٹر اور مجسٹریٹ بھی تھے بعد ازاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں مسٹر بھٹو کے دونوں ہاتھ پشت کی جانب ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر پھانسی کے چبوترے پر اس بیم کے نیچے کھڑا کیا گیا جس کے ساتھ رسہ بندھا ہوا تھا جلاد تارا مسیح نے ان کی ٹانگوں کو مضبوطی سے ایک ڈوری سے باندھ دیا پھر ان کے چہرے پر نقاب چڑھانے کے بعد ایک انچ قطر کی میلا کی رسی کو ذوالفقار علی بھٹو کی گردن کے گرد مضبوطی سے فکس کر دیا گیا سپرنٹنڈنٹ جیل نے جلاد کو سزا پر عمل در آمد کرنے کیلئے اشارہ کیا اور جسم نیچے لٹک گیا جو تقریباً نصف گھنٹے تک لٹکنے کے بعد میڈیکل آفیسر کی تصدیق کے بعد پھندے سے اتار لیا گیا بعد ازاں ذوالفقار علی بھٹو کی لاش بذریعہ طیارہ راولپنڈی سے لاڑکانہ پہنچائی گئی جہاں سے میت کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے نوڈیرو پہنچایا گیا جہاں انھیں سپرد خاک کر دیا گیا

اس سلسلے میں اگر یہ کہا جائے کہ اس خطہ ارض میں بھٹو پہلے سابق وزیر اعظم اور

اعلیٰ شخصیت تھے جنہیں قتل کے الزام میں پھانسی دی گئی تو بے جا نہ ہو گا اسی طرح پاکستان کی عدلیہ کی تاریخ میں بھی ذوالفقار علی بھٹو ایسے ملزم تھے جنہیں پہلی بار سپریم کورٹ میں اپنا موقف خود بیان کرنے کی اجازت دی گئی تھی وہ چار روز تک اپنے کیس کے سلسلے میں بھرپور بحث کرتے رہے اور اس بحث کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ اب اگر میرے خلاف بھی فیصلہ ہو جائے اور مجھے پھانسی بھی دے دی جائے تو وہ قبول کر لیں گے یاد رہے کہ پہلے ہائی کورٹ کے پانچ ججوں اور پھر سپریم کورٹ کے پہلے نو اور پھر سات ججوں پر مشتمل فل بنچ نے ذوالفقار علی بھٹو کا کیس سنا تھا

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کیوں ہوئی؟ ان پر قتل کا مقدمہ کیوں بنا؟ انہوں نے رحم کی اپیل کیوں نہ کی؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات کیلئے نئی نسل ضرور متلاشی رہے گی اس نظریئے کے تحت مختصر حالات پیش کئے جا رہے ہیں

١٠ نومبر ١٩٧٤ء کو ذوالفقار علی بھٹو کے سابق ساتھی اور قومی اسمبلی کے رکن احمد رضا قصوری ایک شادی کی تقریب میں شرکت کے بعد گھر واپس جا رہے تھے کہ شادمان کالونی لاہور کے شاہ جمال چوک میں ان کی کار پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی جس سے احمد رضا قصوری کے والد نواب محمد خاں ہلاک ہو گئے لہٰذا قتل کی رپورٹ تھانہ اچھرہ میں درج کرا دی گئی ١٣ دسمبر ١٩٧٥ء کو اس مقدمہ قتل کے سلسلے میں لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس شفیع الرحمان کی سرکردگی میں ایک ٹریبونل قائم کر دیا گیا جس کی رپورٹ منظر عام پر نہیں آئی اس دوران تھانہ اچھرہ اور سی آئی اے نے تفتیش کی اور مقدمہ داخل دفتر کر دیا بعد ازاں جب ٥ جولائی ١٩٧٧ء کو پاکستان میں تیسرا مارشل لاء جنرل محمد ضیاء الحق کی قیادت میں نافذ ہوا تو حکومت نے ایف ایس ایف کے معاملات کی بھی خصوصی تحقیقات کا آغاز کیا اس چھان بین کے دوران نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل کے بھی بعض حقائق سامنے آ گئے جن کے باعث ابتدائی طور پر ٢٤ جولائی ١٩٧٧ء کو ایف ایس ایف کے انسپکٹر ارشد اقبال اور اے ایس آئی رانا افتخار کو شامل تفتیش کر لیا گیا پھر ٢٥ جولائی کو باقاعدہ پوچھ گچھ کے بعد

مقتول نواب محمد احمد خاں

وہ کار جس میں محمد احمد خاں گولی کا نشانہ بنے

ان دونوں ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا اور صرف تین دن بعد ۲۸ جولائی کو ایف ایس ایف کے انسپکٹر غلام حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا لیکن بعد میں وہ وعدہ معاف گواہ بن گیا پھر ۳۱ جولائی کو ایف ایس ایف کے ایک اور انسپکٹر صوفی غلام مصطفیٰ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ۱۱ اگست کو انسپکٹر غلام حسین کا اقبالی بیان قلم بند کیا گیا جس کی روشنی میں ایف ایس ایف کے ڈائریکٹر آپریشنز میاں عباس اور ڈائریکٹر جنرل مسعود محمود کو پہلے شامل تفتیش کیا گیا پھر ۱۸ اگست کو میاں عباس کو گرفتار کر لیا گیا انہوں نے اقبالِ جرم کر لیا لیکن بعد میں منحرف ہو گئے ۲۴ اگست کو مسعود محمود کو گرفتار کیا گیا انہوں نے بھی اقبال جرم کر لیا پھر وہ بھی وعدہ معاف گواہ بن گئے بعد ازاں وعدہ معاف گواہوں نے یہ بیان دیا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر ہم نے ایسا کیا کیونکہ وہ قومی اسمبلی کے رکن احمد رضا قصوری کا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور نہ ہی وہ براہ راست ان کو مارنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے ہمیں حکم دیا تھا لیکن بدقسمتی سے نواب محمد احمد خاں ہلاک ہو گئے ان بیانات کی روشنی میں ۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں کے قتل کے الزام میں ان کی رہائش گاہ ۷۰ کلفٹن کراچی سے گرفتار کر کے اسی روز لاہور پہنچا دیا گیا لیکن ۱۳ دسمبر ۱۹۷۷ء کو لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اے ایم کے صمدانی نے مسٹر بھٹو کو پچاس ہزار روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا لیکن ۲۷ دن بعد ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو لاہور ہائی کورٹ نے مسٹر بھٹو کی ضمانت منسوخ کر دی یوں انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا جس کے بعد تقریباً پانچ ماہ مقدمہ کی باقاعدہ سماعت جاری رہی اور ۱۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو ہائی کورٹ نے نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل کا فیصلہ سناتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو اور دیگر چار ملزموں میاں عباس ارشد اقبال صوفی غلام مصطفیٰ اور رانا افتخار کو سزائے موت کا حکم دیا ان تمام ملزموں کو سات روز کے اندر اندر اپیل دائر کرنے کا حق دیا گیا

۲۲ مارچ ۱۹۷۸ء کو میاں عباس کے وکیل قربان صادق اکرام نے اور ارشد اقبال صوفی غلام مصطفیٰ رانا افتخار کے مشترکہ وکیل ارشاد قریشی نے ہائی کورٹ کے

فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کر دیں جبکہ ذوالفقار علی بھٹو کے وکیل یحییٰ بختیار نے ۲۵ مارچ کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی یکم اپریل ۷۸ء کو سپریم کورٹ کے پانچ ججوں پر مشتمل فل بنچ نے اپیلوں کی سماعت کیلئے منظور کرنے کے بعد سزائے موت کے حکم پر عمل در آمد تا فیصلہ اپیل روک کر ذوالفقار علی بھٹو سمیت تمام ملزموں کو راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل منتقل کرنے کا حکم دیا اپیل کی پہلی سماعت کیلئے ۶ مئی ۷۸ء کا دن مقرر کیا گیا تھا لیکن بھٹو کے وکیل یحییٰ بختیار کی درخواست پر تاریخ سماعت ۲۰ مئی مقرر کر دی گئی اس دوران ۱۷ مئی ۷۸ء کو ذوالفقار علی بھٹو اور دوسرے ملزموں کو کوٹ لکھپت جیل لاہور سے راولپنڈی جیل منتقل کر دیا گیا ۲۰

مئی ۷۸ء کو سپریم کورٹ کے نو ججوں پر مشتمل فل بنچ نے اپیل کی سماعت شروع کی اور سابق وزیراعظم بھٹو کے وکیل یحییٰ بختیار نے دلائل کا آغاز کیا بعد ازاں ۷ اجون ۷۸ء کو چیف جسٹس مسٹر جسٹس ایس انوار الحق دو ہفتے کیلئے ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے انڈونیشیا چلے گئے لہٰذا سماعت اپیل یکم جولائی تک ملتوی ہو گئی یکم جولائی ۷۸ء کو ملزم عباس کے وکیل صادق اکرام نے عدالت میں میاں عباس کا ایک ایسا تحریری بیان پیش کیا جس میں میاں عباس نے احمد رضا قصوری کو قتل کرنے کی سازش کا اعتراف کیا حالانکہ وہ لاہور ہائی کورٹ میں اپنے اقبالی بیان سے منحرف ہو چکے تھے ۲۰ اگست ۷۸ء کو یحییٰ بختیار نے اپنے دلائل مکمل کر لیے یحییٰ بختیار نے کل ۵۷ دن دلائل پیش کیے ۲۱ اگست ۷۸ء کو صوفی غلام مصطفیٰ ارشد اقبال اور رانا افتخار احمد کے مشترکہ وکیل ارشاد قریشی نے دلائل پیش کرتے ہوئے یہ موقف اپنایا کہ ان کے موکلوں نے جرم کا ارتکاب حکام بالا کے حکم پر کیا ہے لہٰذا وہ خود کو سپریم کورٹ کے رحم و کرم پر چھوڑتے ہیں ۲۲ اگست کو میاں عباس کے وکیل قربان صادق اکرام نے دلائل پیش کیئے یوں وکلاء صفائی نے کل ۵۹ دن تک دلائل پیش کئے اسی روز سماعت اپیل تین ہفتوں کیلئے ملتوی کر دی گئی اس دوران ۳۱ اگست ۷۸ء کو فل بنچ کے ایک رکن مسٹر جسٹس قیصر خاں ریٹائر ہو گئے اور بنچ نو فاضل ججوں کی بجائے آٹھ پر مشتمل رہ گیا

۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء کو وکیل استغاثہ اعجاز احمد بٹالوی نے دلائل کا آغاز کیا انہوں نے ۳۸ دن کی بحث کے بعد ۱۶ نومبر کو اپنے دلائل مکمل کر لیے لہٰذا ۱۸ نومبر کو مسٹر بھٹو کے وکیل صفائی یحییٰ بختیار نے جوابی دلائل کا آغاز کیا لیکن ۲۱ نومبر کو بنچ کے فاضل رکن مسٹر جسٹس وحید الدین احمد شدید علالت کے باعث عدالت کی کاروائی ۳۰ نومبر تک ملتوی کر دی گئی بعد ازاں ۱۴ دسمبر ۷۸ء کو سپریم کورٹ نے مسٹر جسٹس وحید الدین احمد کے بغیر سماعت جاری رکھنے کا فیصلہ کیا یوں نو ججوں پر مشتمل فل بنچ کے سات جج رہ گئے اس موقعے پر یحییٰ بختیار نے جوابی دلائل دیتے ہوئے عدالت کو بتایا کہ
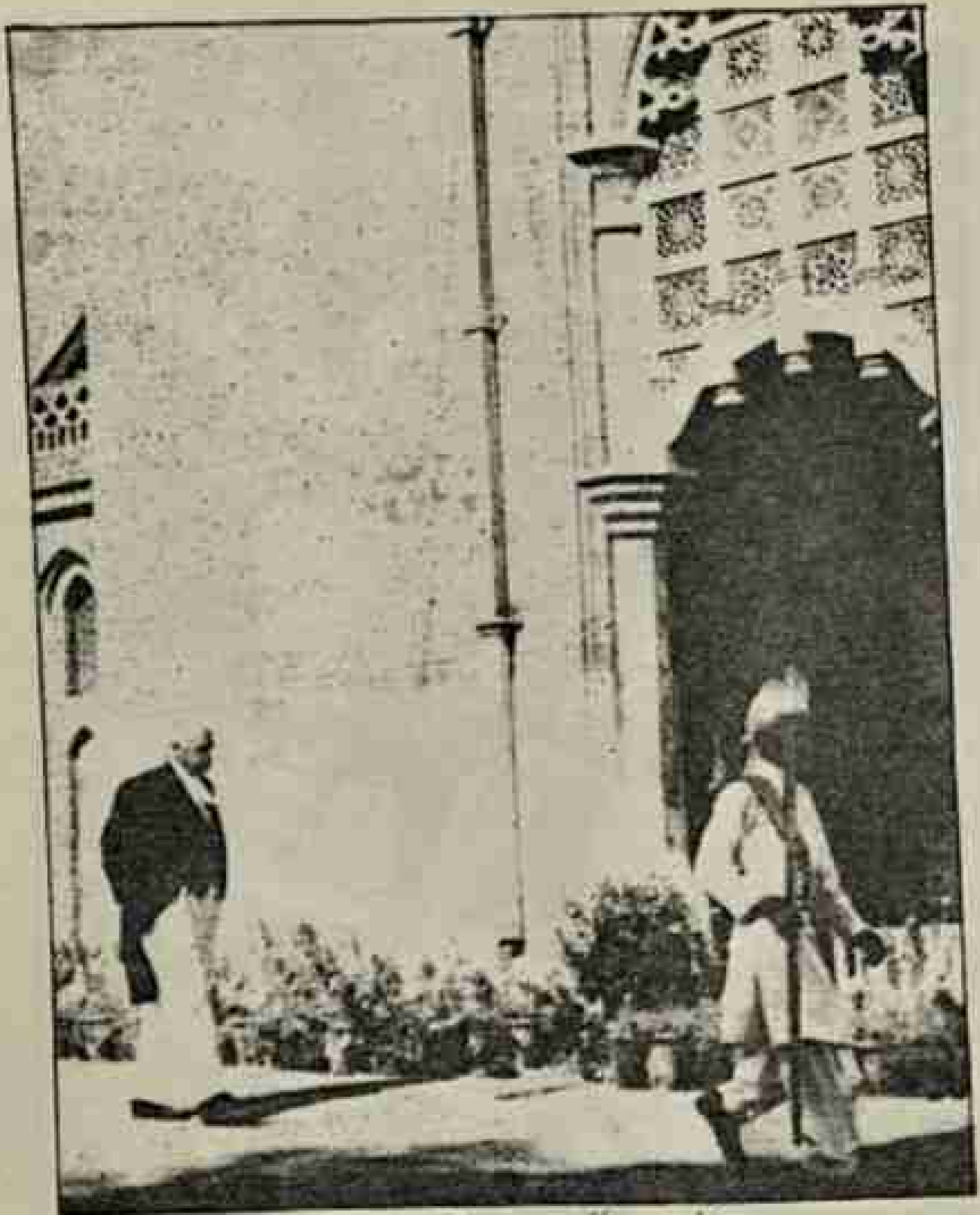
چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مولوی مشتاق احمد عدالت میں جاتے ہوئے

جسٹس وحید الدین احمد کی غیر حاضری سے پیدا ہونے والی صورت حال کے پیش نظر ان کے موکل مسٹر بھٹو کی خواہش ہے کہ وہ خود عدالت میں پیش ہو کر دلائل دیں اگر انھیں یہ اجازت نہ دی گئی تو بھٹو اپنے وکلاء کے اجازت نامے منسوخ کر دیں گے یحیٰی بختیار کے اس بیان کے بعد عدالت نے فیصلہ کیا کہ وکیل صفائی کے جوابی دلائل ختم

ہونے کے بعد مسٹر بھٹو کو عدالت میں پیش ہونے کی اجازت دے دی جائے گی لہٰذا ۱۷ دسمبر ۷۸ء کو عدالت عظمیٰ نے مسٹر بھٹو اور دیگر ملزموں کو ۱۸ دسمبر کو عدالت میں پیش کرنے کا حکم دیا ۱۸ دسمبر کو یحییٰ بختیار نے وقفہ سے قبل اپنے دلائل دیئے جس کے بعد انہیں مزید دلائل تحریری طور پر پیش کرنے کی اجازت دے کر مسٹر بھٹو کا بیان سننے کا فیصلہ کیا گیا اس روز مسٹر بھٹو کو گیارہ بجے کمرہ عدالت میں لایا گیا اور انہوں نے وقفہ کے بعد گیارہ بجکر ۳۵ منٹ پر اپنے بیان کا آغاز کیا یہ بیان چار روز تک جاری رہ کر ۲۱ دسمبر ۷۸ء کو وقفے سے قبل ختم ہو گیا وقفے کے بعد صوفی غلام مصطفیٰ ارشد اقبال رانا افتخار احمد اور میاں عباس نے بیان دیئے ۲۳ دسمبر ۷۸ء کو عدالت نے مقدمہ اپیل کی سماعت مکمل کرنے کا اعلان کر کے فیصلہ محفوظ کر لیا اور ۶ فروری ۱۹۷۹ء کو صبح گیارہ بجے سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے تمام اپیلیں مسترد کر دی اور یوں ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو صبح نماز فجر کے بعد راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں کے قتل کی سازش تیار کرنے کے جرم میں پھانسی دے دی گئی بعد ازاں ملک بھر میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور بھٹو کے شیدائیوں نے نماز جنازہ قرآن خوانی اور احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کیا لیکن محمد ضیاء الحق کی فوجی حکومت نے سخت سزاؤں سے اس مہم پر قابو پا لیا یاد رہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے سابق صدر پاکستان یحییٰ خاں کی حکومت کے زیر نگرانی ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں سندھ اور پنجاب میں اکثریت حاصل کی تھی لہٰذا سقوط مشرقی پاکستان ۱۹۷۱ء کے بعد وہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بطور صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر برسر اقتدار آئے تھے انہوں نے ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو موجودہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں اکثریتی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہونے کی حیثیت میں بطور وزیر اعظم پاکستان اپنے عہدے کا حلف اٹھایا جبکہ چودھری فضل الٰہی پاکستان کے پانچویں صدر منتخب ہوئے آئین کی رو سے انہیں ۱۴ اگست ۱۹۷۸ء تک برسر اقتدار رہنے کا حق حاصل تھا لیکن اپنے مشیران کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے تقریباً
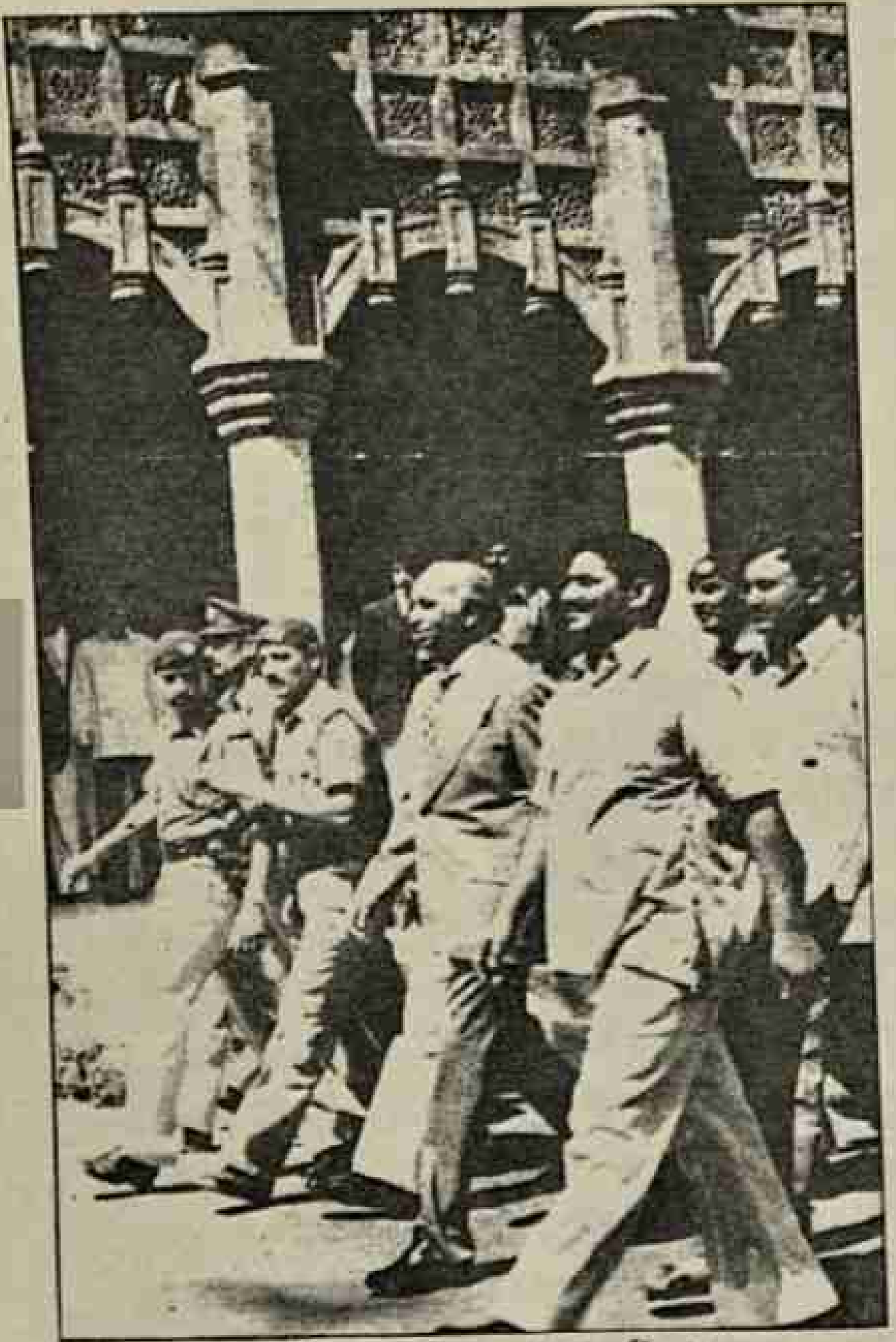
جب سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو لاہور ہائی کورٹ میں پیشی کیلئے آئے
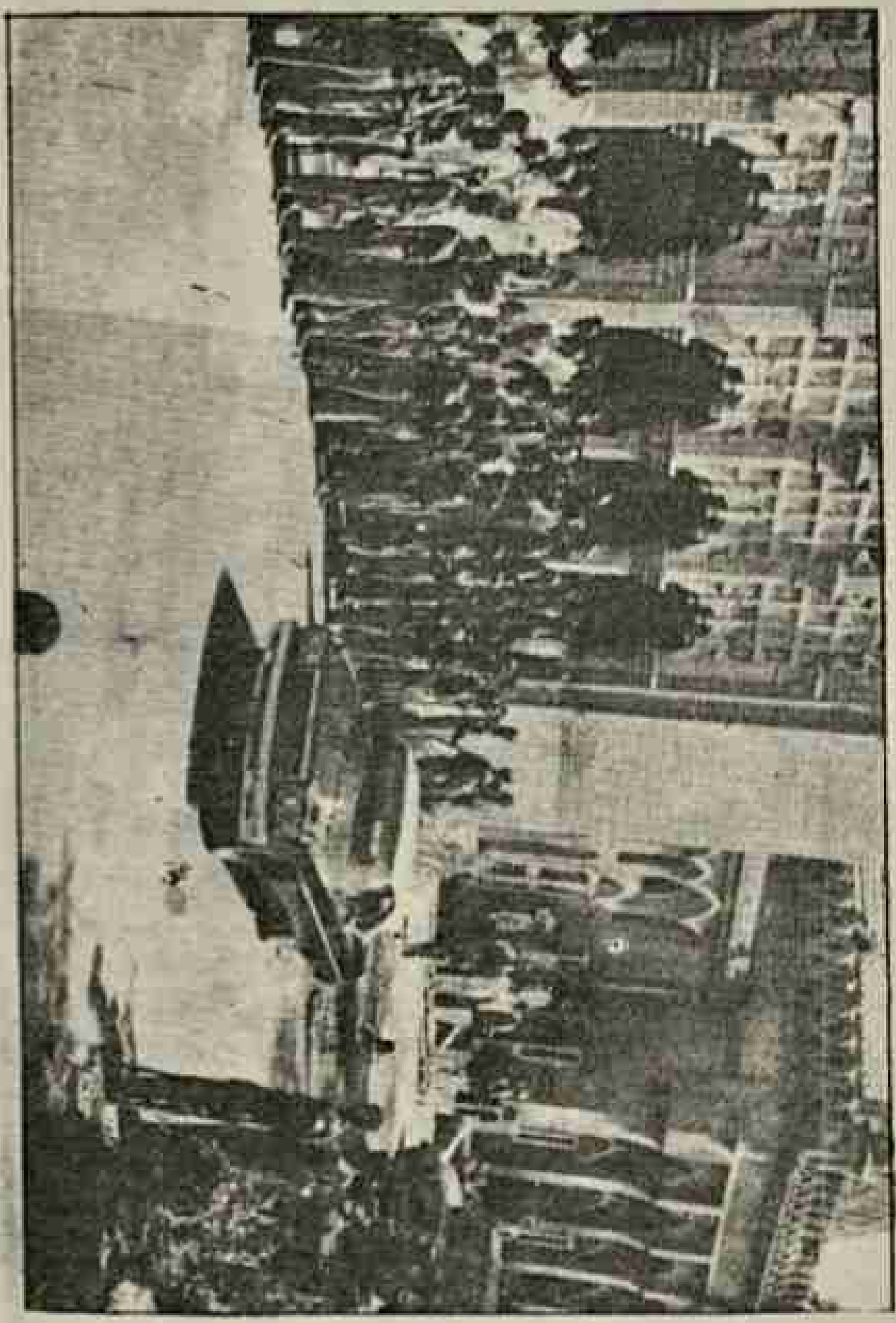
ڈیڑھ سال قبل مارچ ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات کروانے کا اعلان کر دیا اس صورت حال کی نزاکت کو اپوزیشن جماعتوں نے بھانپ لیا اور پیپلز پارٹی کے مقابلے کیلئے انہوں نے نو جماعتی گٹھ جوڑ پاکستان قومی اتحاد تشکیل دیا چند نشستوں پر دھاندلی کے علاوہ ملک بھر پاکستان پیپلز پارٹی واضح اکثریت سے جیت گئی لیکن پاکستان قومی اتحاد نے شکست تسلیم کرنے کی بجائے دھاندلیوں اور نفاذ اسلام کا نعرہ لگا کر ملک گیر تحریک شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیاسی حالت بہت دگر گوں ہو گئی اس صورت حال میں بعض موقع پرستوں نے جنرل محمد ضیاء الحق اور دیگر جرنیلوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کی دعوت دی اور بالآخر ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا خاتمہ کر کے ملک میں مارشل لاء کے ذریعہ عنان اقتدار سنبھال لی

۶ فروری ۱۹۷۹ء کو سپریم کورٹ سے نظر ثانی کی درخواست مسترد ہونے کے بعد ضابطے کے تحت ۱۳ مارچ تک صدر مملکت سے رحم کی اپیل کی مہلت تھی اس دوران عالمی طاقتوں کے سربراہوں مغربی ممالک اور تیسری دنیا کے ملکوں کے رہنماؤں نے حکومت پاکستان سے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی جان بخشی کی اپیلیں کیں ان کے علاوہ مسٹر بھٹو کی ایک بڑی بہن عبدالحفیظ پیرزادہ اور عزیز احمد نے بھی اس سلسلے میں درخواستیں اور عرض داشتیں بھی پیش کیں لیکن وہ خود اس اعلان پر قائم رہے کہ یہ گناہ انہوں نے نہیں کیا اور اس کی معافی وہ خدا سے بھی نہیں مانگیں گے بظاہر بھٹو درست کہہ رہے تھے کیونکہ مقدمے کے واقعات کے مطابق انہوں نے احمد رضا قصوری کے قتل کا حکم دیا تھا ان کے باپ کا نہیں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خیال کے مطابق ان کی بیگم نصرت بھٹو اور بیٹی بے نظیر بھٹو نے بھی رحم کی اپیل نہیں کی تھی لیکن آخری دنوں میں بیگم بھٹو کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کے شوہر کو تختہ دار پر چڑھا دیا جائے گا تو وہ بے حد پریشان ہوئیں اور انہوں نے اعلیٰ حکام سے کہا کہ صدر ضیاء الحق سے ان کی ملاقات یا ٹیلی فون پر بات کرا دی جائے لیکن حکام نے معذوری کا اظہار کیا
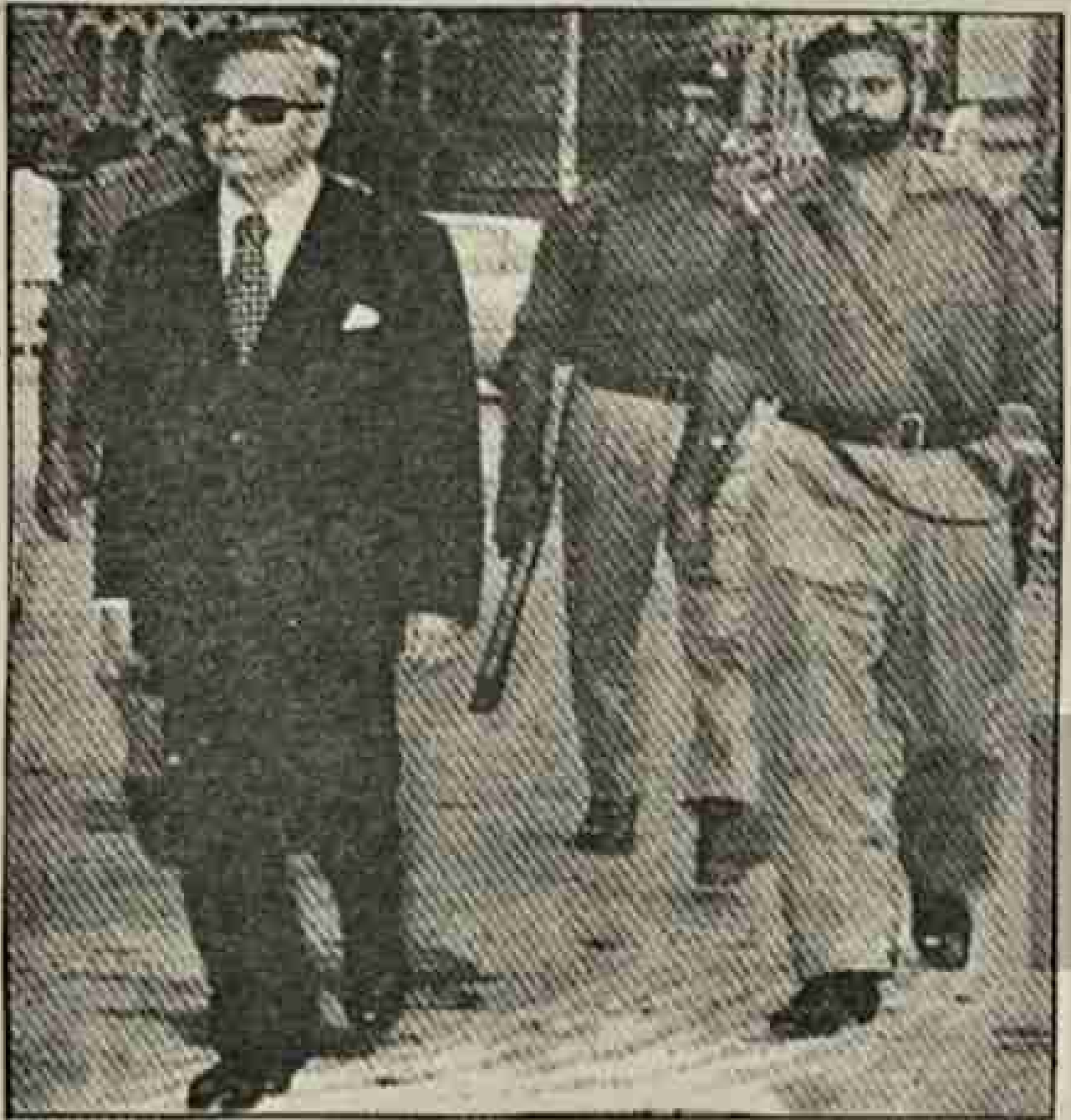
• وعدہ معاف گواہ مسعود محمود پولیس کی نگرانی میں لاہور ہائی کورٹ میں داخل ہو رہے ہیں

تو بیگم نصرت بھٹو نے جنرل ضیاء الحق کو ایک اہم خط ارسال کیا جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہم حکومت کی ہر بات ماننے کو تیار ہیں اور حکومت کی شرائط پر صلح کرنا چاہتے ہیں اگر حکومت چاہے تو ہم سیاست سے دستبردار ہونے کو بھی تیار ہیں لیکن سرکاری ذرائع نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر بھٹو رحم کی اپیل کیوں نہیں کرنا چاہتے تھے؟ حالات وواقعات کے مطابق یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلے میں ان کے قریبی ساتھیوں اور وکلاء

نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا وکلاء انہیں آخری وقت تک یہ یقین کراتے رہے کہ فیصلے میں اختلافی نوٹ تحریر کئے گئے ہیں اسی لئے کسی طرح بھی پھانسی کے فیصلے پر عمل در آمد نہیں ہو سکتا دوسرے پیپلز پارٹی کے اکثر حامی اخبارات اور جرائد نے یہ بات مسٹر بھٹو اور ان کے ساتھیوں کے ذہن میں بٹھادی تھی کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں انہیں پھانسی کی موت آ ہی نہیں سکتی دنیا کی کسی طاقت میں یہ جرات نہیں کہ وہ بھٹو کو پھانسی دے سکے جیل میں وکلاء یحیٰی بختیار ڈی ایم اعوان اور غلام علی میمن کے علاوہ جن لوگوں نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی ان میں بیگم نصرت بھٹو اور بے نظیر بھٹو بھی شامل تھیں ان سب نے ذوالفقار علی بھٹو کو ہر لمحے یہی نوید سنائی کہ پاکستان کے عوام آپ کے ساتھ ہیں وہ پھانسی نہیں ہونے دیں گے اگر جنرل ضیاء نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو دنیا میں ہل چل مچ جائے گی دنیا بھر سے جنرل ضیاء پر نہ صرف دباؤ ڈالا جارہا ہے بلکہ بے شمار ممالک نے پاکستان کی امداد بند کرنے اور سفارتی تعلقات توڑنے کی دھمکی دے دی ہے ان لوگوں نے مسٹر بھٹو کو بتایا کہ مختلف ممالک نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر انہیں رہا نہ کیا گیا تو پاکستان کو تباہ کر دیا جائے گا سعودی عرب کے شاہ خالد نے ٹیلی فون پر جنرل ضیاء کو حکم دیا ہے کہ وہ بھٹو کو فوراً رہا کر دیں اسی طرح کرنل قذافی نے حکومت پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اگر بھٹو کو نہ چھوڑا گیا تو پاکستان سے ہر قسم کا تعاون ختم کر دیا جائے گا ان کے علاوہ روس امریکہ برطانیہ چین اور ایران کے رہنما آیت اللہ خمینی نے بھی اس قسم کی دھمکیاں دی ہیں لہٰذا صدر ضیاء الحق چاروں طرف سے پھنس گیا ہے آپ کو کوئی نہیں مار سکتا آپ ڈٹ جائیں جنرل ضیاء کمزور آدمی ہے وہ اتنا زبردست دباؤ برداشت نہیں کر پائے گا اور آپ کو رہا کر دے گا جبکہ حالات یہ بتاتے ہیں کہ مسٹر بھٹو ایک بار پھر ان ہی نادان دوستوں کے جھانسے میں آگئے جن کی وجہ سے انہیں اقتدار چھوڑنا پڑا تھا لہٰذا انہوں نے رحم کی اپیل نہ کی اور نہ ہی اپنے اہل خانہ کے کسی فرد کو کرنے دی یوں پھانسی کا پھندہ ان کا مقدر بن گیا اگرچہ حالات و واقعات نے بعد ازاں یہ بات ثابت کر دی کہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی پہلی
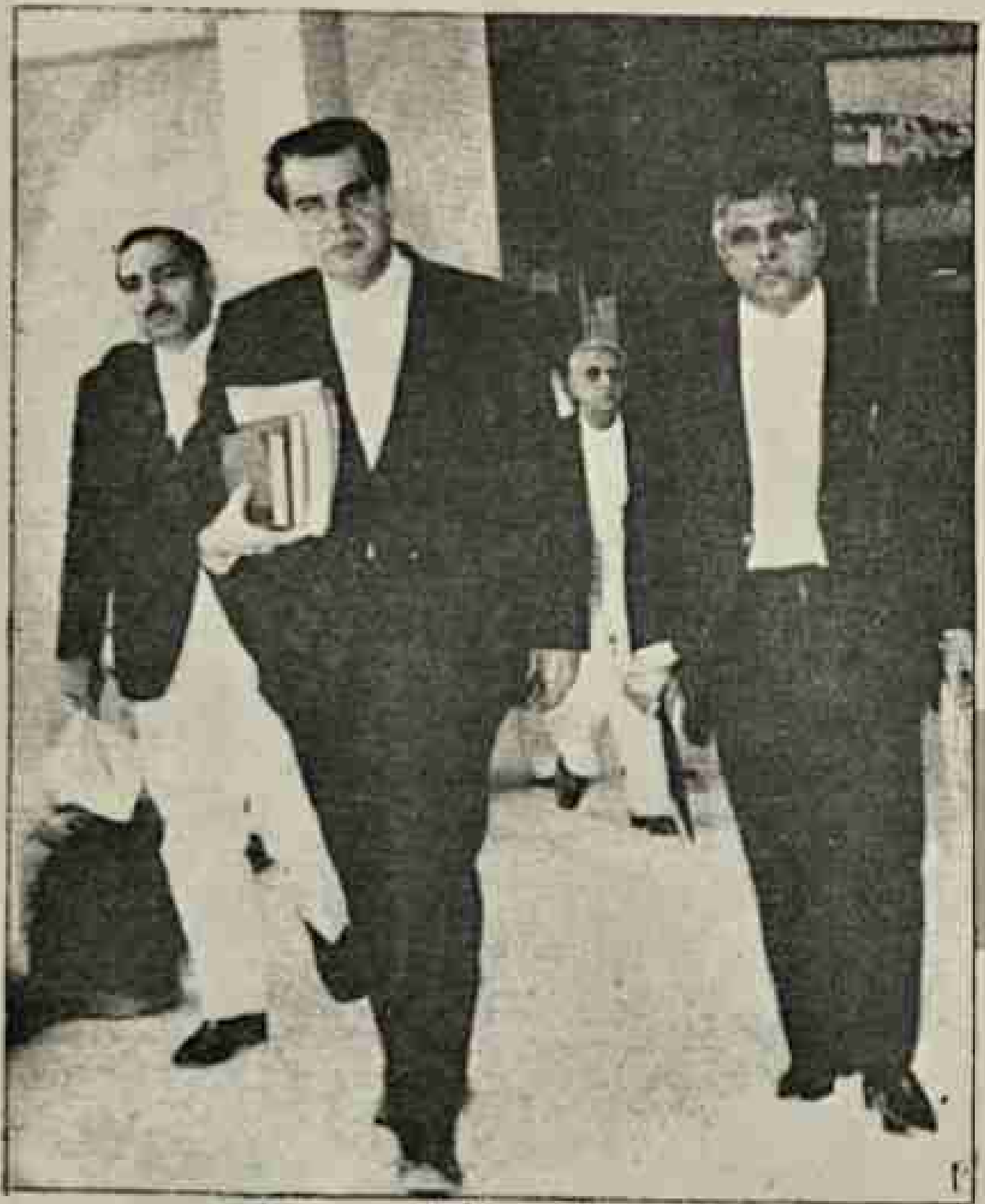
ذوالفقار علی بھٹو کے وکیل صفائی یحییٰ بختیار اور دوسرے وکلاء

بیوی شیریں امیر بیگم نے ذاتی طور پر صدر ضیاء الحق سے اپنے شوہر کی سزا کی معافی کیلئے
رحم کی اپیل کر دی تھی قانون کے مطابق مجرم کو بتایا جاتا ہے کہ صدر مملکت نے رحم کی
اپیل مسترد کر دی ہے اور اس کی سزا پر عمل در آمد کیا جا رہا ہے اس مقدمہ قتل میں
جہاں دیگر مجرموں نے اپیلیں دائر کر رکھی تھیں انہیں بتا دیا گیا تھا کہ ان کی رحم کی اپیل
مسترد ہو گئی تاہم ذوالفقار علی بھٹو کو تختہ دار پر چڑھانے کی خبر کے ساتھ یہ بات سنائی

گئی کہ صدر نے ان کی رحم کی اپیل بھی مسترد کر دی تھی اس کیس میں جہاں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو علم نہ تھا کہ ان کے چیئرمین کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا وہاں حکومت کی مشینری بھی بے یقینی کا شکار تھی یہی وجہ ہے کہ سابق وزیر اعظم کو پھانسی دینے کے بعد دیگر افراد کو تختہ دار پر لٹکایا گیا

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی جان بخشی کیلئے دنیا بھر سے صدر ضیاء کے نام اپیلیں آ رہی تھیں لیکن جنرل ضیاء نے یہاں ایک فوجی جرنیل کا صحیح روپ دکھایا اور اکابرین عالم کی اپیلوں اور دیگر بیانات پر ٹس سے مس نہیں ہوئے جب ان کی توجہ دنیا کے بیشتر ممالک کے سربراہان کی اپیلوں کی طرف مبذول کروائی گئی تو جنرل ضیاء نے کہا کہ یہ سیاستدان کی ٹریڈ یونین سرگرمی کا نتیجہ ہے اور اپیلیں کرنے والے سیاستدان اپنے ایک ساتھی سیاستدان کی جان بچانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان اپیلوں کے پس منظر میں پاکستان دوستی نہیں ہے بلکہ واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ سیاستدان اپنی برادری کو اس داغ سے بچا کر آنے والے وقتوں کیلئے کھلی چھوٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں جنرل ضیاء الحق نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ عدالتی فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے ان کی توثیق کریں گے یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن ممالک کے سربراہان نے بھٹو کی جان بخشی کیلئے اپیل کی تھی اگر ان میں تمام فوجی حکمران ہوتے تو وہ بھی بھٹو کی سیاسی بصیرت اور سحر انگیز شخصیت کی خاطر اپیل ضرور کرتے اس بات کا ثبوت ان فوجی سربراہان مملکت کی اپیلیں تھیں جنہوں نے بھٹو کو عالم اسلام کی سیاسی شخصیت قرار دیا تھا ان حکمرانوں میں عراق کے صدر حسن البکر لیبیا کے صدر کرنل قذافی اور یوگنڈا کے صدر عیدی امین شامل تھے عیدی امین نے تو مسٹر بھٹو کو یوگنڈا کی حکومت سونپنے کا اعلان بھی کیا تھا

سنگریزے

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ناگہانی موت پر پورے پاکستان میں دس روز کا قومی سوگ منایا گیا سرکاری و غیر سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے تین روز کیلئے بند رہے "تمام کاروباری مراکز میں کاروبار معطل رہا دوست ممالک نے تین روز کا سوگ مناتے ہوئے صدر ضیاء الحق کی بے وقت موت کو عالم اسلام کا نقصان قرار دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مختلف شہروں میں متعدد سیاسی گروپوں اور سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے کٹر حامیوں نے ۱۷ اگست کو یوم نجات منایا انہوں نے صدر ضیاء الحق کی موت پر خوشی مناتے ہوئے مٹھائی تقسیم کی جس کے باعث سب سے پہلے سندھ کے شہر حیدر آباد میں تصادم ہوا جس میں محمد اسلم نامی ایک شخص گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا اور جنوں لوگ گرفتار کر لئے گئے لاہور اور کراچی میں بھی ایسے چند واقعات پیش آئے لیکن کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا اسی طرح شمالی علاقہ کرم ایجنسی میں بھی لوگوں نے "یوم نجات" کے سلسلے میں جلوس نکالے لیکن انتظامیہ نے نیم کرفیو لاگو کر کے حالات پر قابو پالیا پیپلز پارٹی کے مختلف حلقوں اور کارکنوں نے صدر ضیاء الحق کی حادثاتی موت کو ایک خوش آئند واقعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ

خدا نے جنرل ضیاء سے چیئرمین بھٹو کی پھانسی کا بدلہ لے لیا ان لوگوں نے کہا جنرل ضیاء نے عوام کو ذوالفقار علی بھٹو کا چہرہ نہیں دیکھنے دیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صدر کا چہرہ کسی کو دیکھنے نہیں دیا

پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک چیئرمین بیگم بے نظیر بھٹو کی صدارت میں منظور کی جانے والی قرارداد میں کہا گیا کہ جنرل ضیاء الحق کا گیارہ سالہ دور تشدد سے شروع ہوا اور اسی طرح تشدد پر ختم ہو گیا لہذا قائم مقام صدر کو عوامی خواہشات کے احترام میں ۱۶ نومبر ۸۸ء کے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرا کے ایک دیرینہ مطالبہ پورا کر دینا چاہئے اس اجلاس میں شیخ رشید، ٹکا خاں، شیخ رفیق، قائم علی شاہ، پیار علی الانہ، مختار اعوان، جہانگیر بدر، عابدہ ملک، غیاث الدین جانباز، ظفر لغاری، علی نواز شاہ، بیگم اشرف عباسی، امیر حیدر کاظمی، افتخار گیلانی، فاروق لغاری، فیصل صالح نیازی، آفتاب میرانی، مخدوم شفیق الزماں، سلمان تاثیر، حامد نواز خاں، چاکر علی جو نیجو اور بیگم ریحانہ سرور شامل تھیں اجلاس کے بعد پارٹی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات شیخ رفیق احمد نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہم آئین کی بالادستی اور سیاسی و جمہوری عمل کو مستحکم کرنے کیلئے قائم مقام صدر سے مکمل تعاون کریں گے شیخ رفیق نے کہا کہ اس وقت کے موجودہ جرنیلوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو مرحوم جنرل ضیاء الحق کے ساتھ پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹنے میں شامل رہا ہو انہوں نے کہا کہ موجودہ جرنیلوں کی سوچ مختلف ہے انہوں نے کہا پارٹی کی یہ خواہش تھی کہ ہم اپنے ہاتھوں سے جنرل ضیاء کو شکست دیتے اور انہیں سیاسی طور پر ہار ماننے پر مجبور کرتے اگر ایسا ہوتا تو جمہوری قوتوں کی بڑی فتح ہوتی

ایک اخبار کے کالم نگار نے لکھا صدر ضیاء الحق کے فضائی حادثے میں جاں بحق ہونے سے پاکستان میں گیارہ سالہ طویل آمریت کا ایک اور باب ختم ہو گیا مرحوم صدر پاکستان بھی تھے اور چیف آف آرمی اسٹاف بھی تھے جب کہ عوام کے منتخب

نمائندوں نے اتفاق رائے سے ۷۳ء میں جو آئین بنایا تھا اس کے تحت یہ دونوں عہدے ایک ساتھ کسی کے پاس نہیں رہ سکتے تھے

جنرل ضیاء ۵ جولائی ۷۷ء کو ایک سیاسی حکومت کے خلاف بغاوت کے ذریعہ بر سر اقتدار آئے اور انہوں نے مارشل لاء لگا کر مسلح افواج کو حکمران بنایا تھا قوم سے انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ نوے روز میں عام انتخابات کرا دیں گے غیر جانبدار ریفری کا کردار ادا کریں گے اور ان کا دور آپریشن فیئر پلے ہو گا یہ وعدہ فوجی انقلاب لانے والے کا تھا اور مسلح افواج کے چیف آف اسٹاف کا تھا جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حاکم وقت بن گئے تھے قرآن کی آیت پڑھ کر جو مقدس وعدہ کیا گیا وہ بھلا دیا گیا اور نوے روز میں جس مارشل لاء کو ختم ہونا تھا وہ تقریباً ساڑھے آٹھ سال تک پوری قوم کی شدید مخالفت کے باوجود ملک و قوم پر مسلط رکھا گیا تاریخ کے اس طویل ترین دور مارشل لاء میں جنرل ضیاء نے غیر جانبدار ریفری کا کردار بھی ادا نہیں کیا اور آپریشن فیئر پلے کی بجائے آپریشن فاؤل پلے کا بھی مظاہرہ کرتے رہے۔ جس کی گواہی پاکستان کا ہر شخص دے گا انہوں نے خاص طور سے پیپلز پارٹی کو ایسے ہولناک تشدد اور سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا کہ مہذب دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی وہ کسی نہ کسی بہانے انتخابات کو ملتوی کرتے رہے اور اپنے اقتدار کی عمر بڑھاتے رہے۔ ان کا ایک المیہ یہ بھی رہا کہ وہ کسی کے ساتھ بھی وفا نہ کر سکے جماعت اسلامی نے ان سے ان کے دور مارشل لاء میں بھرپور تعاون کیا تھا بعض دوسری سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی ان سے تعاون کیا لیکن زیادہ برسوں تک کسی کے ساتھ آشنائی نہیں نبھائی گئی اور چہرے تبدیل کئے جاتے رہے عوام نے ان کو مارشل لاء ہٹانے پر مجبور کرنے کیلئے جانی قربانیاں بھی دیں ہزاروں افراد نے کوڑے کھائے اور کال کوٹھڑیوں میں قید با مشقت بھی کاٹی لیکن ملک و قوم پر رحم نہیں کیا گیا اور مکمل جمہوریت کی بحالی سے انکار کیا جاتا رہا ایک تماشہ یہ بھی ہوا کہ اللہ رسول اور اسلام سے محبت کے نام پر مجلس شوریٰ نامزد کر دی گئی لیکن شریعت کے نفاذ سے گریز کیا جاتا رہا حالانکہ مجلس

شوریٰ کی تشکیل کے وقت شریعت کا نفاذ بہت آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا تھا اگر یہ پسند نہیں تھا کہ دور مارشل لاء میں مارشل لاء کے کسی حکم کے تحت شریعت نافذ کی جائے تو مارشل لاء ختم ہونے کے بعد وزیر اعظم جو نیجو کے دور اقتدار میں ایک آرڈی ننس کے تحت بھی شریعت کے نفاذ کا اعلان کیا جا سکتا تھا لیکن سوا تین سال اور گزر گئے پھر جب جو نیجو حکومت برطرف کر دی گئی تب شریعت آرڈی ننس نافذ کیا گیا اور وہ بھی اختلافی ثابت ہوا

دور مارشل لاء میں جنرل ضیاء نے کئی بار کہا تھا کہ وہ اقتدار کی ہوس نہیں رکھتے لیکن ان کے گیارہ سالہ دور اقتدار کا جائزہ لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی صورت بھی اقتدار چھوڑنے کو راضی نہ تھے انہوں نے اپنے دور مارشل لاء میں جب یہ فیصلہ کیا کہ عوام کے دباؤ کی وجہ سے مارشل لاء ختم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اور جمہوریت کسی نہ کسی صورت میں بحال کرنی پڑے گی تو وہ مارشل لاء کے بعد کے زمانے میں بھی حکمران رہنے کی تدبیریں کرنے لگے انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ مارشل لاء کے بعد کے زمانے میں اسی طرح حکمران رہ سکتے ہیں کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کریں اور وہ انتخابی شکست کا خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے چنانچہ انہوں نے ریفرنڈم کا سہارا لیا یہ ریفرنڈم اسلام کے نام پر کرایا گیا اور یہ کہا گیا کہ اگر لوگوں نے اسلام پسند کیا تو اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ انہوں نے مجھے پانچ سال کیلئے صدر منتخب کر لیا ایک مضحکہ خیز شرط یہ بھی تھی کہ ریفرنڈم میں کوئی دوسرا امیدوار نہیں بن سکتا اور ریفرنڈم کی مخالفت کو جرم قرار دے دیا گیا تھا اس ترکیب سے جنرل ضیاء مارشل لاء کے بعد کے زمانے میں ۹۰ء تک کیلئے صدر پاکستان قرار دے دیئے گئے پھر انہوں نے مارشل لاء کے بعد کے زمانے میں زیادہ سے زیادہ سیاسی اقتدار اپنے پاس رکھنے ریفرنڈم کی توثیق کرانے اور فوجی عہدہ بھی اپنے پاس رکھنے کیلئے غیر جماعتی انتخابات کرائے تاکہ کمزور سیاست دان یا نئے سیاست دان قومی اسمبلی میں پہنچیں اور ان کی خواہشات پوری ہو سکیں ان انتخابات کی وجہ سے اسی طرح کے عناصر قومی اسمبلی

میں پہنچے انہیں خرید اگیا اور ان سے آئین میں آٹھویں ترمیم بھی کرائی گئی اس کے بعد جب منتخب نمائندوں نے سیاسی طور پر اپنے پاؤں جما کر اپنے اختیارات استعمال کرنے کی کوششوں کا آغاز کیا تو جونیجو حکومت برطرف کر دی گئی اور قومی اسمبلی توڑ دی گئی اس وقت جنرل ضیاء نے نوے روز میں دوبارہ انتخابات کرانے اور جماعتی بنیاد پر یہ انتخابات کرانے کا وعدہ کیا تھا چند ہی ہفتوں میں وہ ان دونوں وعدوں سے منحرف ہو گئے انہوں نے تین ماہ کی بجائے ساڑھے پانچ ماہ میں انتخابات کرانے کا نیا وعدہ کیا اور یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ انتخابات غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے جب کہ سپریم کورٹ کا متفقہ فیصلہ آ چکا تھا کہ آئین غیر جماعتی انتخابات کی اجازت نہیں دیتا اور جماعتوں کے اس بنیادی حق کی ضمانت دیتا ہے کہ انہیں انتخابات میں حصہ لینے کا اختیار ہے

ابھی غیر جماعتی انتخابات کی تاریخ میں تین ماہ تھے کہ جنرل ضیاء نے مختلف اخباری گروپوں کو بڑے بڑے انٹرویو دیئے وہ یہ کہنے لگے کہ پاکستان اکثریت کی حکومت کیلئے جمہوریت کیلئے اور پارلیمانی جمہوریت کیلئے نہیں بنایا گیا تھا ایک انٹرویو میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے اس وقت تک برسر اقتدار رہنے کا عزم کر رکھا ہے جب تک ملک کے مسائل حل نہ ہو جائیں اور میں خراب حالات سے گھبرا کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں ان بیانات سے ثابت ہوا کہ جنرل ضیاء موجودہ آئین کے پابند رہنا نہیں چاہتے تھے اس آئین کو بدلنا چاہتے تھے یا کوئی نیا دستور چاہتے تھے جس کے تحت اکثریت کی حکومت ضروری نہ ہو جمہوریت نہ ہو پارلیمانی جمہوریت نہ ہو اور وہ ۹۰ء کے بعد بھی حکمران رہ سکیں یہ صورتحال تمام عوام خصوصاً جمہوریت پسند سیاسی جماعتوں کیلئے بڑی تشویشناک تھی اگر وہ عدلیہ سے رجوع کرتیں تو مقدمہ کا فیصلہ ہونے میں کافی مدت لگتی اور اگر عوام کو سڑکوں پر لاتیں تو بہت خون خرابہ ہوتا انہوں نے یہی طے کیا کہ وہ عوام سے رابطہ بڑھا کر جنرل ضیاء پر دباؤ ڈالیں اور عدالت عظمیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں

آنے والے دنوں میں کیا کچھ ہونا تھا اس بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکتا نہ ہی کوئی دوسرا یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ جنرل ضیاء کے کیا ارادے تھے ان کے دل میں کیا تھا یہ وہ خود ہی جانتے تھے یا اللہ کو معلوم تھا لیکن جس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا وہ یہ ہے کہ ہم زمین پر رہنے والے اپنی موت کو بھول کر سامان سو برس کا کرتے ہیں مگر ہمیں پل کی خبر نہیں ہوتی ہم مستقبل کیلئے بہت سے منصوبے بناتے ہیں اور اپنے اچھے یا برے مقاصد کی تکمیل کیلئے بڑی چالاکی سے ٹھیک ٹھیک تدبیریں بھی کرتے ہیں لیکن ہماری تمام آرزوئیں پوری نہیں ہو سکتیں ہم زمین پر بیٹھ کر جو چاہیں فیصلے کر سکتے ہیں لیکن اصل فیصلے آسمان پر ہوا کرتے ہیں اور ان ہی فیصلوں پر عمل ہوتا ہے جو آسمان پر کئے جائیں ہم زمین والے اللہ کی تدبیروں کے آگے اپنی تدبیروں میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ہم بے بس لاچار اور مجبور ہیں جس لمحہ ہم میں سے کسی نے یہ سمجھا کہ وہ اللہ کے آگے بے بس لاچار اور مجبور نہیں اسی لمحہ وہ زمین کا خدا بن بیٹھتا ہے اور اس کا انجام وہی ہوتا ہے جو فرعون اور یزید کا ہوتا ہے ہم میں کوئی طاقت ور با اختیار اور بڑا نہیں ہے ہم سب خطا کار ہیں اور گناہ گار بھی ہیں ہمیں تنگ و تاریک قبر میں جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مرنے کے بعد مجھے قبر بھی نصیب ہو گی یا نہیں؟

مرنے والے مر جاتے ہیں اور ان کو کسی طرح یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان کی موت پر لوگوں نے کتنے آنسو بہائے یا کس طرح جشن منایا اگر وہ یہ دیکھتے اور کسی طرح کوئی پیغام دنیا والوں کو دینے کے لائق ہوتے تو یہ پیغام ضرور بھیجتے کہ ان کے جانشین کون سا کام کریں اور کون سا ہر گز نہ کریں اب جناب غلام اسحاق چیئرمین سینٹ نے صدر پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا ہے انہوں نے آئین کی بالادستی رکھنے کا وعدہ کیا ہے اور وہ ۱۶ نومبر کو انتخابات کرانے کے فیصلے پر بھی قائم ہیں لیکن انہوں نے غیر ضروری طور پر ہنگامی حالت بھی نافذ کر دی اور ہنگامی کونسل بھی بنا ڈالی جس میں تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کو شامل کر لیا گیا ہے جو ایک انتہائی غیر معمولی اقدام

ہے جس سے نہ صرف سیاسی زندگی بلکہ اقتصادی زندگی پر بھی بہت اثر پڑے گا اور انتخابات کیلئے جس جمہوری فضا کی ضرورت ہوتی ہے اس سے ملک و قوم کو محروم رہنا پڑے گا چنانچہ ہنگامی حالت کو کم سے کم وقت میں ختم کرنا چاہئے اور ہنگامی کونسل کو کسی تاخیر کے بغیر توڑ دینا چاہئے اگر موجودہ نگراں حکومت نئے حالات میں ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے سپریم کورٹ کے متفقہ فیصلے کے مطابق جماعتی بنیاد پر عام انتخابات کرانے کا اعلان کر دے تو وہ بڑی نیک نامی حاصل کر سکتی ہے اور یہ حقیقی معنوں میں عوام کی سب سے بڑی خدمت ہوگی جو ہمارے وطن کو ایک مستقل سیاسی بحران سے بچا سکتی ہے۔

روزنامہ "امن" کراچی نے صدر ضیاء الحق کی حادثاتی موت کے موقع پر یہ قطعہ بھی شائع کیا

معلوم ہی نہیں کسی انساں کو اپنا حشر
دولت ہو پاس کتنی بھی علم الیقین کی
جنت آسماں بھی کرتے نہیں ہیں اسے قبول
مٹی نصیب بھی نہیں ہوتی زمین کی

عمران خان، کیپٹن نصیر، میاں داد اور مدثر نذر کی صدر ضیاء الحق سے بات چیت کا ایک منظر

جاوید میاں داد صدر پاکستان ضیاء الحق سے مصافحہ کر رہے ہیں

سپورٹس مین سپرٹ

ملک بھر میں مختلف کھیلوں میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کی دلچسپی کی نوعیت بھی خاص تھی اس سلسلے میں انہوں نے سابق پاکستانی حکمرانوں کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے پاکستان بھر میں کھیلے جانے والے تقریباً تمام کھیلوں کے انعقاد میں ان کا اشتیاق اور خلوص قابل دید ہوتا تھا انہوں نے کھیلوں کی ترویج و ترقی کے لئے جو اقدامات کئے ان کی نظیر نہیں ملتی اکثر اوقات کھیلوں کے مقابلوں کو دیکھنے وہ خود جاتے ان مواقع پر ان کا مقصد کھیلوں کے معیار اور کھلاڑیوں کیلئے ممکنہ سہولتوں کا جائزہ لینے کے علاوہ کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہوتا بچپن سے وہ خود بھی فٹ بال کے کھلاڑی تھے تاہم افواج پاکستان کے اعلیٰ عہدوں تک پہنچتے پہنچتے انہوں نے ٹینس اچھی خاصی کھیلنی شروع کر دی تھی لیکن وہ بند عمارتوں کی چھتوں تلے "ان ڈور" کھیلوں کی بجائے کھلی فضا اور سرسبز و شاداب گراؤنڈز پر کھیلنا پسند کرتے اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے بہت اچھی گالف کھیلنی شروع کر دی تھی الغرض کہ ان کی ذاتی دلچسپی سے پاکستان کے مختلف کھیلوں کا معیار بلند ہوا اور کھلاڑیوں کو احساس تحفظ میسر آیا انہوں نے کھیل اور کھلاڑی دونوں کی ترویج و ترقی کیلئے نہایت مثبت اور ٹھوس اقدامات کئے یہی وجہ تھی کہ ۱۷ اگست

۱۹۸۸ء کے المناک حادثہ میں ان کے انتقال کے بعد کھیلوں کی تنظیمیں اور کھلاڑی بہت مغموم نظر آرہے تھے اس کی بڑی وجہ احساس عدم سرپرستی بھی تھا

صدر ضیاء مرحوم واحد سربراہ مملکت تھے جن کی ہر کھلاڑی سے شناسائی تھی ان کے دور اقتدار میں ہر کھیل کو فروغ ہوا اور کھلاڑیوں کو ان کا جائز مقام ملا انہوں نے مختلف مواقع پر کھیلوں کے فروغ اور ترقی کیلئے بھاری رقوم کی گرانٹس دیں ان کے دور حکومت میں نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور جیسا عظیم الشان منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اس میں آسٹروٹرف بچھانے کے کام پر خطیر سرمایہ خرچ ہوا صدر ضیاء الحق بی سی پی کے سرپرست اعلیٰ بھی تھے اس تعلق سے انہوں نے کرکٹ کی خدمت کیلئے تاریخی اقدامات کئے وہ کرکٹ میں گہری دلچسپی لیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ پاکستان کو ورلڈ کپ کی مشترکہ میزبانی کا جو اعزاز حاصل ہوا تھا اس سے پاکستان بطریق احسن عہدہ برآ ہوا اکثروبیشتر اہم میچوں میں وہ خود تشریف لاتے اور عملہ میت تمام ٹکٹیں ذاتی جیب سے خریدتے غرض کہ انہوں نے اس کھیل کی انتہائی موثر منصوبہ بندی کی جب پاکستان کے شہرہ آفاق کھلاڑی عمران خان نے کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کیا تو صدر مرحوم کی ذاتی استدعا پر انہوں نے پھر کٹھن حالات میں قومی ٹیم کی طرف سے کھیلنے پر آمادگی ظاہر کر دی یہ صدر مملکت کی حوصلہ افزائی ہی کا نتیجہ تھا کہ قومی ٹیم ٹیسٹ میچوں میں بہت جان لڑا کر کھیلی صدر مرحوم نے کرکٹ ٹیم کے اراکین کی ہمت بڑھانے کیلئے انہیں کہا کہ اگر قومی ٹیم ویسٹ انڈیز سے سیریز جیت کر وطن آئی تو وہ خود ٹیم کا استقبال کرنے ائیرپورٹ جائیں گے مرحوم صدر مملکت نے کرکٹ کو سہارا بنا کر سرحدوں کی مشکل صورت حال میں انتہائی اہم کامیابیاں حاصل کیں وہ پاک بھارت میچ دیکھنے بھارت بھی گئے اور دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی دور کرنے کی کوشش کی صدر مملکت کے اس طریق عمل کو نہ صرف بین الاقوامی سطح پر سراہا گیا بلکہ اس پالیسی کو "کرکٹ ڈپلومیسی" کا نام بھی دیا گیا کھلاڑیوں سے ذاتی طور پر صدر مرحوم کا برتاؤ انتہائی مشفقانہ تھا آسٹریشیا کپ میں پاکستان کے جاوید میاں داد

سری لنکا کے کپتان دلیپ مینڈس صدر ضیاء سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ جینسنز ٹرافی ۱۹۸۸ء کے موقع پر صدر ضیاء پاکستان اور مغربی جرمنی کے کھلاڑیوں کے ہمراہ

کو جو کار ملی تھی اور خطیر کسٹم ڈیوٹی کی بنا پر جاوید میانداد کے حصول سے باہر تھی صدر مملکت کی ذاتی مداخلت پر جاوید میاں داد کی انعامی کار انہیں مل سکی گذشتہ دورہ بھارت میں سلیم ملک کی شاندار کارکردگی پر سلیم ملک کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے جنرل ضیاء الحق نے انہیں ایک لاکھ روپیہ انعام دیا اور بھارت میں فتح حاصل کرنے والی قومی ٹیم کے لئے خصوصی انعامات کا اعلان کیا

پاکستان کی ہاکی ٹیم نے جب ورلڈ کپ میں بھارت کی سرزمین پر کامیابی حاصل کی تو مرحوم صدر نے ہاکی ٹیم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور قومی ٹیم کے اراکین کیلئے انعامات اور پلاٹ دینے کا اعلان کیا لاس اینجلز کے اولمپکس میں جب قومی ٹیم نے منظور جونیئر کی قیادت میں اولمپکس کا اعزاز جیتا تو اس ٹیم کی کارکردگی پر بھی صدر نے نہایت خوشی کا اعلان کیا اگرچہ بروقت یہ وعدے پورے نہ ہو سکے تاہم بعد ازاں کچھ عرصہ قبل صدر مملکت نے یہ وعدے پورے کر دیئے ہاکی میں ان کی ذاتی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ گذشتہ ایشیئن گیمز اور ورلڈ کپ میں جب قومی ٹیم ناکام ہو گئی تو انہوں نے اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کر کے ناکامی کے اسباب کی تحقیقات کروائیں انہوں نے ہاکی کے معاملات کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے چند انتظامی تبدیلیوں اور کھلاڑیوں کیلئے بہتر سہولتوں کی بہم رسانی کے احکامات صادر کئے حیران کن بات یہ ہے کہ صدر مملکت نے کھیلوں کی دنیا میں اپنی دلچسپی کا کھلا اعلان لاہور میں چیمپنز ٹرافی کے ایک میچ سے کیا تھا اور لاہور کے نئے تعمیر شدہ نیشنل ہاکی سٹیڈیم میں چیمپنز ٹرافی ہی کے میچوں میں آخری بار تشریف لے گئے

صدر مرحوم ضیاء الحق کی ذاتی کوششوں ہی سے پنجاب کے روایتی کھیل کبڈی کو ترویج و ترقی نصیب ہوئی انہوں نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کبڈی کے مقابلوں کی خود سرپرستی کی اور کبڈی فیڈریشن کے لئے خطیر رقوم کی گرانٹس دیں سائیکلنگ سے ان کے شغف کا یہ عالم تھا کہ وہ ٹور ڈی پاکستان سائیکل ریس کی مکمل طور پر سرپرستی کرتے انہوں نے سکوائش کے عالمی شہرت یافتہ کھلاڑی جہانگیر خان کو بھی کئی بار شرف

ملاقات بخشا اور ان کے معاملات میں نہ صرف ان کی رہنمائی کی بلکہ ان کی مدد بھی کی
گالف کے کھیل سے ان کا لگاؤ والہانہ تھا وہ اسلام آباد کے علاوہ جب بھی لاہور آتے
یہاں گالف ضرور کھیلتے اور کیڈیز کو انعامات سے نوازتے صدر ضیاء الحق کے مطابق
لاہور جمخانہ کا گالف کورس پاکستان میں سب سے بہتر معیار کا ہے انہوں نے
حسب معمول لاہور جمخانہ کی بھی سرپرستی کی اور یہاں گالف کورس میں چھڑکاؤ
کیلئے جدید ترین فواروں کی تنصیب کے کام میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا صدر ضیاء الحق
ایک فٹ بالر بھی تھے لیکن شومئی قسمت کہ ان کی لاکھ کوشش کے باوجود فٹ بال کا
کھیل مختلف فیڈریشنوں کی رسہ گیریوں میں محض "فٹ بال" بن کر رہ گیا مرحوم
صدر کو اس بات کا بڑا قلق تھا کہ وہ پاکستانی فٹ بال کو بین الاقوامی معیار تک نہ لا سکے
مجھے یاد ہے کہ صدر مملکت جب ریلوے کی سالانہ کھیلوں میں شرکت کیلئے

ریلوے سٹیڈیم لاہور تشریف لائے تو ریلوے انتظامیہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ صدر پاکستان ان کھیلوں کے موقع پر آئے ہیں جو کہ ریلوے کیلئے ایک اعزاز ہے اس موقع پر صدر مملکت نے نہایت خوشگوار موڈ میں کہا کہ آپ نے بلایا ہی پہلی بار ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ آپ اسٹیڈیم میں یہ اعلان نہیں کر سکتے کہ آپ نے مجھے پہلے بھی کبھی بلوایا ہو صدر مرحوم نے اس موقع پر اپنے خطاب میں ریلوے کے بشیر پہلوان کا بار بار تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ یہاں آتے ہوئے میں نے بشیر پہلوان سے پوچھا "پہلوان جی کیہ حال اے" جس پر بشیر پہلوان نے جواب دیا برا حال اے انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ ریلوے کی طرح اس کے کھلاڑیوں کی حالت بھی انتہائی دگرگوں ہے صدر نے کہا کہ میرا خیال تھا کہ جس طرح ریلوے کے کھلاڑی مختلف کھیلوں میں ابھرتے نظر آتے ہیں اسی طرح ان کا خاص خیال بھی رکھا جاتا ہو گا لیکن صورت حال اس کے برعکس اور ازحد افسوسناک ہے اس موقع پر انہوں نے ایک خطیر رقم سے ریلوے کے سابق کھلاڑیوں کی فلاح و بہبود کیلئے ٹرسٹ قائم کرنے کا اعلان کیا انہوں نے کہا کہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کل کوئی کھلاڑی بشیر پہلوان کی طرح یہ نہ کہے کہ برا حال اے انہوں نے یہاں گولف کے نمائشی مقابلے میں بھی شرکت کی اور کہا کہ ریلوے کے کھلاڑی بھی اپنی ذمہ داری پوری کریں انہوں نے ریلوے انتظامیہ کے مطالبہ پر اسٹیڈیم میں آسٹروٹرف لگوانے کیلئے بھی گرانٹ کی منظوری دی صدر نے کہا کہ اس سلسلے میں مجھے گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی صاحب نے کہا کہ یہاں تو خوب ہری بھری گھاس ہے آسٹروٹرف تو یورپی ملکوں کیلئے ہے جہاں گھاس ناپید ہوتی ہے صدر ضیاء نے کہا کہ قریشی صاحب میرے بزرگ ہیں میں انکی دل سے عزت کرتا ہوں تاہم یہاں آسٹروٹرف ہونی چاہئے تاکہ ہمارے کھلاڑی یورپی ٹیموں سے کسی تیکنیکی اعتبار سے پیچھے نہ رہ جائیں

غرض کہ قومی کھیلوں اور کھلاڑیوں میں صدر ضیاء الحق کی دلچسپی بے مثل تھی وہ ہمیشہ اپنے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے جب قومی ٹیمیں بیرون ملک کھیل رہی

ہوتیں تو ان کی ہر کامیابی پر وہ اپنے نوجوانوں کو فوری طور پر بذریعہ ٹیلی فون مبارک باد دیتے اچھا نہ کھیلنے کی صورت میں بھی وہ کبھی نا امید اور برہم نہیں ہوئے انہوں نے ہمیشہ اپنے کھلاڑیوں کی ہمت بندھائی گذشتہ چیمپنز ٹرافی میں جب لاہور میں مغربی جرمنی کی ٹیم ہو اننس پر کامیاب ہو گئی تو صدر نے ذاتی طور پر قومی ٹیم کے تو آموز کھلاڑیوں کو ایوان صدر بلا کر طلائی تمغے دینے کا اعلان کیا انہوں نے کہا کہ اس ہار سے کچھ فرق نہیں پڑتا اس لئے ہماری ٹیم کو اپنے اگلے ٹارگٹ یعنی سیئول اولمپکس ۱۹۸۸ء کی تیاری کرنی چاہئے انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ اگر نئے کھلاڑی اولمپک جیت گئے تو انہیں بھی خصوصی انعامات دیئے جائیں گے کھیلوں میں صدر ضیاء مرحوم کی بدرجہ اتم دلچسپی نے انہیں کھیلوں کی دنیا کا ایک لازمی حصہ بنا دیا تھا اب جبکہ صدر مرحوم داعی اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں کھیلوں کی تنظیموں اور کھلاڑیوں کا مغموم اور ملول ہونا قدرتی امر ہے در حقیقت انہیں معلوم ہے کہ وہ ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئے ہیں جس کی موجودگی ان کیلئے ہمت و حوصلہ کا باعث تھی اگرچہ یہ بھی ابدی سچ ہے کہ ہر کس و ناکس کو ایک نہ ایک دن اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے معبود حقیقی کے دربار میں پیش ہونا ہے لیکن ۱۷ اگست کے فضائی حادثے نے کھلاڑیوں کے دلوں کو پاش پاش کر دیا ہے اور قوم کے ساتھ ساتھ انہیں بھی اس ناگہانی موت کی تلخ حقیقت کو تسلیم کرنا ہے اب یہ کھلاڑیوں اور کھیلوں کے منتظمین کا کام ہے کہ وہ صدر مرحوم کے جذبہ اور صدق دل سے کام لیں اور اپنی اپنی ذمہ داری پوری کریں تاکہ کھیلوں کی دنیا میں کامیابیوں سے صدر ضیاء الحق کی روح مسرور ہو اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم کھیلوں کے باعث بھی لہراتا جوش و جذبہ اور ہمت و لگن کی مسحور کن لہریں بکھیرتا رہے

پشاور میں صدر مملکت ضیاء الحق سابق وزیر محمد خاں جونیجو اور سابق گورنر سرحد فدا محمد خاں دھماکے کے ایک زخمی کی عیادت کر رہے ہیں
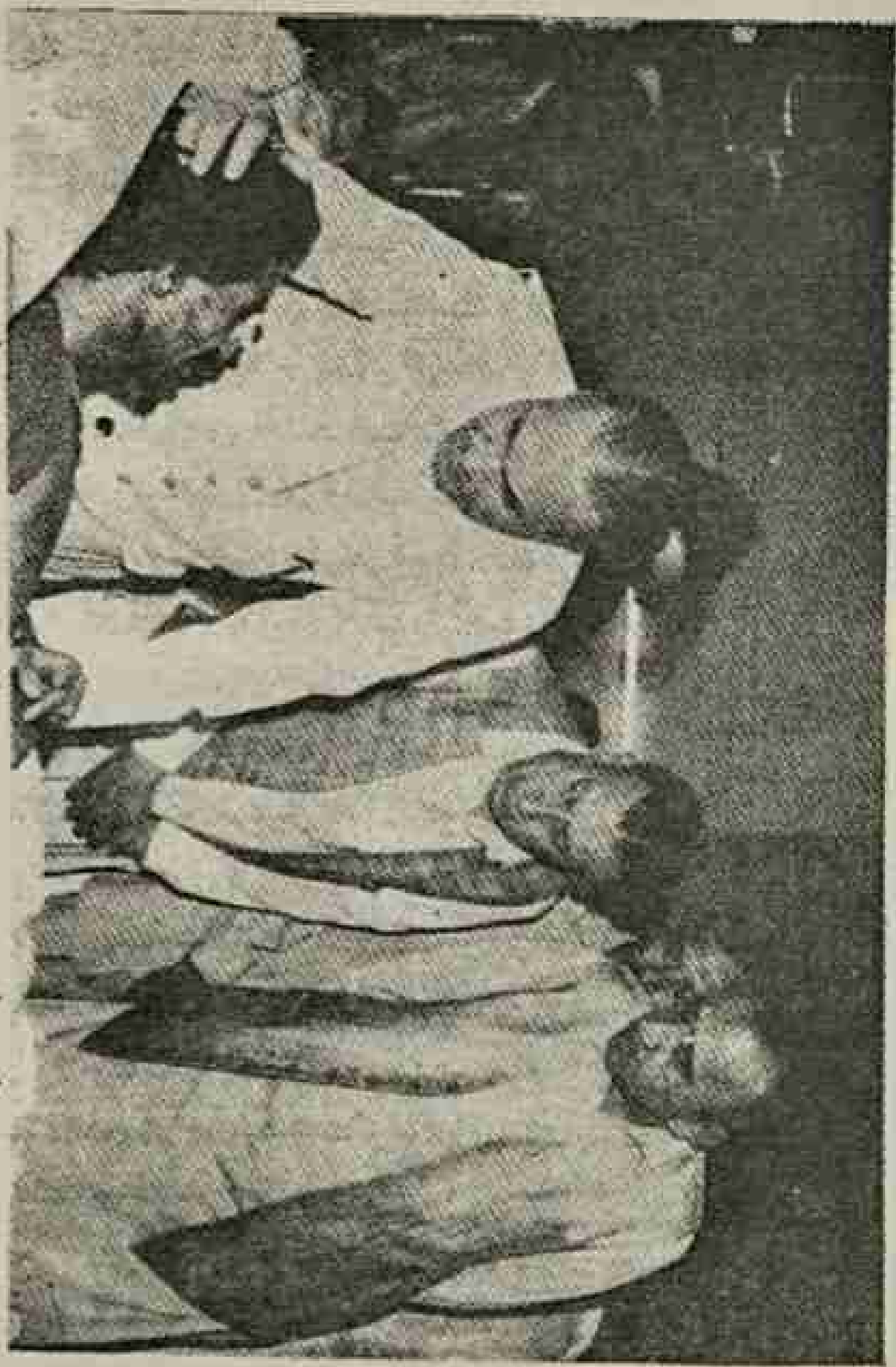
دھماکے

یوں تو صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اقتدار میں آمد کسی بھی بڑے سیاسی دھماکے سے کم نہیں تھی لیکن اپنی خود اعتمادی اور مضبوط حکمت عملی کے باعث وہ اکثر قوم کو چونکا دینے کے عادی تھے انہوں نے متعدد بار انتہائی اہم اقدامات کا اچانک اعلان کر کے ساری قوم اور بین الاقوامی مبصرین کو حیران و ششدر کر دیا ایک بار انہوں نے کہا کہ وہ لاہور میں قوم کو ایک نئی خوشخبری سنائیں گے اس موقع پر پہلی بار یہ محسوس کیا گیا کہ وہ اپنے کسی اقدام سے قبل قوم کو تیار کرنا چاہتے ہیں ذرائع ابلاغ بالخصوص اخبارات نے جنرل صاحب کے اس بیان کی روشنی میں بڑے زور و شور سے یہ خبریں چھاپ دیں کہ صدر ضیاء لاہور آ کر قوم کو خوشخبری کی نوید دیں گے اس خبر کے پس منظر میں قیاس آرائیوں کا سلسلہ چل نکلا اور ہر سیاست دان اور ہر مبصر مختلف پیش گوئیاں کرنے لگا جب جنرل ضیاء لاہور آئے تو ایک صحافی نے ان سے دریافت کیا کہ وہ خوشخبری کیا ہے؟ جس کے بارے میں آپ نے قوم سے وعدہ کر رکھا ہے اس موقع پر جنرل صاحب مسکرائے اور اپنے مخصوص انداز میں کہا "نو نیوز از اے گڈ نیوز" اس صورت حال کے پیش نظر ان کے بارے میں عام تاثر یہ ہو گیا تھا کہ ان کے پروگرام کا

سانحہ اوجڑی کیمپ کے باعث بہت سے گھر ویران ہو گئے

ان کی ذات کے سوا صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے

جنرل ضیاء الحق کی افغان پالیسی روسی مفادات سے اس قدر متصادم تھی کہ اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر روس کو امریکہ کا لحاظ نہ ہوتا تو شاید وہ کبھی کا پاکستان سے براہ راست مڈبھیڑ کر چکا ہوتا اس پالیسی کی اصل وجہ بھی امریکہ تھا جس کے اثر و رسوخ اور مفادات کی اس خطہ ارض میں نگہبانی کے فرائض جنرل ضیاء الحق سرانجام دے رہے تھے اگرچہ افغان مجاہدین کی امداد اور پشت پناہی کی ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ افغان عوام اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں لہٰذا انہیں مرتد روسیوں کے اثرات سے بچانے کی جنگ میں مدد دینا ہمارا اولین فریضہ ہے لیکن امریکہ کی ایماء پر روس جیسی ہمسایہ سپر طاقت کی دشمنی مول لینے پر امریکہ کی جانب سے پاکستان اور قوم کو کسی قسم کا تحفظ نہیں دیا گیا اور یہ امر یقین تھا کہ روس کی طرف سے کوئی نہ کوئی جوابی کاروائی ضرور ہوگی تاکہ صدر ضیاء الحق کے پائے اثبات کو لغزش دی جاسکے ساتھ ہی پاکستانی قوم کو مجبور کیا جائے کہ وہ صدر ضیاء کو افغان پالیسی تبدیل کرنے پر مائل کرنے کیلئے سڑکوں پر نکل آئیں اس سلسلہ میں پاکستان میں تخریب کاریوں اور دھماکوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا اگرچہ شروع میں طیاروں کے اغواء بھی ہوتے لیکن ان کا زیادہ زور سکھوں اور دہشت گرد تنظیم الذوالفقار کے حوالوں سے رہا بعد ازاں دھماکوں کی ایک شدید لہر آئی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہر طرف بے گناہ شہریوں کا خون ہونے لگا پشاور اور ان کے ملحقہ شہروں مردان وغیرہ میں اکثر و بیشتر دھماکوں کی خبریں آتی رہیں ابھی عوام قیمتی جانوں کے ضیاع کے اس تسلسل سے ہی پریشان تھے کہ اس لہر نے صوبہ سرحد سے باہر نکل کر دوسرے صوبوں کے عوام کو بھی ہراساں کر دیا صدر بازار کراچی کی ایک انتہائی بارونق مارکیٹ میں اس سلسلہ کا شدید ترین دھماکہ ہوا جس نے کراچی میں قیامت صغریٰ کا منظر پیش کیا اس ہلاکت خیز دھماکہ میں متعدد بے قصور شہری لقمہ اجل بن گئے جب کہ لاکھوں کی املاک کا نقصان ہوا اس موقع پر صدر ضیاء نے برملا کہا کہ یہ روسیوں کا کارنامہ ہے اور پاکستان اس

سے پریشان ہو کر کسی صورت بھی افغان مجاہدین کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو گا
ریلوے سٹیشن لاہور کی حدود میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے ایک پلیٹ
فارم نمبر ۲ پر اور دوسرا اسٹیشن کی ڈیوڑھی کے باہر ویگن سٹینڈ کے قریب اس دھماکہ میں
بھی کئی افراد ہلاک ہو گئے اسی روز لاہور کے لاری اڈہ پر بھی دھماکہ ہوا جس سے خاصا
نقصان ہوا دھماکوں کا سلسلہ اب وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور راولپنڈی کی جانب

ریلوے سٹیشن پر دھماکے میں انسانی جسم کے ٹکڑے

بڑھ رہا تھا اسلام آباد میں آبپارہ مارکیٹ میں دھماکہ ہوا جب کہ راولپنڈی میں پیر ودھائی کے معروف ترین بس سٹینڈ پر دھماکے نے تباہی مچائی راولپنڈی ہی میں سبزی منڈی میں بھی ایک زبردست دھماکہ ہوا جس نے کئی شہریوں کی جان لے لی تینوں صوبائی دارالحکومتوں پشاور کراچی لاہور اور وفاقی دارالحکومت راولپنڈی اسلام آباد میں کامیابی سے دھماکے کرانے کے بعد تخریب کاروں نے کوئیہ شہر کا رخ بھی کیا اور یہاں بھی دھماکہ کر کے اپنی طبع آزمائی کی علاوہ ازیں ملک کے طول و عرض میں متعدد دیگر بڑے بڑے شہروں میں دھماکے ہوئے تاہم یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ یہ سب کاروائی روس کے ایجنٹ افغان تخریب کار کر رہے ہیں جنہیں مہاجرین کی پاکستان میں موجودگی کی صورت میں عملاً روکنا ناممکن ہے دھماکوں کے علاوہ ملک بھر میں اور بھی مختلف انواع و اقسام کی تخریب کاریاں ہوئیں بالخصوص کراچی میں رات گئے مختلف علاقوں میں بلاوجہ لوگوں کے گھروں پر فائرنگ کر کے انہیں مشتعل کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف گروہ آپس میں دست و گریبان ہو گئے بالخصوص لسانی جھگڑوں کو ان فائرنگ کیسوں سے مزید بھڑکایا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کراچی شہر کے باسی ایک دوسرے سے آگ و خون کی ہولی کھیلنے لگے باوجود اس کے کہ حکومت کی کوششوں سے مختلف طبقات کے زعماء بیٹھ کر میل جول اور صلح صفائی کے فیصلے کر لیتے لیکن پھر کسی غیر معمولی واقعہ سے فسادات کی آگ بھڑک اٹھتی اور کشت و خون شروع ہو جاتا ان واقعات سے ایک دوسرے کے خلاف ایسی نفرت نے جنم لیا جو آج تک ختم ہونے کا نام نہیں لیتی

لاہور شہر میں ممتاز شیعہ عالم دین مولانا سید محمد جعفر زیدی کو گھر کے دروازے پر قتل کر دیا گیا اس سے شہر کی فضا میں زبردست فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلی لیکن باہمی افہام و تفہیم سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ایک تخریبی کاروائی ہے جس کا مقصد ملک و قوم میں بے چینی پھیلانا اور اس سے مذموم مقاصد حاصل کرنا ہے ابھی اس واقعہ کو چند سال ہی گزرے تھے کہ محرم الحرام کے مقدس مہینے میں ۱۹۸۶ء میں لاہور ڈیرہ اسماعیل

علامہ احسان الٰہی ظہیر اور غیر ملکی عالم دین کے ساتھ

سرگودھا لیہ میانوالی اور دیگر متعدد شہروں میں شیعہ سنی فساد کی لہر دوڑ گئی اس دوران حکومت کی جانب سے بار بار یہی کہا گیا کہ یہ فسادات غیر ملکی تخریب کاروں نے کروائے ہیں جبکہ پاکستانی قوم کے تمام فرقے ایک دوسرے کی بڑی عزت و تکریم کرتے ہیں بہرکیف یہ ہماری تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے اس کے علاوہ ملک بھر میں ہتھوڑا گروپ کی وارداتوں نے جو دہشت پھیلائی وہ شاید دھماکوں سے بھی نہیں پھیل سکی تھی مختلف شہروں میں رات کو گھروں میں سوئے ہوئے شہریوں کو ہتھوڑوں کی ضربات سے قتل کر دیا جاتا اس سلسلہ کی سب سے بڑی واردات راولپنڈی کے علاقہ ڈھوک کھبہ میں ہوئی جہاں ایک ہی خاندان کے گیارہ افراد کو

موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یوں لوگ اپنے ہی گھروں میں رہتے ہوئے احساس عدم تحفظ کا شکار ہو گئے تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ چند مقامی لوگوں کی گرفتاریوں کے علاوہ اس قسم کی تشدد کی وارداتیں بھی باقاعدہ تخریبی پروگرام کا حصہ تھیں جن کا مقصد عوام میں بے چینی اور خوف وہراس پھیلانا تھا

قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں جمیعت اہل حدیث کے جلسہ میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا جس سے کئی افراد موقع پر جاں بحق ہو گئے جبکہ جمیعت کے امیر علامہ احسان الٰہی ظہیر کئی دن زیر علاج رہ کر سعودی عرب میں انتقال کر گئے اس روح فرسا حادثہ نے بھی قومی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کئے جہاں لوگوں میں دہشت پھیل گئی تھی وہاں عوام کی ایک بڑی تعداد سراپا احتجاج بن گئی تھی اور روز ملک بھر میں جلسوں اور جلوسوں میں علامہ مرحوم کے قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبات کئے جاتے لیکن حکومت اسے بھی تخریبی کاروائی سمجھتی رہی شاید یہی وجہ تھی کہ اس قتل کی تحقیقات کے نتیجہ میں کوئی قابل ذکر گرفتاری عمل میں نہ آسکی صورت حال واضح طور پر بتا رہی تھی کہ دشمن نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ پاکستان کو نت نئی آزمائش میں ڈالتا رہے گا

مولانا اجمل خان زیر علاج زخمی علامہ احسان الٰہی ظہیر کی عیادت کر رہے ہیں

علامہ عارف حسین الحسینی مرحوم

لیکن اپنے حریف کی طاقت اور ذرائع کے پیش نظر قوم صرف جبر کر سکتی تھی کرم ایجنسی گلگت اور پارہ چنار روز مرہ کے فسادات کی لپیٹ میں آ گیا اور پاکستان کی ان حسین ترین وادیوں میں بھی شہریوں کے خون کی سرخی سڑکوں اور گلیوں میں نظر آنے لگی اس ضمن میں بھی یہی قیاس آرائی کی گئی کہ تخریب کاروں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے یہاں کی پابند صوم صلوٰۃ مسلمان قوم کو آپس میں لڑوا دیا ہے یہ سلسلہ وقفہ وقفہ سے جاری و ساری رہا اور شاید اب بھی اس کے اثرات ختم نہیں ہوئے

راولپنڈی میں اوجڑی کیمپ کے اسلحہ ڈپو میں خوفناک دھماکہ تاریخ پاکستان کا سب سے بڑا المیہ ہے اس دھماکہ میں نہ صرف سینکڑوں بے گناہ معصوم شہری جاں بحق ہو

صدر ضیاء الحق قائد فقہ جعفریہ عارف الحسینی کے نماز جنازہ میں شریک ہیں

گئے بلکہ کروڑوں اور اربوں ڈالر کا اسلحہ بھی تباہ ہو گیا چشم زدن میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے جڑواں شہروں پر میزائل برسنے لگے اس قیامت خیز بارش و بمباری سے سینکڑوں مکانات تباہ و برباد ہو گئے دونوں شہروں کے متاثرہ علاقے کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے کروڑوں روپوں کی املاک مسمار ہو گئیں اوجڑی کیمپ کے اس دھماکہ کی روایتی تحقیقات تو ہوئیں لیکن بالآخر اسے بھی تخریبی کارروائیوں کی ایک لڑی قرار دے دیا گیا بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا اور اس نے قوم کو ایک بہت بڑے امتحان میں مبتلا کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود صدر ضیاء الحق نے اپنی افغان پالیسی کو تبدیلی کرنے کا خیال بھی نہ کیا بلکہ پہلے سے زیادہ سختی سے وہ اپنی پالیسی کے پابند ہو گئے سرحدوں کے قریبی علاقوں میں افغان طیاروں کی بمباری ایک معمول بن چکا تھا لیکن پاکستانی حکومت ہمیشہ صرف احتجاجی مراسلے بھیجنے پر اکتفا کرتی رہی صدر ضیاء الحق کے دور اقتدار میں پشاور میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر علامہ عارف حسین الحسینی کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا اس قتل نے بھی ملک کے حالات پر گہرے اثرات مرتب کئے بالخصوص ایسی
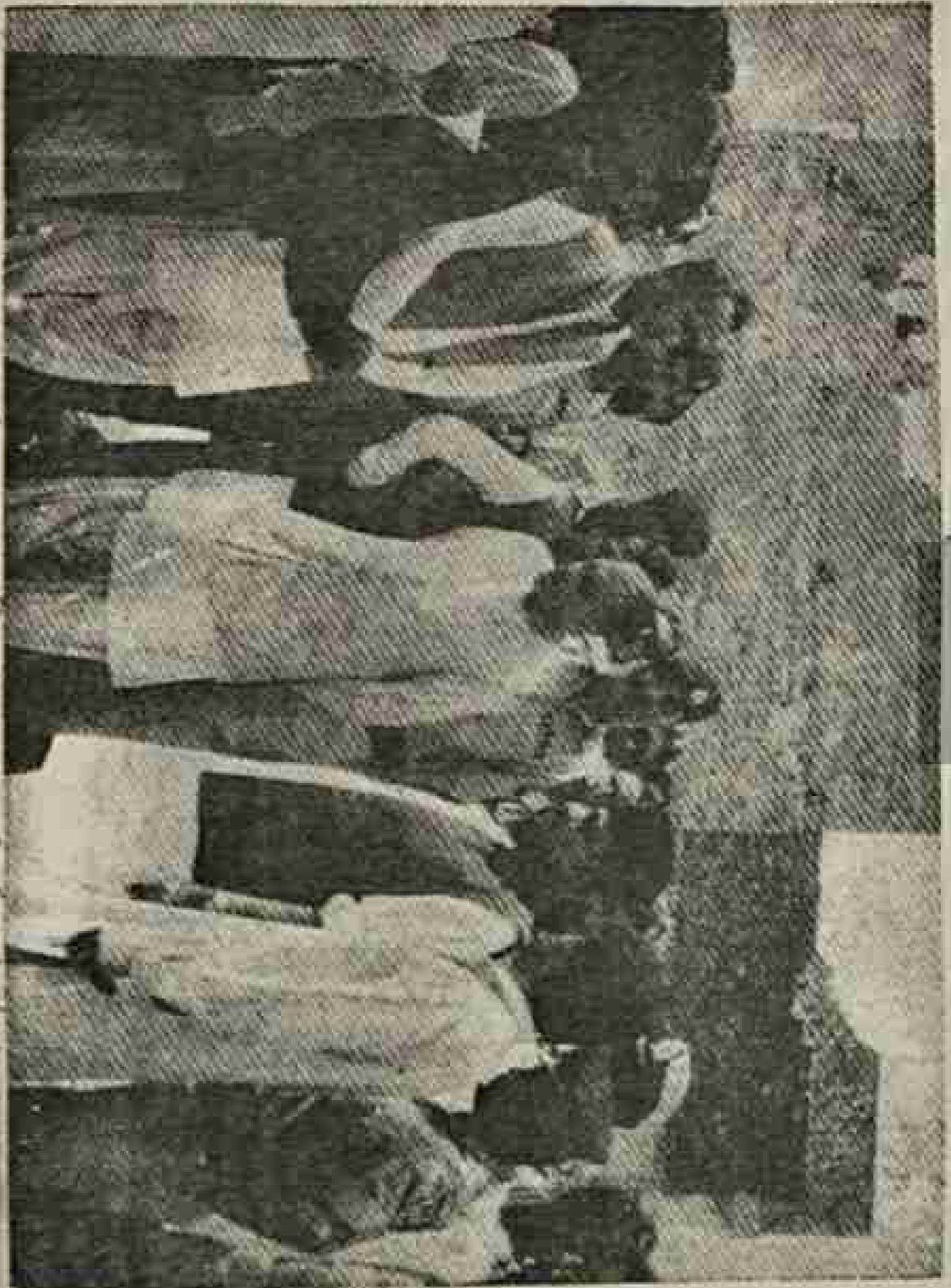
صدر ضیاء الحق سانحہ اوجڑی کیمپ کے بعد جائے حادثہ پر سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور گورنر پنجاب مخدوم سجاد قریشی کے ساتھ

صورت میں جبکہ محرم الحرام کی آمد آمد تھی صدر ضیاء الحق نے بار بار مختلف مواقع پر علامہ حسینی مرحوم کی دعائے مغفرت کرتے ہوئے اپنا یہی خیال دہرایا کہ وہ ملک دشمن عناصر کی تخریبی کاروائیوں کا شکار ہوئے ہیں علامہ عارف حسینی مرحوم کے قاتلوں کی گرفتاری کا بھی ملک گیر مطالبہ کیا گیا اور اس سلسلہ میں بھی جلسوں جلوسوں کے ذریعہ زبردست احتجاج کیا گیا جس سے یقیناً امن وامان کو نقصان پہنچا

تخریب کاروں کی دلیرانہ کاروائیوں کا بڑھتا ہوا دائرہ پوری قوم کیلئے لمحہ فکریہ بن گیا تھا لیکن صدر ضیاء الحق باوجود مضبوط شخصیت ہونے کے ان کا مناسب سدباب نہیں کر سکے تھے بعض ایجنسیوں کے مطابق انہیں مطلع کر دیا گیا تھا کہ دشمن سپر پاور کا اگلا نشانہ خود صدر ضیاء ہیں شاید یہی وجہ تھی کہ انہوں نے وفاقی دارالحکومت سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا اگرچہ چار بار ان پر براہ راست قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا تاہم سرکاری ذرائع نے اس انتہائی اہم خبر کو صرف اس لئے مخفی رکھا کہ اس کی تشہیر سے عوام کی پریشانی اور بڑھ جاتی بالآخر جب ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو صدر ضیاء الحق ہر کولیس سی ۱۳۰ کے فضائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تو ان کی اس حادثاتی موت کو بھی تخریب کاری کا باعث قرار دیا گیا صدر مملکت غلام اسحاق خان نے کہا کہ صدر کی موت کے پس منظر میں نوے فیصد تخریب کاری کا عمل دخل معلوم ہوتا ہے سینئر وفاقی وزیر اسلم خٹک نے کہا کہ اس حادثہ کی اصل وجہ افغان پالیسی اور روسی تخریب کاری ہے وفاقی وزیر داخلہ ملک نسیم احمد آہیر نے کہا کہ صدر ضیاء الحق مرحوم اور ان کے رفقاء تخریب کاری کا شکار ہو گئے ہیں وفاقی وزیر قانون وسیم سجاد نے کہا کہ صدر ضیاء الحق مرحوم تخریبی عناصر کی مذموم کاروائی کا شکار ہوئے ہیں اسی لئے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کی گئی ہے مرحوم صدر کے بڑے صاحب زادے اعجاز الحق نے واضح طور پر صاف الفاظ میں اسے روس کی جانب سے حتمی اقدام قرار دیا الغرض کہ صدر ضیاء الحق کا دور حکومت پاکستان کی تاریخ میں تخریب کاریوں اور تشدد کے واقعات سے لبریز نظر آتا ہے جس کا اختتام ایک تخریبی کاروائی کے نتیجہ میں خود ان کی اپنی موت پر ہوا

مشرق کے زیر اہتمام پھولوں کے میلے میں مصنف، عامر نقوی، بیگم شفیقہ ضیاء الحق اور سابق [illegible] بیگم [illegible] حمیدہ مرزا
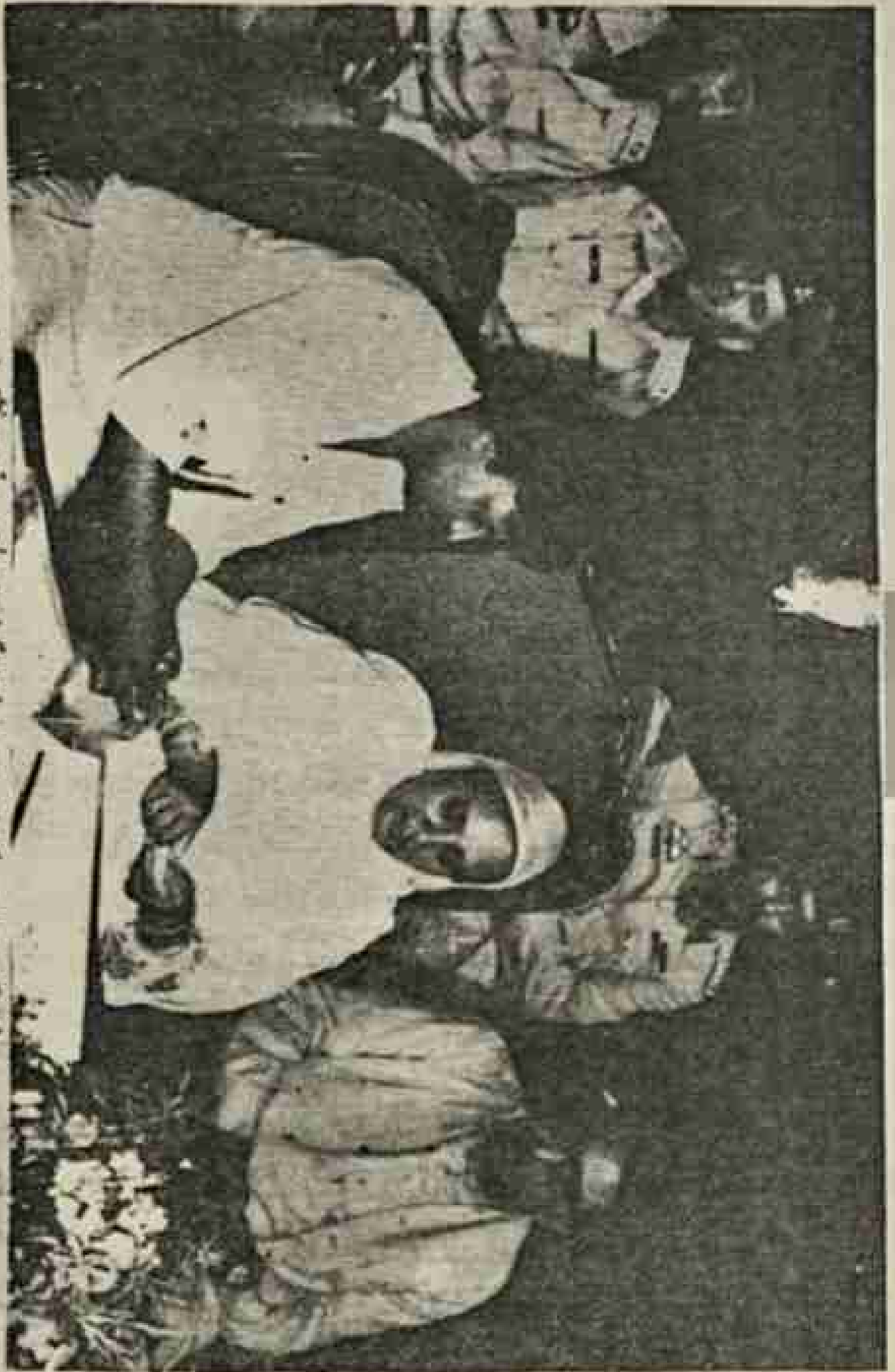
جو میں نے محسوس کیا

جب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک میں مارشل لاء نافذ کر کے پاکستان کے سربراہ بنے تو میں اور میرے ہم عمر ساتھی اس لئے خوش تھے کہ قوم کو خون خرابے سے نجات مل گئی میری یہ سوچ صرف اس لئے تھی کہ میں نے پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف چلائی جانے والی قومی اتحاد کی تحریک روز اول سے دیکھی تھی مجھے یہ معلوم تھا کہ تشدد اب اس تحریک کو روک نہیں سکے گا اور اس بات کا ثبوت ویلی بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور اور رتن سینما کے جلائے جانے کے واقعات تھے میں نے اس تحریک کے آغاز پر یہ بھی دیکھا تھا کہ نفاذ اسلام کے نام پر چند گنتی کے لوگ مختلف مساجد سے ہار پھول پہنے نکلتے اور پولیس انہیں اپنی وین میں بٹھا کر لے جاتی لیکن آہستہ آہستہ تحریک زور پکڑتی گئی اور حالات قابو سے اس قدر باہر ہو گئے کہ پولیس نے مسلم مسجد لوہاری گیٹ میں نمازیوں کی وہ پٹائی کی کہ الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں اس واقعے کی تصاویر اتارنے کی پاداش میں روزنامہ وفاق لاہور کے اس وقت کے فوٹو گرافر خرعلی کو شدید زدو کوب کیا گیا مسجد شہداء لاہور میں پولیس جوتوں سمیت داخل ہو گئی انہوں نے نہ صرف نمازیوں پر لاٹھی چارج کیا بلکہ مسجد کی کھڑکیاں اور شیشے توڑ دیئے

مشرق میں صدر ضیاء الحق کی آمد پر ناصر نقوی استقبال کر رہے ہیں

مسجد کی صفوں اور دریوں پر ہر طرف خون ہی خون نظر آتا تھا پھر پولیس کے خلاف شہر میں اس قدر نفرت ابھری کہ شہر بھر میں پولیس صرف اس لئے نظر نہیں آتی تھی کہ مظاہرین بدلہ لینے پر اتر آئے تھے حالات کو کنٹرول کرنے کیلئے فوج طلب کر لی گئی ملک کے مختلف شہروں میں کرفیو لگا دیا گیا لیکن میں نے دیکھا کہ لوہاری گیٹ شاہ عالمی اور انار کلی میں کرفیو کے مختصر وقفے کے دوران لوگ یوں جمع ہو جاتے جیسے یہ سب وہیں چھپے بیٹھے ہوں میں نے نوجوانوں کو قانون نافذ کرنے والوں کی بے عزتی کرتے اور سینوں پر گولیاں کھاتے دیکھا حالات روز بروز بگڑتے گئے اور ایک اندازے کے مطابق اس تحریک میں ۲۹۳ افراد قربان ہو چکے تھے جبکہ جیلوں میں قید لوگوں کی تعداد ۳۹۸۲۵ تھی اس کے علاوہ تقریباً ۴۴۰۰۰ افراد مختلف تھانوں اور حوالاتوں میں بند کر دیئے گئے تھے لیکن تحریک ہر گز نرم نہیں پڑی ان حالات کے پیش نظر ہمیں خدشہ تھا

کہ کہیں پاکستان خانہ جنگی کا شکار نہ ہو جائے لہٰذا جوں ہی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر کے نوے روز میں انتخابات کرانے کا اعلان کیا تو ہم نے سکھ کا سانس لیا لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے اور جنرل صاحب ۹۰ روز کے وعدے پر قائم نہ رہ سکے تو ہمیں جنرل ضیاء بھی ایوب خاں جیسے ڈکٹیٹر اور سخت مزاج دکھائی دینے لگے اس لئے ہم نے انتخابات کا خیال ذہن سے نکال کر پاکستان میں جمہوریت کا خواب دیکھنا چھوڑ دیا۔

دن گزرتے گئے جنرل ضیاء مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کے ساتھ ساتھ صدر پاکستان بھی بن گئے انہوں نے باقاعدہ کابینہ بنائی اور امور مملکت کی انجام دہی میں مصروف عمل ہو گئے اگرچہ پہلی بار صدر مرحوم نے انتخابات ملتوی کرنے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ یہ مملکت کے استحکام اور اکثر سیاستدانوں کے اصرار کے پیش نظر کیا گیا ہے لیکن بعد ازاں ایک بار پھر انہوں نے انتخابات کا اعلان کر کے انہیں غیر معینہ مدت کیلئے نہ صرف ملتوی کر دیا بلکہ سیاسی سرگرمیوں پر بھی سخت پابندی عائد کر دی جنرل صاحب کے ان اقدامات کو اگرچہ جمہوری اقدار کی پامالی سے تعبیر کیا گیا لیکن انہوں نے اپنا طرز عمل اور انداز فکر یکسر تبدیل کر لیا تھا وہ اکثر و بیشتر ملک میں نفاذ اسلام کی جدوجہد اور ممکنہ اقدامات کا تذکرہ کرتے اور عوام کو بار بار اس بات کی یقین دہانی کرانے کی کوشش کرتے کہ وہ اس ملک میں مکمل اسلامی نظام رائج کر کے دم لیں گے جو کہ فی الحقیقت پاکستانی قوم کا مطلوب و مقصود ہے جنرل ضیاء الحق نے قوم کو عام انتخابات کی طرف سے ہٹا کر اسلامی نظام کی ڈگر پر ڈالنے کی جوان تھک کوشش کی اس میں انہیں اس قدر کامیابی حاصل ہو گئی کہ اکثر لوگ جنرل صاحب کے اقدامات کو سراہنے لگے اور ان کی ذاتی حیثیت بھی کسی قدر شکوک و شبہات سے بالا ہو گئی جنرل ضیاء الحق بہت باریک بین اور معاملہ فہم تھے انہوں نے قوم کے اطمینان کو بھانپ لیا اور پھر یکے بعد دیگرے ریفرینڈم اور ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات کروا ڈالے اپنی اس کامیابی کے بعد انہوں نے مارشل لاء بھی اٹھا لیا جس کا سہرا سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو بار بار

ڈرامہ "دروازہ" میں خالد عثمان، ممتاز علی اور ناصر نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PAKISTAN TELEVISION CORPORATION LIMITED

TELEVISION CENTRE LAHORE

P.O. Box [illegible]
21-Abbot Road —LAHORE
Grams : TELECAST
PABX Nos. [illegible]

No.HSP/[illegible] November 27, 1981.

My dear Nasir Naqvi,

I have received a communication from the Chairman, Pakistan Television Corporation Limited, conveying the President of Pakistan's pleasure and appreciations to all the characters of TV Play "SAHELIA" for their excellent performance which kept the viewers fully absorbed and delighted throughout the Play. The President has expressed his wish that the artists would continue to make good use of their talents for the purposeful entertainment to the nation.

I hope you will keep it up.

Yours sincerely,

(Muhammad Nisar Hussain)
Head of Special Productions.

Mr. Nasir Naqvi,
TV Drama Artist,
Lahore.

اپنے سربلند ہوتے رہے مارشل لاء کے اختتام کے بعد جنرل ضیاء الحق جس صورت میں قوم کے سامنے آئے وہ ان کی تصویر کا دوسرا رخ تھا

اس دوران صدر ضیاء الحق نے مختلف قومی امور اور مختلف طبقات کی نجی سرگرمیوں میں بھی خاص دلچسپی لی جس سے عام لوگوں نے صدر ضیاء کے بارے میں خیالات بدلنے شروع کر دیئے اس بات کی ایک مثال یہ ہے کہ جب نومبر ۱۹۸۱ء میں محمد نثار حسین نے لاہور ٹی وی سنٹر سے منو بھائی کا تحریر کردہ طویل ڈرامہ "دروازہ" پیش کیا تو اچانک چیئرمین ٹی وی کارپوریشن کی جانب لاہور سنٹر کے جنرل منیجر کو یہ خط موصول ہوا کہ صدر مملکت نے ڈرامہ ۸۱ء کو کھیل "دروازہ" کو بے حد پسند کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کی طرف سے فرداً فرداً تمام فنکاروں کو حوصلہ افزائی کے خطوط لکھے جائیں حقیقتاً یہ ڈرامہ پروڈکشن اور اداکاری کے لحاظ سے بہت خوبصورت تھا اور ناظرین کے ہر طبقہ فکر نے اسے پسند کیا تھا اس کھیل میں روحی بانو خالد عثمان ممتاز علی سجاد کشور خالد سلیم موٹا کے ساتھ میں بھی شامل تھا تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ "دروازہ" کی پسندیدگی کا اصل مرکز روحی بانو کی ناقابل فراموش اداکاری تھی لیکن صدر مملکت کی ایماء پر جاری ہونے والے خطوط نے ہم سب کو حیران کر دیا کچھ عرصہ بعد ۲۳ مارچ کے سلسلے میں لاہور سنٹر سے نصرت ٹھاکر نے اشفاق احمد کا تحریر کردہ خصوصی ڈرامہ "برگ آرزو" پیش کیا اس ڈرامے میں متعدد اہم فنکاروں کے مدمقابل فردوس جمال نے ایک ۸۰ سالہ بزرگ کا کردار اس خوبصورتی سے کیا کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق انہیں خط لکھے بغیر نہ رہ سکے چند دن بعد فردوس جمال کو جب یہ خط موصول ہوا تو وہ کیا پوری فنکار برادری پھولے نہ سمائی یہی نہیں صدر ضیاء الحق نے امجد اسلام امجد کی ڈرامہ سیریل "وارث" اور کراچی سنٹر کی ڈرامہ سیریل "دیواریں" کے فنکاروں کے اعزاز میں اسلام آباد میں خصوصی تقاریب کا اہتمام کیا مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے فنکاروں کیلئے صدارتی ایوارڈ تمغہ حسن کارکردگی کا اجراء کیا یوں مجھے ایسا محسوس ہوا

جیسے صدر ضیاء فنکاروں کے پرستار ہوں تاہم میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ کوئی ایسا وقت بھی آئے گا جب میں ان سے ملوں گا لیکن حالات نے ایسا رخ بدلا کہ بغیر یہ سوچے سمجھے کہ انہوں نے مارشل لاء لگا کر حکومت حاصل کی اور انتخابات کا وعدہ کرنے کے باوجود انتخابات نہیں کرائے روزنامہ مشرق لاہور کی نئی بلڈنگ کے افتتاح کے موقع پر میری ان سے ملاقات ہوئی اس روز بھی عام لوگوں میں کھڑا خاص لوگوں کو تعارفی قطار میں لگا دیکھ رہا تھا کہ میرے ساتھی طاہر علی رضوی زبردستی مجھے مخصوص لوگوں کی قطار میں لے گئے میں نے انہیں بہت سمجھایا کہ میں عام آدمی ہوں اور یہ خاص لوگوں کی قطار ہے لیکن وہ نہ مانے ..... تھوڑی دیر بعد ہوٹر کی آواز آئی اور سیکورٹی سٹاف کی بھگدڑ سے محسوس ہوا کہ صدر پاکستان ضیاء الحق تشریف لا رہے ہیں میں نے بھی دوسرے معززین کی طرح کالر سیدھے کئے اور انتظار میں کھڑے رہے چند لمحوں بعد صدر صاحب چیف ایڈیٹر ضیاء الاسلام انصاری اور گورنر پنجاب غلام جیلانی کے ہمراہ آگئے ضیاء الاسلام انصاری صاحب نے دوسروں کی طرح میرا بھی صدر مملکت سے تعارف کرایا صدر ضیاء نے مسکراتے ہوئے میرا ہاتھ دبایا اور کہا آپ سپورٹس ایڈیشن کرتے ہیں یہ تو کام ہی نوجوانوں کا ہے اس روز مجھے احساس ہوا کہ جیسے میں صدر پاکستان سے نہیں کسی بزرگ شخصیت سے ملا ہوں اور کسی حد تک صدر ضیاء کے بارے میں میرے خیالات بتدیل ہو گئے کیونکہ میں نے اپنی پہلی ملاقات میں انہیں ڈکیٹٹر یا جنرل محسوس نہیں کیا اس موقعے پر صدر ضیاء نے مشرق کی بلڈنگ دیکھی کارکنوں سے بات چیت کی اور کمپیوٹر یکشن کا باقاعدہ افتتاح کرنے کے بعد فرحان بیدار ملک سے مونو ٹائپ کے کمپیوٹر نوری نستعلیق کے بارے میں مختلف معلومات حاصل کیں اور کمپیوٹر یکشن کے نوجوانوں سے فرداً فرداً ملے مجھے یاد ہے کہ جب مشرق کی بلڈنگ سے صدر مملکت واپس جانے لگے تو گلستان سینما سے کچھ شائقین فلم نے زندہ باد نعروں کے ساتھ تالیاں بجائیں جس کے جواب میں صدر ضیاء کار روک کر نعرے لگانے والے نوجوانوں سے ملنے چلے گئے اس موقعے پر سیکورٹی

مکرمی

السلام علیکم۔ پچھلے دنوں مجھے ٹیلیویژن ڈرامہ "رنگ آرزو" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کھیل میں یوں تو بہت سی خوبیاں تھیں۔ اچھی تھیم، اعلیٰ مقصد، حسنِ ہدایتکاری وغیرہ۔ لیکن میرے خیال میں اس ڈرامے کی جان آپ کا کردار تھا۔ آپ نے مرکزی رول قابلِ ستائش فنکارانہ مہارت کے ساتھ ادا کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے ڈرامے کی خاطر یہ روپ نہیں دھارا بلکہ آپ کا اصلی روپ یہی ہے۔ میں اس عمدہ کارکردگی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں

میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اپنی اعلیٰ فنی صلاحیتوں کو اسی طرح ملک و قوم کیلئے استعمال کرتے رہیں گے۔

آپ کا مخلص

فردوس جمال
معرفت
ٹیلیویژن سٹیشن۔ لاہور

صدر ضیاء الحق روزنامہ مشرق کے دفتر میں

سٹاف کی پریشانی قابل دید تھی

کچھ عرصہ بعد روزنامہ مشرق نے یونیسف کے تعاون سے بچوں کے عالمی دن کے موقعے پر ایک "میلہ" منعقد کیا یہ میلہ ضیاء الاسلام انصاری کی زیر نگرانی سہیل ظفر آرگنائز کر رہے تھے اس میلے کے تمام انتظامات انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل شاہراہ قائداعظم لاہور میں مکمل کر لئے گئے تھے لیکن اچانک پتہ چلا کہ گورنر پنجاب غلام جیلانی کی ایماء پر یہ میلہ مذکورہ ہوٹل کی بجائے گورنر ہاؤس پنجاب میں منعقد ہو گا مجھے بھی اس میلے کے سلسلے میں کچھ ذمہ داریاں سونپی گئیں تھیں اس لئے صدر مملکت سے دوسری ملاقات کا بہانہ بن گیا وقت مقررہ پر صدر ضیاء تشریف لائے لیکن قومی ترانے کے فوراً بعد صدر نے بلند آواز میں کہا "انصاری صاحب آپ کا میلہ تو گورنر صاحب نے چھین لیا ہے لیکن یہاں بھی میزبان آپ ہیں اس لئے آپ ہی بتایئے میں میلے میں

دائیں سے بائیں چلوں یا بائیں سے دائیں" انصاری صاحب مسکراتے ہوئے بولے "اصل بات تو آپ جانتے ہی ہیں میرا خیال ہے پہلے آپ مشرق کے سٹال سے افتتاح کریں وہاں پاکستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے بچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں" یوں صدر صاحب سب سے پہلے "مشرق" کے سٹال پر آ گئے سہیل ظفر نے انعام یافتگان کے ناموں کا اعلان کیا اور میں یہ انعامات صدر مملکت کو بانٹنے کیلئے دیتا رہا انعامات کی تقسیم کے بعد صدر مملکت مختلف سٹالوں پر گئے بچے اور بچیوں سے ملے بچوں نے اپنے مسائل بتائے اور آٹوگراف لئے اس دوران میرے پاس خصوصی انعامات کے پیکٹ تھے ولدار بھٹی ہر سٹال پر صدر مملکت کی آمد کی خبر دیتے تھے اور میں انہیں ہونہار بچوں میں بانٹنے کیلئے انعامی پیکٹ تھما رہا تھا سیکورٹی سٹاف اور رش کے باعث میں کئی مرتبہ صدر مملکت سے دور ہو گیا لیکن انہوں نے ہر بار مجھے ڈھونڈ کر پاس بلوا لیا انہوں نے کہا کہ آپ میرے قریب رہیں کیونکہ مجھے اس وقت آپ کی بڑی ضرورت ہے لیکن افسوس کہ میں آپ کے نام سے واقف نہیں اس فقرے کے بعد صدر پھر مصروف ہو گئے اور میں ان کے ساتھ ساتھ رہا میں نے دیکھا کہ صدر نے چھوٹے بڑے بچوں اور ان کے والدین واساتذہ سے بھی گفتگو کی اس میں پیار و محبت اپنائیت اور ہمدردی کا رنگ نمایاں تھا مجھے یاد ہے کہ اس موقعے پر وہ کئی گھنٹوں بچوں میں مگن رہے اور مختلف ننھے منے بچوں کو گود میں اٹھا کر تصویریں بھی اتروائیں اور جب مغرب کی اذان ہوئی تو فرض اولین کی ادائیگی کیلئے انہوں نے اجازت چاہی میری صدر مملکت سے تیسری ملاقات ضیاء الاسلام انصاری کی صاحب زادی ٹی وی اداکارہ روبینہ اشرف کی شادی کے موقعے پر ہوئی میرے ساتھ نامور کرکٹر اور صوبائی اسمبلی کے رکن سرفراز نواز کھڑے تھے جوں ہی صدر ضیاء ہال میں داخل ہوئے سرفراز نواز مجھ سے مخاطب ہوئے "یار ایک طرف ہو جاتے ہیں" میں نے کہا "صدر صاحب سے نہیں ملنا" کہنے لگے "ایک طرف ہو کر دیکھتے ہیں وہ ملتے بھی ہیں کہ نہیں؟" ہم دونوں راستے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے گپ لگا رہے تھے کہ

گورنر ہاؤس میں منعقدہ "بچوں کے میلہ" میں صدر ضیاء الحق

اچانک صدر مملکت قریب آئے رسمی صاحب سلامت کے بعد سرفراز نواز کی خیریت دریافت کی پھر مجھ سے پہلے دن جیسی گرم جوشی سے یوں ہاتھ ملایا جیسے یہ جتا رہے ہوں کہ میں آپ کو جانتا ہوں خیر کچھ دیر وہ ہم دونوں کے پاس کھڑے رہے سرفراز نواز نے کچھ گلے شکوے کئے تو مسکراتے ہوئے بولے "بھارت کرکٹ میچ دیکھنے اکٹھے چلیں گے پھر خوب باتیں ہوں گی"

میری چوتھی اور آخری ملاقات صدر مملکت سے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۷ء کو مشرق کے زیر اہتمام کوئین میری کالج لاہور میں "بچوں کے میلے" میں ہوئی حسب سابق اس میلے کے سرپرست ضیاء الاسلام انصاری اور آرگنائزر سہیل ظفر تھے اور پہلے کی طرح اس بار بھی ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے طلباء وطالبات تک انعامات پہنچانے کی ذمہ داری میری ہی تھی اس بار صدر مملکت جب تشریف لائے تو دوسروں کی طرح ہم بھی خاص مہمانوں اور میزبانوں کی تعارفی قطار میں موجود تھے صدر ضیاء نہایت خلوص و محبت کے ساتھ سب سے ملے تقریب کا آغاز ہوا ضیاء الاسلام انصاری صاحب نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے صدر پاکستان اور دوسری اہم شخصیات کو خوش آمدید کہا صدر ضیاء نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ مجھے بچوں سے حقیقی معنوں میں بے حد محبت ہے کیونکہ یہی صحیح معنوں میں ہمارے اور وطن عزیز کے مستقبل کے رکھوالے ہیں ضیاء الاسلام انصاری بھی جنون کی حد تک بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کی خواہش رکھتے ہیں میری دعا ہے کہ خدا انھیں مزید حوصلہ اور ہمت دے کیونکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کام کرنے میں کسی قدر مخالفت مول لینی پڑتی ہے انہوں نے کہا خواتین و حضرات آپ کو یہ معلوم نہیں کہ بچوں کا یہ میلہ شالیمار باغ میں منعقد ہونا تھا لیکن جب وہاں ضیاء الاسلام انصای صاحب کو اجازت نہ ملی تو یہ فورٹریس سٹیڈیم کے حکام تک پہنچے لیکن انہوں نے تمام باتیں طے کرنے کے بعد اس قدر پابندیاں عائد کر دیں کہ ضیاء الاسلام انصاری وہاں سے بھی بھاگ لئے اس مشکل وقت میں کوئین میری کالج لاہور کی پرنسپل بیگم بشریٰ متین ان کے

وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف صدر ضیاء الحق کا لاہور میں خیر مقدم کر رہے ہیں

کام آئیں اور انہوں نے یہ میلہ اپنی درسگاہ میں سجانے کی پیش کش کر دی لہذا میں بشریٰ متین صاحبہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس میلے کی اجازت دے کر مجھے یہاں آنے کا موقع فراہم کیا صدر ضیاء نے کہا کہ میں ضیاء الاسلام انصاری کا بھی ممنون احسان ہوں جنہوں نے اس بہت بڑے ڈرامے میں مجھے بھی چانس دیا انہوں نے کہا میرا ابھی یہی دل کرتا ہے کہ ملک و قوم کے نونہالوں کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے تاکہ آج کے بچے کل کی ذمہ داری اور زیادہ اچھے طریقے سے نبھا سکیں لیکن یہ کام ضیاء الاسلام انصاری نے کرنے کا عزم کر رکھا ہے اس لئے ان کی بنائی جانے والے چلڈرن ٹرسٹ کیلئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتا ہوں اس تقریب میں گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی اور وزیر اعلیٰ نواز شریف بھی شریک ہوئے وقفہ نماز کے بعد صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مختلف سکولوں اور شہروں

سے آئے ہوئے بچوں سے ملے اور بعد ازاں تقسیم انعامات کا سلسلہ شروع ہوا
حسب سابق سہیل ظفر نے انعام یافتگان بچوں کے ناموں کا اعلان کیا اور میں
نے یہ انعامات صدر مملکت تک پہنچائے اس وقت سٹیج پر میں اور صدر ضیاء قریب
قریب کھڑے تھے لہذا انعام حاصل کرنے والے بچوں کا تفصیلی تعارف بھی مجھے ہی
کرانا تھا میں نے بلوچستان کے شہر کوئٹہ کے قریب "پشین" کی دو بچیوں کا تعارف
کراتے ہوئے یہ بتایا کہ یہ دونوں ہمارے سابقہ مقابلے کی بھی انعام یافتہ ہیں تو صدر
نے نہ صرف ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا بلکہ ان کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر شاباش
بھی دی اس دوران جب ایک ننھا بچہ فوٹو گرافی کا انعام لینے سٹیج پر آیا تو صدر نے حیرانی
اور خوشی کی حالت میں اسے خوب پیار کیا ادارے کی جانب سے انعام دینے کے بعد
انہوں نے اپنے ملٹری سیکرٹری کو بلا کر اپنی جانب سے خصوصی انعام بھی دیا اس ننھے
فوٹو گرافر نے اپنے گلے میں کیمرہ بھی لٹکایا ہوا تھا اس کیمرے کو دیکھ کر صدر مملکت
نے سٹیج کے سامنے کھڑے اخباری فوٹو گرافروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ننھے فوٹو
گرافر سے کہا " یہ لوگ تو روز تصویریں بناتے ہیں آج آپ ان کی تصویر بنائیں " اس
لمحے صدر مملکت کی مدد سے اس ننھے فوٹو گرافر نے اخباری فوٹو گرافروں کی تصویر کھینچی
مجھے یاد ہے کہ اس دوران بھکر کی طالبہ شباب زہرا جب مصوری کا انعام لینے سٹیج پر
آئی تو اس نے صدر کو ایک رول کیا ہوا کاغذ پیش کیا صدر نے کاغذ کھول کر دیکھا تو وہ
شباب زہرا کو سمجھانے کے انداز میں بولے " بیٹا یہ تو میرے اور آپ کے قائد کی تصویر
ہے اسے فریم کرا کر لانا چاہئے تھا " تب ڈرتے ڈرتے شباب زہرا نے کہا انکل میں نے
یہ تصویر بڑی محنت سے بنائی تھی میں اسے خوبصورت سے فریم میں آپ کو پیش کرنے
کیلئے لائی تھی لیکن سیکورٹی والوں نے فریم آپ تک لانے ہی نہیں دیا " یہ بات سن کر
صدر مملکت مسکرائے اور بولے " بیٹے اس تصویر پر آپ کا نام پتہ لکھا ہوا ہے میں
آپ کو ذاتی طور پر خط لکھ کر شکریہ ادا کروں گا " میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس موقع پر
انعام حاصل کرنے والے متعدد بچوں نے انعام کی طرف کم اور اپنے گھریلو مسائل و

مشکلات بتانے پر زیادہ توجہ دی اور صدر مملکت بڑی توجہ سے ان کی باتیں سن سن کر موقعے پر ہی احکامات جاری کرتے رہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس دوران ایک چھوٹا سا بچہ میرے اور صدر کے درمیان چپ چاپ کھڑا تھا میں نے سوچا اسے ایک طرف کر دوں کیونکہ وہ رکاوٹ بن رہا تھا ابھی میں نے بچے سے صرف اتنا پوچھا تھا بیٹے آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں کہ یک دم صدر ضیاء بولے "یہ میرا بیٹا ہے اسے کچھ نہ کہیئے" اتنے میں ملٹری سیکرٹری نے ایک انعامی پیکٹ صدر صاحب کو تھمایا اور انہوں نے یہ پیکٹ اس بچے کو دے کر رخصت کر دیا بچوں کی اس تقریب میں بڑوں کی بھی خاصی تعداد تھی سہیل ظفر نے مائیک سے اعلان کیا کہ ملک کی نامور اور مایہ ناز گلوکارہ ملکہ ترنم نور جہاں بھی اس تقریب میں موجود ہیں اور وہ صدر مملکت تک اپنا سلام پہنچانا چاہتی ہیں اس اعلان پر ایک زور دار قہقہہ بلند ہوا اور صدر ضیاء بھی سلام کا جواب دینے کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر مسکرائے اور جوں ہی تقسیم انعامات کا مرحلہ ختم ہوا وہ خود ملکہ ترنم نور جہاں کے پاس پہنچ گئے ان کی صحت و تندرستی کے بارے میں دریافت کیا تو نور جہاں نے انہیں بتایا کہ میں اپنے طبی معائنہ کیلئے ایک بار پھر بیرون ملک جانا چاہتی ہوں لیکن اس سلسلے میں مجھے آپ کی مدد درکار ہے صدر مملکت نے انہیں بھرپور تعاون کا یقین دلایا اس موقعے پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو صدر ضیاء الحق اس دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت نور جہاں بیرون ملک زیر علاج تھیں ملکہ ترنم کو اس فضائی حادثے کی خبر ملی تو وہ بے ہوش ہو گئیں ان کی خواہش تھی کہ وہ صدر پاکستان کے جنازے میں شرکت کریں لیکن ڈاکٹروں نے اجازت نہ دی

مجھے یاد ہے کہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ابھی بمشکل دس بارہ دن گزرے تھے کہ ہمیں روزنامہ مشرق کی معرفت شباب زہرا کے نام ایک خط موصول ہوا جسے کھولنے پر پتہ چلا کہ یہ صدر مملکت کے جانب سے شکریہ کا خط ہے اس خط میں لکھا تھا "آپ نے مجھے دورہ لاہور کے موقع پر اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر پیش کی
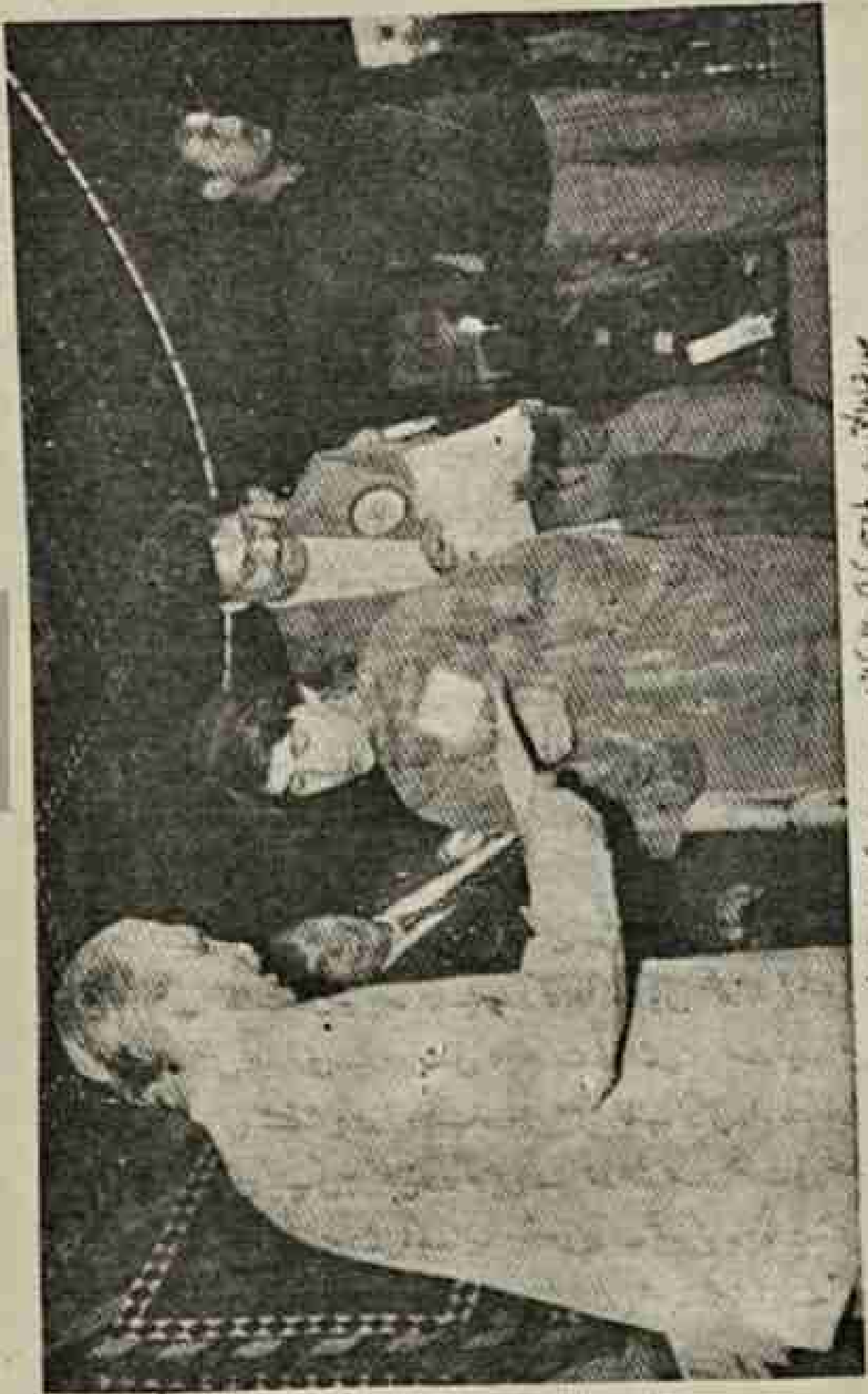
صدر ضیاء الحق ویمنس بلوچستان کی ایک طالبہ کو انعام دے رہے ہیں ان کے ساتھ عامر نقوی کھڑے ہیں

جس سے مجھے خوشی ہوئی کہ نئی نسل میں قائداعظم کی کتنی قدر و منزلت ہے اس موقعے پر میں ایک حقیر سا نذرانہ (دو خوبصورت پین) پیش کر رہا ہوں دل چاہے اسے اپنا انعام سمجھ لیجئے یا نئے سال کا تحفہ" یہ خط پڑھ کر میں حیران رہ گیا اور صدر ضیاء کی یاداشت کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا کیوں کہ میں نے دیکھا تھا کہ جب صدر نے شباب زہرا سے خط لکھنے کا وعدہ کیا تھا اس وقت ان کے نزدیک میرے سوا کوئی دوسرا نہیں تھا اور انہوں نے اپنے ملٹری سیکرٹری کو نوٹ بھی نہیں کرایا تھا

میں نے یہ بھی دیکھا کہ صدر ضیاء الحق روزنامہ "مشرق" کا خصوصی مطالعہ کرتے ہیں اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دن دیال سنگھ کالج کیمسٹری سوسائٹی کے طلباء میرے پاس آئے انہوں نے کالج لیبارٹری کے مسائل طالب علموں کے صفحے پر شائع کرنے کی درخواست کی میں نے کالج ہذا کے سابق طالب علم ہونے کے ناطے اسے ذرا اچھے انداز میں شائع کر دیا ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ وہی طلباء میرے پاس پھر آئے اور پیغام دیا کہ پرنسپل این اے حامد آپ کو یاد کر رہے ہیں ان کی تاکید ہے کہ آج ہی مل لوں میں ایک استاد کا حکم سمجھتے ہوئے فوراً ہی چلا گیا تب کالج جا کر پتہ چلا کہ صدر پاکستان نے مشرق میں کالج لیبارٹری کے مسائل پڑھ کر ایک خط کے ذریعے نہ صرف تعاون کا یقین دلایا ہے بلکہ ۱۰ لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے پرنسپل صاحب نے خط مجھے دیا جس کی میں نے خبر بھی شائع کی اس خط میں لکھا تھا "مجھے مشرق لاہور کی اشاعت میں یہ پڑھ کر بے حد دکھ ہوا کہ دیال سنگھ کالج جیسی قدیم درسگاہ میں سائنس لیبارٹری بے سروسامانی کا شکار ہے لٰہذا میں سردست ایک حقیر رقم بھیج رہا ہوں اور اس سلسلے میں گورنر پنجاب اور وزیراعلیٰ پنجاب کو بھی ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں وہ بھی آپ کی ہر ممکن مدد کریں گے الحمدللہ صدر مملکت کی خصوصی توجہ سے دیال سنگھ کالج لاہور میں ایک ایسا سائنس بلاک تعمیر کیا جا چکا ہے۔ جس میں موجودہ دور کی تمام آسائشیں موجود ہیں اس سلسلے میں شعبہ کیمسٹری کے انچارج پروفیسر سجاد اصغر زیدی صاحب کی خواہش تھی کہ اس نئے خوبصورت سائنس بلاک کا

افتتاح صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اپنے دست مبارک سے کریں کیونکہ یہ ان ہی کی ذاتی کوششوں کا ثمر ہے لہذا انھوں نے کالج کی طرف سے صدر پاکستان کو اس بلاک کے افتتاح کی تقریب کیلئے ایک خط ذاتی طور پر بھیج دیا اس خط کا پروفیسر صاحب کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا ایک روز کالج پرنسپل این اے حامد حسب معمول اپنے آفس میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی انھوں نے فون اٹھایا تو آواز آئی "پرنسپل صاحب سے بات کرائیں" انھوں نے کہا "بول رہا ہوں" جواب ملا صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق بات کریں گے بقول پرنسپل صاحب وہ حیران پریشان تھے کہ نہایت شفیق اور مودبانہ انداز میں صدر ضیاء الحق بولے "اسلام علیکم کیا حال ہے پروفیسر صاحب آپ نے مجھے اپنے سائنس بلاک کے افتتاح کی دعوت دی ہے میں اپنی مصروفیت کے باعث شاید نہ آسکوں اس لئے میں نے سوچا آپ سے ذاتی طور پر معذرت کر لوں پرنسپل صاحب نے بتایا کہ اس روز صدر ضیاء نے تقریباً دس پندرہ منٹ مجھ سے بات چیت کی میں نے کہا میرے کالج میں آپ کا تشریف لانا نہ صرف ہمارے لئے اعزاز ہے بلکہ ہماری خواہش ہے آپ بھی دیکھ لیں کہ ہم نے آپ کے تعاون سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے تو وہ ہنستے ہوئے بولے "آپ کا کام ہو گیا مجھے خوشی ہے اچھا آپ پروگرام بنائیں انشاء اللہ میں آنے کی کوشش کروں گا" لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہو سکا اور صدر مملکت دنیا سے رخصت ہو گئے
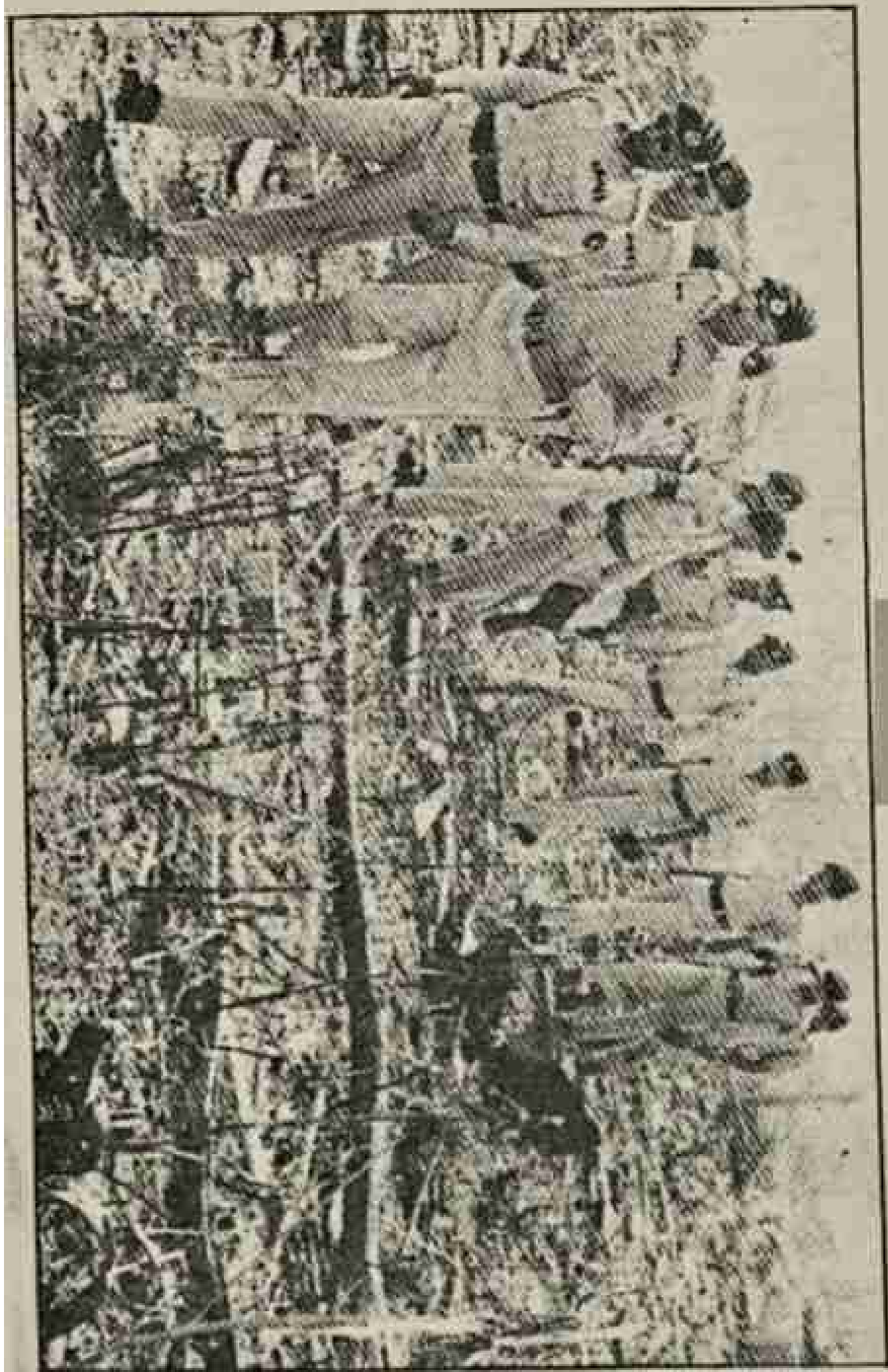
قیاس آرائیاں

اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ دنیا بھر کے سربراہان مملکت اور دیگر اہم شخصیات کے علاوہ عام مسافر طیاروں کو بھی ہمیشہ پرواز سے قبل اچھی طرح چیک کر لیا جاتا ہے علاوہ ازیں موجودہ دور میں کوئی بھی ایسا ہوائی اڈہ نہیں ہے جہاں تخریب کاری کے اندیشہ کو سامنے رکھ کر مسافر جہازوں کیلئے سیکیورٹی کے معیاری انتظامات نہ ہوں یوں ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقاء کو سفر آخرت پر روانہ کرنے والے پاک فضائیہ کے سی۔ ۱۳۰ طیارے کے بارے میں بھی قیاس آرائیوں کا طوفان امڈ آیا اگرچہ حکومت پاکستان نے اس افسوسناک حادثہ کی فوری تحقیقات کا حکم دے دیا تاہم عوام اور دیگر سیاسی و غیر سیاسی حلقوں میں مختلف امور پر چہ میگوئیاں ہوتی رہیں چونکہ اس حادثہ میں امریکہ کے ہر دلعزیز سفیر عزت مآب آرنلڈ رافیل اور ان کے ملٹری اتاشی بریگیڈیئر جنرل واسن بھی جاں بحق ہو گئے اس لئے امریکہ کی اعلیٰ سطحی تحقیقاتی ٹیم بھی پاکستان پہنچی جسے ایمرجنسی کونسل کی منظوری کے بعد اپنا کام کرنے کی اجازت دی گئی حادثہ کی مکمل تحقیقات اور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ سے قبل پاک فوج کے نامور سابق افسروں اور

شہری ہوابازی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کو اخبارات اور جرائد نے گھیرے رکھا ان تمام حضرات نے اپنے اپنے علم اور تجربہ کی روشنی میں اس جانکاہ حادثہ کا جائزہ لیا اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ذیلی سطور میں پاکستان کے چند نامور سپوتوں کے تاثرات کا احاطہ کیا جارہا ہے اگرچہ ان میں سے کسی ایک کے بھی تجزیاتی مشاہدے کو حتمی تصور نہیں کیا جاسکتا لیکن قومی امنگوں کے تقاضوں کے پیش ذیل ان اقتباسات کا سپرد قلم کیا جانا ضروری ہے

۱۔ (ریٹائرڈ ائیر مارشل نور خان)

پاکستان ائیر فورس کے سابق سربراہ ائیر مارشل ریٹائرڈ جناب نور خان نے اس حادثہ پر کسی قسم کی رائے دینے سے گریز کیا انہوں نے کہا کہ جب تک تمام حقائق اور واقعات سامنے نہ ہوں کسی قسم کی قیاس آرائی قرین انصاف نہیں ہے ائیر مارشل نور خان نے کہا کہ ابتدائی اخباری رپورٹوں کو بنیاد بنا کر رائے نہیں دینی چاہئے کیونکہ ان میں سے اکثر ابتدائی رپورٹیں غلط ہو سکتی ہیں لیکن جن لوگوں کو تحقیقاتی کام پر مامور کیا گیا ہے انہیں جلد از جلد یہ کام مکمل کر کے عوام کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے انہوں نے بتایا کہ تباہ شدہ جہاز کے ملبہ کو دیکھ کر ہی خاصی حد تک اندازہ لگایا جاسکتا ہے تاہم اس مرحلے پر جبکہ قومی تحقیقاتی ٹیم کے علاوہ امریکہ کی ایک ٹیم بھی تحقیقات کر رہی ہے قیاس آرائیوں سے گریز کرنا ضروری ہے

۲۔ ریٹائرڈ جنرل سرفراز خان

پاکستان آرمی کے نامور سپوت ریٹائرڈ جنرل سرفراز خان نے حادثہ کی وجوہات پر روشنی ڈالنے سے قبل تباہ ہونے والے جہاز سی۔ ۱۳۰ کے متعلق مفید باتوں کا تذکرہ کیا انہوں نے بتایا کہ یہ جہاز فوجیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے لیجانے اور اسلحہ کی ٹرانسپورٹ کا کام کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے انہوں نے اس بات کی تردید کی کہ یہ جہاز اہم شخصیات کی آمدورفت کیلئے استعمال ہوتا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ امریکی ساخت کا جہاز ہے اور انہوں نے کبھی اس جہاز میں امریکی افواج کے افسران یا اہم
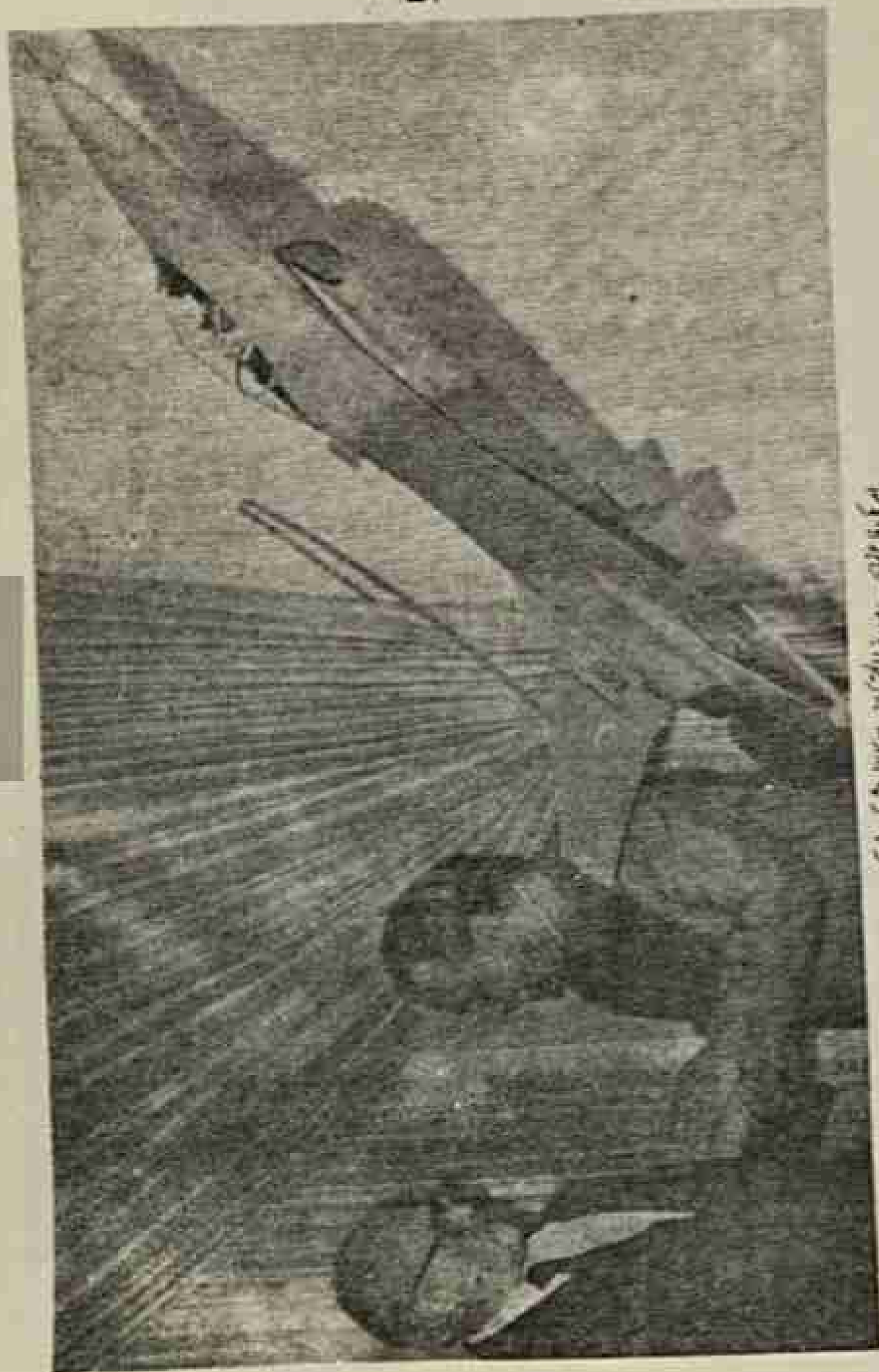
شخصیات کو سفر کرتے نہیں دیکھا جنرل سرفراز خان نے کہا کہ اگر اس جہاز کو اہم شخصیات کی آمدورفت کیلئے استعمال کیا گیا ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس میں آرائشی اور آرام دہ سیٹیں مزین کر دی گئیں ہوں لیکن یہ سچ ہے کہ اس کی مشینری میں کسی قسم کی کوئی بھی تبدیلی نہیں کی گئی جس کا مطلب یہ ہے کہ تکنیکی اعتبار سے یہ جہاز کسی طرح بھی مسافر بردار جہاز کا ہم پلہ نہیں انہوں نے یاد دلایا کہ قبل ازیں کراچی میں بھی صدر ضیاء الحق کا ایک جہاز خراب ہو گیا تھا وہ یہی تھا حادثے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے جنرل سرفراز خان نے کہا کہ اس میں بہت زبردست فوجی نقصان ہوا چھ جرنیل پانچ بریگیڈیئر اس حادثہ میں شہید ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں فوجی حفاظتی اصولوں کی خلاف ورزی کی گئی انہوں نے انتہائی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۴۹ء میں دو فوجی جرنیل ایک فضائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تھے جس کے بعد یہ اصول وضع کیا گیا کہ دو جرنیل اکٹھے سفر نہیں کر سکتے پھر اس جہاز میں چھ جرنیل کیوں اکٹھے بیٹھ گئے انہوں نے کہا کہ اصل حقائق کا تعین بلیک بکس کی مدد سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ جہاز کسی تکنیکی خرابی کا شکار ہوا یا اس میں کوئی دھماکہ ہوا یا اس کو نیچے سے میزائل مارا گیا اگر میزائل مارا گیا یا جہاز میں دھماکہ ہوا تو پائیلٹ کو تاثرات بیان کرنے کی مہلت نہیں مل سکتی تاہم دھماکہ کی آواز ضرور ریکارڈ ہونی چاہئے لیکن اس بات میں شک نہیں کہ اگر جہاز میں ٹائم بم رکھا گیا تھا تو پھر یہ کام راولپنڈی نہیں بلکہ بہاولپور میں کیا گیا یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ جہاز میں بہاولپور میں آموں کی پیٹیاں رکھی گئیں تھیں جو مرحومین کو تحفتاً پیش کی گئیں تھیں

جنرل سرفراز خان نے امکان ظاہر کیا کہ جہاز پر سٹنگر یا سام ۶ ساخت کا میزائل مارا گیا ہو کیونکہ اس قسم کے میزائل کو لانا اور چلانا نہایت سہل اور آسان ہے اسے عام آدمی کندھے پر رکھ کر چلا سکتا ہے چونکہ آج کل بہاولپور کے زرعی علاقوں میں فصلیں کافی بڑی ہوں گی اس لئے عین ممکن ہے کہ کھیتوں میں گھس کر فصلوں کی آڑ میں میزائل چلایا گیا ہو لیکن اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حملہ آور کیلئے فضائی حدود

سے قربت بہت ضروری ہے انہوں نے کہا کہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ طیارے کی نوزل سے دھواں نکلتا ہوا دیکھا گیا جس کی گواہی دیہاتیوں نے دی اس ضمن میں حیران کن بات یہ ہے کہ کنٹرول ٹاور والوں کو یہ دھواں الٹا کیوں نظر نہ آیا؟ ہو سکتا ہے کہ طیارے کے پیچھے سے نکلنے والے دھوئیں کو دیہاتی نوزل سے نکلتا ہوا سمجھتے رہے ہوں

۳۔ ریٹائرڈ ائیر مارشل ظفر چودھری

ریٹائرڈ ائیر مارشل ظفر چودھری نے کہا کہ یہ حادثہ جائے پرواز سے سات کلو میٹر کے فاصلے پر ہوا ہے لیکن چونکہ پائیلٹ کوئی ہنگامی پیغام نہیں دے سکا لہذا فنی خرابی

صدر ضیا الحق ایک غیر ملکی دورے کے موقع پر مہمانوں کے ساتھ

خارج از مکان ہے کیوں کہ اس طیارے کے چار انجن ہوتے ہیں اور کسی فنی خرابی کی صورت میں ہواباز کم از کم مواصلاتی رابطہ برقرار رکھتے ہوئے کنٹرول ٹاور کو مطلع کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ بلیک باکس اور حتمی تحقیقات کے علاوہ طیارے کے ملبہ کو دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ باہر سے کوئی چیز لگنے سے تباہ ہوا ہے یا اندرونی دھماکہ سے انہوں نے کہا کہ سات کلو میٹر کا فاصلہ ظاہر کرتا ہے کہ طیارہ ابھی زیادہ اونچائی تک نہیں گیا ہو گا لہذا اس صورت میں اسے زمین سے کسی سٹنگر یا شولارز میزائل سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میزائل عام آدمی کندھوں پر رکھ کر چلا سکتا ہے لیکن اگر حادثہ اندرونی بم پھٹنے سے ہوا ہے تو اسلام آباد میں بم رکھنا قرین قیاس نہیں اور یہ کاروائی اس وقت کی گئی ہو گی جبکہ طیارہ بہاول پور کے ہوائی اڈے پر کھڑا تھا

ریٹائرڈ جنرل ایم ایچ انصاری

جنرل انصاری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ حادثہ زمین سے سٹنگر میزائل لگنے کی وجہ سے پیش آیا ہے کیونکہ عام طور پر ایسے فائر کرنے والے ائیر پورٹ کے قریب ہی سے فائر کرتے ہیں اور سی ۱۳۰ ابھی پرواز کے چار منٹ بعد میزائل لگنے سے تباہ ہوا ہے انہوں نے بتایا کہ ان کے نزدیک جہاز کو ٹائم بم سے اڑانے کا تاثر غلط ہے کیونکہ اگر بم رکھنا مقصود ہوتا تو یہ کام اسلام آباد ہی میں کر دیا جاتا اور جہاز اسلام آباد سے بہاولپور کبھی نہ پہنچ پاتا صدر پاکستان کی حفاظت کے تحت انتظامات کے پیش نظر انہوں نے بم رکھنے کے امکان سے اتفاق نہیں کیا انہوں نے اس بات کو بھی غلط قرار دے دیا کہ طیارہ کسی فنی خرابی کی بنا پر تباہ ہوا انہوں نے کہا کہ سی۔ ۱۳۰ کو وی آئی پی حضرات کیلئے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا اگر اس میں کوئی فنی خرابی ہو جاتی ہے تو اس میں مواصلات آخری چیز ہوتی ہے یہ جہاز زمین پر گرنے کے بعد تباہ ہونا چاہئے تھا لیکن جنرل ضیاء الحق کا جہاز تو فضا ہی میں لڑکھڑانے لگا تھا لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ اس جہاز کو میزائل سے تباہ کیا گیا ہے

۵- جنرل ریٹائرڈ امراؤ خان

ریٹائر جنرل امراؤ خان نے سی۔ ۱۳۰ کے اس المناک فضائی حادثہ کو بلا جھجک تخریب کاری کا نتیجہ قرار دیا انھوں نے کہا کہ اس حادثہ کی فنی خرابی کی کوئی وجہ بنتی نظر نہیں آتی کیونکہ سی۔ ۱۳۰ ایک فضائیہ کا قابل اعتماد طیارہ ہے اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس جہاز کے سینکڑوں حادثے ہو چکے ہیں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جہاز بنتے بھی لاکھوں کی تعداد میں ہیں اس اعتبار سے ان جہازوں کے حادثات کا تناسب بہت کم ہے دوسری بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ جب یہ جہاز فضا میں بلند ہوا تو اس کے پیچھے بہت زیادہ دھواں نکل رہا تھا تو میرے خیال میں یہ کوئی اہم اور فکر کی بات نہیں ہے کیونکہ جب جہاز رن وے سے فضا میں بلند ہوتا ہے تو اس کا انجن پوری طاقت سے چلتا ہے اس کے نتیجہ میں دھواں بھی بہت زیادہ نکلتا ہے۔ جنرل امراؤ خان نے کہا

دورہ چین میں صدر ضیاء الحق کا استقبال

کہ اگر اس جہاز کے دو انجن فیل ہو بھی جائیں تو اس کے بقیہ دونوں انجن اسے با آسانی اڑا سکتے ہیں اس صورت حال میں جہاز کا فنی خرابی سے تباہ ہونا سچ نظر نہیں آتا

۶۔ سکواڈرن لیڈر انوار الحق

سکواڈرن لیڈر انوار الحق نے بتایا کہ سی ۱۳۰ جہاز ہم نے امریکہ سے حاصل کئے ہیں جن کا اصل استعمال ترسیل اسلحہ اور سامان حرب تھا اس جہاز کا دہانہ بہت بڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ ٹینک ٹرک اور دوسری بڑی چیزیں اس میں با آسانی چڑھائی جا سکتی ہیں انہوں نے کہا کہ امریکہ میں یہ جہاز اب بھی فضائیہ کے زیر استعمال ہے اور اس پر بڑا بھروسہ کیا جاتا ہے اس اعتبار سے یہ کہنا غلط ہے کہ جہاز فنی خرابی کی وجہ سے تباہ ہوا انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ اس جہاز کو نیچے سے میزائل مار کر تباہ کیا گیا ہے انہوں نے ممکنہ وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ جہاز میں ٹائم بم فٹ کیا گیا ہو یا اس کو نیچے سے میزائل مار کر تباہ کیا گیا ہو لیکن اگر اس جہاز کو ٹائم بم سے تباہ کیا گیا ہے تو پھر یہ کام اسلام آباد یا راولپنڈی کی بجائے بہاولپور میں کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ زیادہ شبہ اسی امر کا ہے کہ جہاز کو ٹائم بم سے تباہ کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے وہ معمولی لوگ نہیں ہو سکتے انہوں نے لازماً منصوبہ بندی کر کے یہ تخریب کاری کی ہو گی انہوں نے اس امر پر بھی اظہار افسوس کیا کہ اس حادثہ میں چھ جرنیل مارے گئے حالانکہ ۱۹۴۹ء کے حادثہ کے بعد یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ کسی جہاز میں ایک سے زائد جرنیل نہیں بیٹھیں گے پھر نجانے کیوں اتنے سارے جرنیل اکٹھے بیٹھ گئے

۷۔ ریٹائرڈ جنرل خواجہ محمد اظہر

جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ مکمل صورت حال کی وضاحت ہونے پر ہی حقیقت کا علم ہو سکے گا لیکن میرے خیال میں یہ دورہ جلدی میں تشکیل دیا گیا تھا کیونکہ اس سے قبل معمول کی اطلاعات اخباروں میں نہیں آئیں جنرل اظہر نے کہا کہ طیارے کی تباہی

صدر ضیاء الحق فوجی یونٹس کے معائنے کے موقع پر

سے متعلق دو باتیں سامنے آئیں ایک تو یہ کہ پہلے دھماکہ ہوا اور پھر جہاز تباہ ہو گیا دوسری بات یہ کہ جہاز نے پہلے دو قلابازیاں کھائیں اور پھر زمین پر گر کر تباہ ہوا چیف آف آرمی سٹاف کا جو بیان اخبارات کی زینت بنا ہے اس کے مطابق پہلے جہاز کا ریڈیائی رابطہ منقطع ہوا پھر انہوں نے خود فضا میں جہاز کو تباہ ہوتے دیکھا جہاں تک تخریب کاری کے امکان کا تعلق ہے تو یقیناً صدر پاکستان کے حفاظتی اقدامات بہت سخت ہوتے ہیں اور جونہی طیارہ زمین پر اترتا ہے پولیس اور فوج اسے اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے اس وقت جہاز کے قریب یا اس کے اندر صرف ٹیکنیکل عملہ ہی جا سکتا ہے بہاولپور کی فوجی چھاؤنی میں جہاں جہاز اترا یقیناً اسے فوج نے گھیرے میں لے لیا ہو گا اس لئے یہ کہنا کہ وہاں کوئی منصوبہ بندی کی گئی غلط معلوم ہوتا ہے اس سے پہلے

عین امکان ہے کہ چنڈی یا اسلام آباد میں ایسا کوئی پلان بنا لیا گیا ہو گا کیونکہ یہ واضح طور پر ایک سازش لگتی ہے ہو سکتا ہے کہ جہاز میں بم رکھ دیا گیا ہو کیوں کہ آج کل تو نئے جدید قسم کے بم وغیرہ آ رہے ہیں لیکن زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ طیارہ فنی خرابی کی بنا پر تباہ ہوا ہے۔

۸۔ طیارے کی تباہی کے بارے میں شہری ہوابازی کے ماہرین کے تاثرات

جنرل محمد ضیاء الحق کے تباہ ہونے والے سی۔ ۱۳۰ طیارے کی تباہی مکمل تحقیقات سے قبل ایک معمہ بنی رہی اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ رنگ برنگی باتیں کرتے رہے شہری ہوابازی کے ماہرین نے بھی اس جانکاہ حادثہ کے بارے میں اپنی آراء پیش کیں عام طور پر تمام جہازوں کیلئے قابل پرواز ہونے کا سرٹیفکیٹ ضروری ہوتا ہے اور گراؤنڈ انجینئر جہاز کا مکمل معائنہ کرنے کے بعد اسے قابل پرواز قرار دیتے ہیں پھر ہی کوئی جہاز ٹیک آف کرتا ہے ایک ماہر نے بتایا کہ سی۔ ۱۳۰ ائیر فورس کا جہاز تھا جسے پاکستان ائیر فورس کے آفیسر اور ٹیکنیشن ہی اڑاتے اور اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ائیر فورس کے اعلیٰ معیار کی موجودگی میں یہ سوچنا غلط ہے کہ جہاز میں فنی خرابی تھی بالخصوص اس صورت میں جبکہ اس جہاز میں صدر پاکستان نے سفر کرنا تھا ایک اور خاص بات یہ ہے کہ ہر فلائٹ سے قبل جہاز کا انچارج پائیلٹ خود جہاز کا مکمل معائنہ کرتا ہے اور کاک پٹ میں بیٹھ کر ہاتھ سے چھو کر اور منہ سے بول کر جہاز کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اس عمل میں معاون پائیلٹ اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کو دہراتا ہے ساتھ ہی جہاز میں انجینئرنگ کے عملہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پائیلٹ انجینئرنگ کے فنکشن کا بھی اعلان کرتا ہے جہاز میں نیوی گیٹر کی جگہ بھی مخصوص ہوتی ہے وہ طویل مسافت کے دوران جہاز کی رفتار اور رخ کے بارے میں پائیلٹ کو آگاہ کرتا رہتا ہے کمرشل پرواز کے دوران بھی کپتان طیارہ کی اہم کارکردگی اور نکات معائنہ اس طیارہ کی مطبوعہ کتاب سے بلند آواز میں پڑھتا ہے اور اس کا نائب بھی اسے ساتھ ساتھ دہراتا ہے یہ قانون ہر

صدر ضیاء الحق اسماعیلی فرقہ کے سربراہ پرنس آغا کریم کے ساتھ

فلائٹ پر لاگو ہوتا ہے ہر طیارہ فضا میں بلند ہونے سے پہلے مکمل طور پر چیک کیا جاتا ہے اور اس کا پائلٹ متعلقہ کنٹرول ٹاور کو روانگی اور راستے سے آگاہ کرتا ہے پھر کنٹرول ٹاور اس اطلاع کو ریکارڈ کرنے کے بعد ہی طیارہ کو اڑنے کی اجازت دیتا ہے پرواز سے قبل ہر پائلٹ اپنے طیارے کی بریکیں چیک کرتا ہے اور پھر جب رن وے کے اسی سرے پر پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس نے اڑنا ہوتا ہے تو پھر وہ اپنے طیارہ کے انجنوں اور بریکوں کو پوری تھراٹل کے ذریعے ٹیسٹ کرتا ہے چونکہ ہر جہاز کو فلائٹ سے قبل سٹارٹ کر کے ضروری مدت تک چلا کر چیک کر لیا جاتا ہے اس لئے پرواز کے فوراً بعد جہاز کا کسی فنی خرابی کے باعث تباہ ہو جانا خارج از مکان ہوتا ہے جنرل ضیاء الحق مرحوم کا تباہ شدہ طیارہ چونکہ ائیر پورٹ سے سات میل دور گرا ہے لہٰذا خیال کیا جاتا ہے کہ جہاز کو اصل حادثہ اڑانے کے بعد تقریباً چار یا پانچ میل کی مسافت طے کر لینے کے بعد پیش آیا اور بقیہ دو تین میل کا فاصلہ اس نے گرتے گرتے طے کر لیا ایک اور

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہوائی جہاز ہوا کے آنے کے رخ کی طرف پرواز شروع کرتے ہیں اور بہاولپور کا یہ ہوائی اڈہ شرقاً غرباً ہے اس لئے اڑنے کے بعد ہی پائلٹ ہوا کے رخ کو دیکھ کر پرواز کے آغاز کے رخ کا تعین کرتا ہے اس صورت حال میں اگر زمین سے میزائل سے حملہ کرنا مقصود ہو تو پھر حملہ آور کیلئے ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے ریڈیائی رابطہ رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ حملہ آور ایک سے زیادہ ہوں تاکہ رن وے کے دونوں طرف سے جہاز کو اڑتے ہی باآسانی نشانہ بنایا جا سکے اس حادثہ کے بارے میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ جہاز پر دریائے ستلج کے کنارے چھپے ہوئے حملہ آوروں

امام کعبہ سے صدر ضیاء الحق مصروف گفتگو ہیں

اسلام آباد ائیرپورٹ پر صدر ضیاء الحق گنی کے صدر احمد سیکو طورے کا استقبال کر رہے ہیں
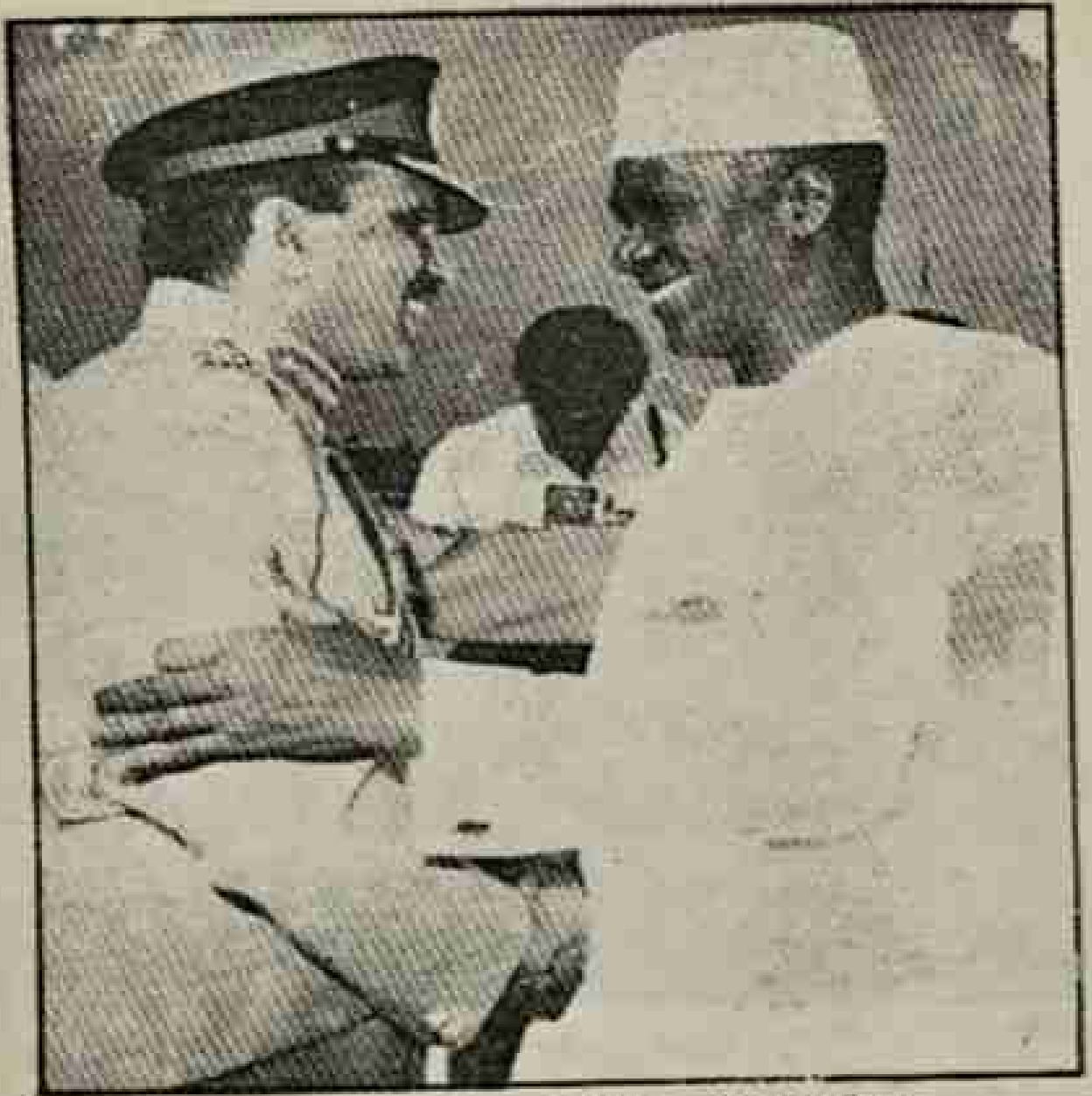
نے میزائل چلائے ہوں جن میں سے کوئی جہاز کے ایلی ویٹر سے ٹکرایا ہو جیسا کہ لوگوں نے دیکھا کہ جہاز پہلے نیچے کی جانب آیا اور پھر پائیلٹ نے اسے اوپر کی سمت اٹھایا اس عمل کو دہرانے میں لوگوں نے دیکھا کہ جہاز قلابازیاں کھا رہا ہے بالآخر جہاز زمین سے آٹکرایا اور اس میں آگ لگ گئی پھر دھماکے بھی ہوئے جو کہ فیول ٹینک پھٹنے سے بھی ممکن ہیں کیوں کہ بعد ازاں آگ دور دور تک پھیل گئی تھی مذکورہ حادثہ میں ایک بات واضح ہے کہ جہاز اندر سے کوئی بم پھٹنے کی وجہ سے تباہ نہیں ہوا کیوں اگر ایسا ہوتا تو یقیناً جہاز میں ہی پھٹ جاتا اور اس کا ملبہ ایکڑوں میں نہیں بلکہ میلوں میں پھیل جاتا

اور اسی طرح لاشوں کی تلاش کا مرحلہ بھی بہت مشکل ہوتا اور عین ممکن ہے کہ ایک بھی لاش کے اعضاء اکٹھے نہ ہو پاتے اس صورت حال میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ جنرل ضیاء الحق کا طیارہ تخریبی کاروائی کا نشانہ بنا ہے اور اس حادثہ کی وجہ کسی بھی طور کوئی فنی خرابی نہیں ہو سکتی جہاں تک تخریب کاروں کا سوال ہے تو یہ بہت سمجھ دار اور اعلیٰ سطح کے ہو سکتے ہیں کیونکہ اتنی سمجھ بوجھ اور پائیدار منصوبہ بندی عام گلیوں میں پھرنے والے تخریب کاروں کے بس کی بات نہیں ہے۔

ریٹائرڈ بریگیڈیئر منصور الحق ملک

ماہر ٹیلی کمیونیکیشن ریٹائرڈ بریگیڈیئر منصور الحق ملک نے بہاولپور کے سانحہ پر اپنی تجزیاتی رائے دیتے ہوئے کہا کہ واقعات و شواہد کی روشنی میں قوی امکان ہے کہ جہاز کے عملے کی کیبن میں بم رکھا گیا ہو انہوں نے کہا کہ اس امر کا بہت زیادہ امکان ہے کہ بم بہاولپور میں ہوائی اڈہ پر رکھا گیا ہو انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بم کا دھماکہ پائلٹ کی کیبن کے قریب یا اندر ہوا ہو جس سے پائلٹ موقع پر جاں بحق ہو گیا ہو اور جہاز کا وائرلیس کا نظام ناکارہ ہو گیا ہو انہوں نے کہا کہ دھماکہ سے ونڈ سکرین پھٹ گئی ہو گی اور کیبن میں پڑے ہوئے "میسج پیڈ" کے کاغذ باہر گر پڑے ہوں گے جنہیں لوگوں نے سمجھا کہ پرچیاں پھینکی جا رہی ہیں انہوں نے کہا کہ پائلٹ اور دیگر عملہ کے جاں بحق ہونے کے بعد کنٹرول ٹاور تک کوئی پیغام نہ پہنچایا جاسکا اور یوں جہاز بے قابو ہو کر ہچکولے کھاتا ہوا بالآخر زمین پر آگرا انہوں نے آموں کی پیٹیوں میں بم رکھے جانے کے امکان کو مسترد کر دیا علاوہ ازیں انہوں نے کہا جہاز پر زمین سے میزائل پھینکنے کا امکان بھی قوی نہیں ہے

۱۰ ریٹائرڈ ائیر مارشل ذوالفقار علی خان

پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر مارشل ذوالفقار علی خان نے کہا کہ عام طور پر طیارے کی تباہی کے چار اسباب ہو سکتے ہیں فنی خرابی موسمی خرابی پائلٹ کی غلطی اور
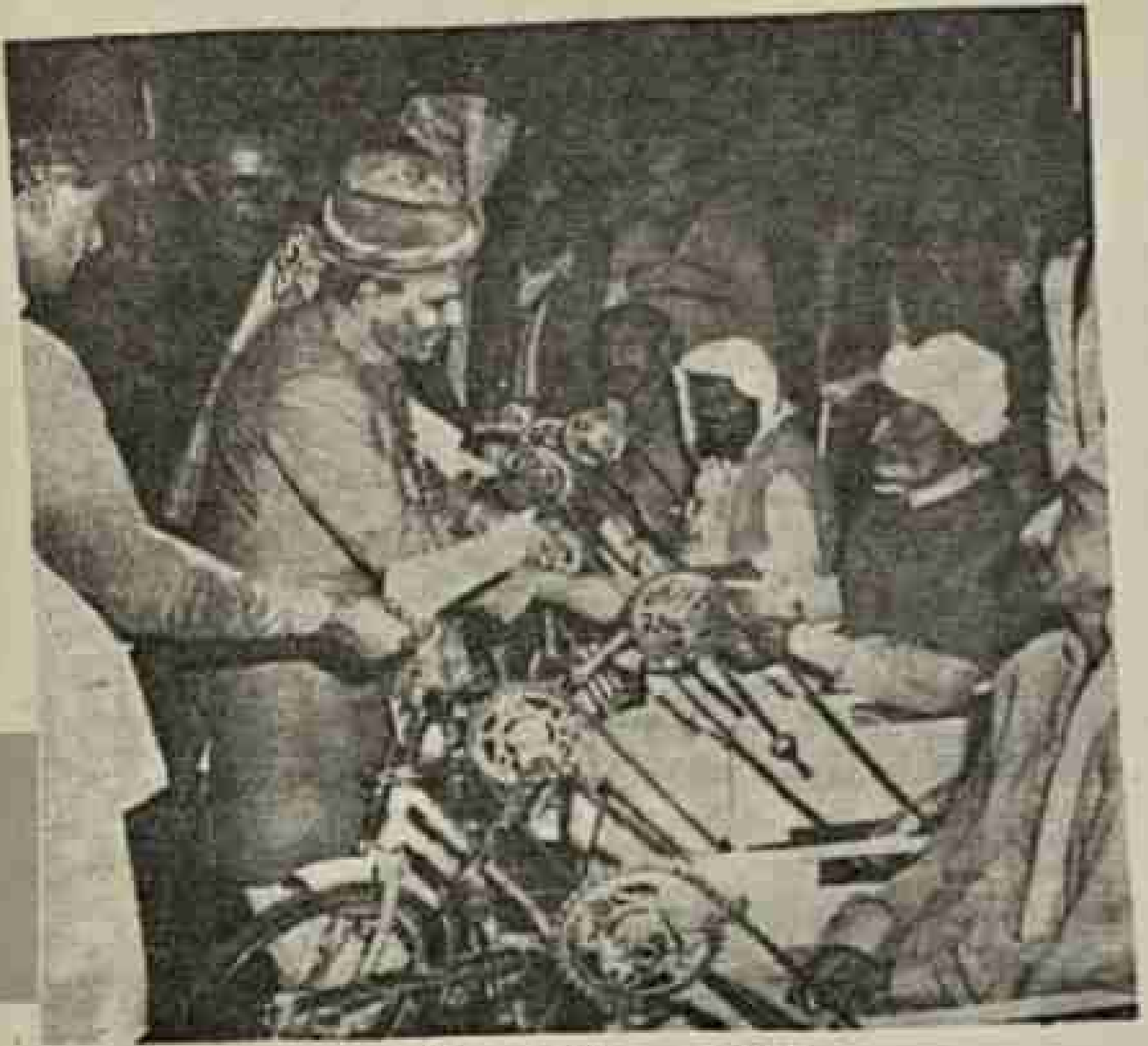
قبائلی علاقہ میں صدر ضیاء الحق معذوروں سے مل رہے ہیں

علاقہ لیکن اس حادثہ میں ان چاروں وجوہات میں سے کوئی بھی قرین قیاس نہیں ہے انہوں نے کہا کہ فنی اعتبار سے یہ طیارہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے انہوں نے بتایا کہ پاکستان میں اب تک تین سی ۱۳۰ طیارے تباہ ہو چکے ہیں بالعموم ان کی تباہی کا ذمہ دار خراب موسم کو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن جہاں تک پائیلٹ کی غلطی کا تعلق ہے صدر مملکت کے طیارے کے پائیلٹ بہت تجربہ کار اور فنی لحاظ سے ماہر تھے جہاں تک علاقہ اور موسم کی خرابی کا تعلق ہے تو اس دن موسم کسی لحاظ سے بھی خراب نہ تھا اور نہ ہی یہ کوئی پہاڑی علاقہ تھا اب امکان اس بات کا ہے کہ طیارے کو زمین سے نشانہ بنایا گیا ہو تاہم یہ طیارے اس وقت بھی پرواز کرتا رہتا ہے جبکہ اس
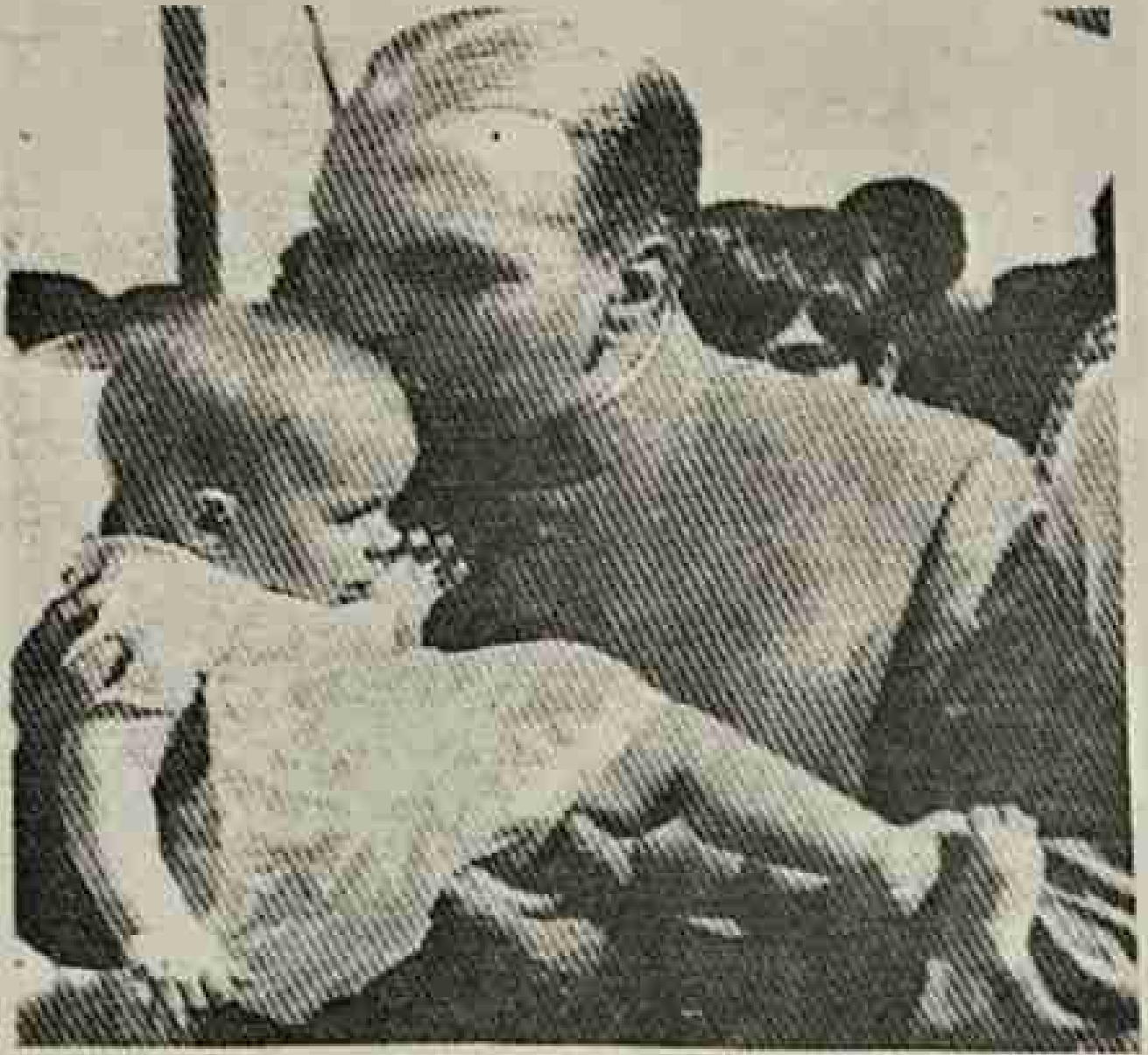
کے دو انجن ناکارہ ہو چکے ہوں انہوں نے یقین ظاہر کیا کہ میزائل یا توپ کا نشانہ بننے کے بعد یہ طیارہ بحفاظت اتر سکتا تھا چونکہ طیارہ پرواز کرتے ہی گر کر تباہ ہو گیا اس لئے یہی سبب نظر آرہا ہے کہ کوئی بہت زیادہ تباہ کن بم پہلے ہی طیارے میں رکھ دیا گیا تھا انہوں نے کہا کہ اس حادثہ کی تحقیقات میں بلیک باکس کوئی مدد نہیں دے سکتا انہوں نے آموں کی پیٹیوں میں بم رکھنے کے امکان کو بھی مسترد کیا انہوں نے مصنوعی سیارہ کے ذریعے طیارہ کے انجن جام کرنے کے خیال کو بھی غلط قرار دیا

ضیاء نہیں آیا

جنرل محمد ضیاء الحق اپنے والدین کے انتہائی تابع فرمان فرزند تھے انہوں نے اپنے والد مرحوم محمد اکبر علی سے اسلامی طریق زندگی سیکھا اور اپنایا تھا اپنی والدہ گرامی کی قدم بوسی بھی ان کا روز کا معمول تھا یہی وجہ تھی کہ ان کی نحیف و نزار والدہ کو اپنے اس بیٹے کی بہت فکر رہتی تھی چونکہ سرکاری مصروفیت کے بعد ہر ایک فرد خانہ سے ملاقات کرتے تھے یوں وہ اپنی والدہ کی مزاج پرسی کیلئے ان کے کمرے میں جانا بھی اپنے فرائض کا حصہ سمجھتے تھے اس معمول زندگی کا نتیجہ یہ تھا کہ ماں کو بھی اپنے بیٹے کی واپسی کا شدت سے انتظار رہتا تھا اور جب وہ کبھی دیر سے لوٹتے تو ان کی والدہ سخت پریشان ہو جاتیں غیر ممالک کے دوروں پر جاتے ہوئے چونکہ انہیں معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ بخیر و عافیت اپنے جرنیل بیٹے کی گھر واپسی کیلئے دعاؤں میں وقت گزار دیتیں ۱۷ اگست کو جب جنرل محمد ضیاء الحق ہرکولیس سی ۱۳۰ طیارے کی تباہی کے المناک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تو اس خبر کو ان کی والدہ محترمہ سے بھی چھپایا گیا چونکہ انہیں جنرل ضیاء الحق کی اسلام آباد سے باہر روانگی کا علم نہ تھا لہذا انہیں اپنے بیٹے کی واپسی کا شدت سے انتظار تھا جب رات بھیگ چکی اور ضعیف والدہ کی دھڑکنیں اس امر کی گواہی دینے لگیں کہ ان کے بیٹے پر کوئی افتاد آن پڑی ہے تو انہوں نے اپنے کمرے

صدر ضیاالحق لاہور میں ڈاکٹر صاحب کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھا رہے ہیں

میں آنے والی ہر خاتون اور ہر ملازم سے بار بار یہ پوچھنا شروع کر دیا کہ ضیاء نہیں آیا..... وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا.....؟؟ اس عمل میں خاصا وقت بیت گیا تو بالآخر ایک خاتون نے انہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دیا اپنے بیٹے کی ناگہانی موت کی خبر سن کر ضعیف والدہ سکتے میں آ گئیں سچ تو یہ ہے کہ عمر کے اس حصے میں بوڑھے والدین کو اگر اپنی اولاد کی میت یا جنازہ دیکھنا پڑ جائے یہ واقعی یہ ان کی صحت اور فطری تقاضوں پر منفی اثرات مرتب کرنے کا باعث بنتا ہے یہاں بھی یہی صورت حال دیکھنے میں آئی جب بوڑھی والدہ اپنے فرزند کی بجائے اس کے تابوت کی منتظر ہو گئی
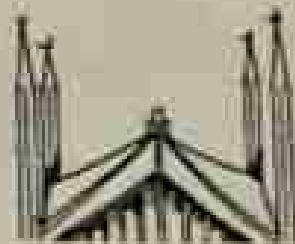
ابو خوش ہیں

پاکستان کے چھٹے صدر جنرل محمد ضیاء کی غریب پروری نے بہت شہرت پائی حتیٰ کہ ان کی موت کی خبر پر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس راولپنڈی غرباء مساکین اور محتاجوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا انہیں بچوں سے بھی والہانہ پیار تھا وہ جہاں بھی جاتے ننھے منے پاکستانی بچوں کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے ان کا منہ چومتے ان کا کہنا تھا کہ یہ مستقبل کے معمار اور گلشن پاکستان کے پھول ہیں اس لئے انہیں محبت و شفقت کے سائے میں پروان چڑھنا چاہئے تاکہ آنے والے وقتوں میں ملت اسلامیہ پاکستان کی قیادت کیلئے بہترین شخصیات کی تخلیق و تزئین ہو سکے قوم کے بچوں کو پیار کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بچوں سے کبھی ناانصافی نہیں کی اپنی چھوٹی صاحب زادی زین ضیاء کو انہوں نے اپنی بھرپور شفقت اور پیار دیا وہ ایک عام مشرقی باپ کی طرح اپنے جگر گوشے کو اکثر تقریبات میں ساتھ لے جاتے بچپن کے پیار و محبت نے زین کو بھی اپنے والد کے بہت قریب کر دیا تھا حتیٰ کہ زین کا کمرہ بھی اپنے والد کے کمرے کے بالکل قریب تھا زین اپنے والد سے بے پناہ محبت کرتی تھی اور بڑے بھولے پن سے اپنے والد سے شرارتیں اور فرمائشیں کیا کرتی جنرل ضیاء الحق اپنی اس صاحب زادی کی اس قدر ناز برداری کیا کرتے جو دوسرے کسی بچے کے حصے میں نہیں آئی ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو
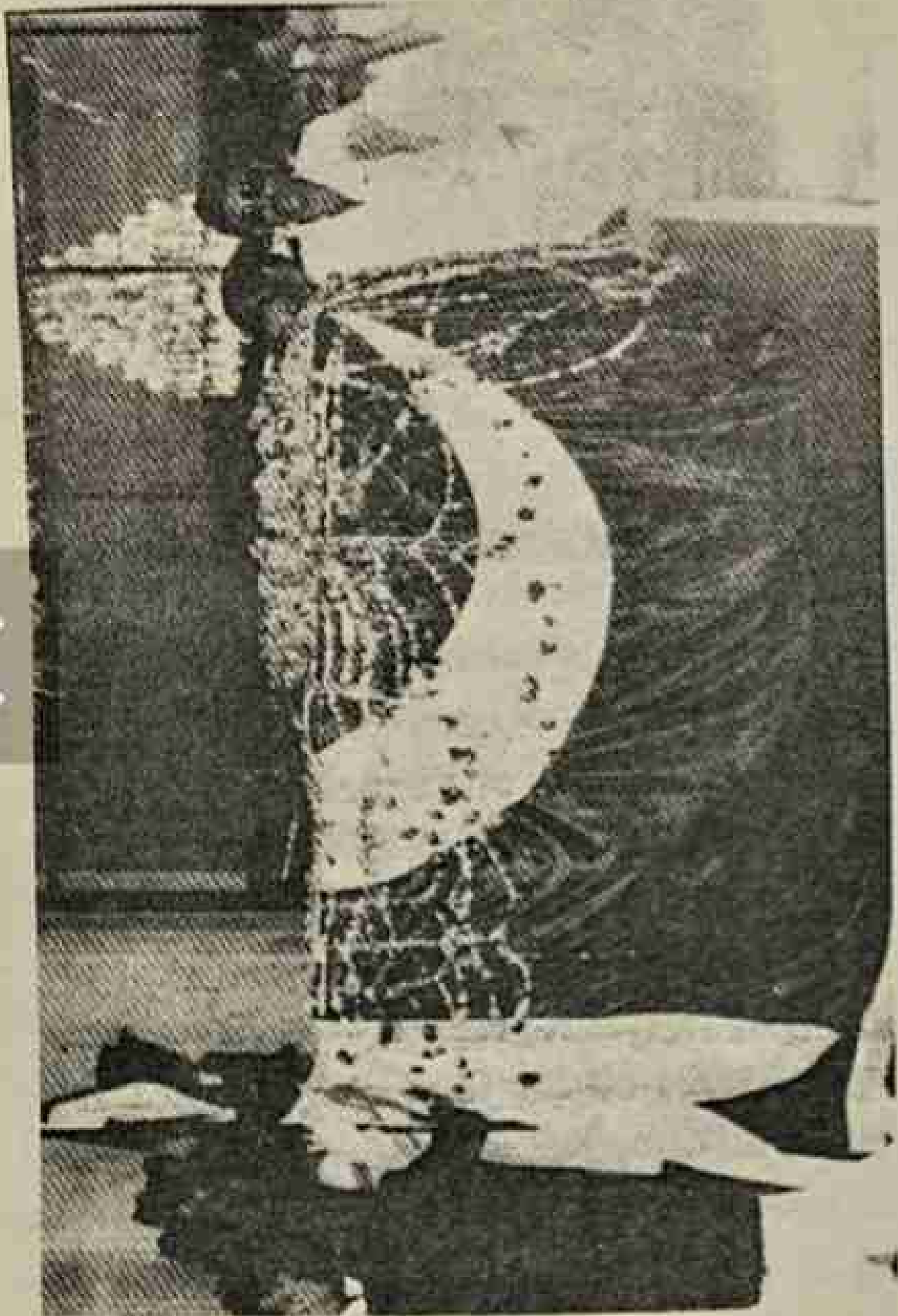
زین ضیاء الحق ناصر نقوی اور بیگم شفیقہ ضیاء الحق

جب فضائی حادثہ میں جنرل ضیاء الحق نے داعی اجل کو لبیک کہا تو زین ضیاء کی والدہ شفیقہ ضیاء الحق صدمہ سے نڈھال اس بات پر فکر مند تھیں کہ ان کی عزیز ترین بیٹی زین کو اس حادثہ کے بارے میں کیسے سمجھایا جائے اور اس غم میں اس کم سن کو کیسے صبر آئے گا؟ لیکن اللہ کی ذات بے نیاز ہے جنرل ضیاء الحق کی چہیتی بیٹی نے اس حقیقت کو فوراً تسلیم کر لیا اور اب وہ ان الفاظ میں اپنی ماں کو تسلی دے رہی تھی کہ "امی آپ کیوں رو رہی ہیں...... ؟ ابو تو اللہ میاں کے پاس خوش ہیں...... ! بعد ازاں جب جنرل ضیاء کا تابوت آخری دیدار کیلئے اہل خانہ کے پاس لایا گیا تو زین بار بار اپنی والدہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی رہی اور تابوت کی جانب اشارہ کر کے کہتی "ابو اس کے اندر ہیں مجھے معلوم ہے"

ضروری بات

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی بیوہ بیگم شفیقہ ضیاء الحق نے کچھ عرصہ قبل ایک قومی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ محمد ضیاء الحق شروع ہی سے بڑے جاذب نظر اور با اخلاق انسان ہیں بیگم ضیاء الحق نے کہا تھا کہ میں کم سنی ہی میں ضیاء الحق صاحب کی شخصیت کی دلدادہ ہو گئی تھی جوابی اظہار خیال میں جنرل صاحب نے بڑے لطیف پیرائے میں کہا تھا کہ ان کی بیگم شفیقہ ضیاء ان کی کزن ہیں وہ بڑی نفیس اور پر کشش خاتون ہیں، جنرل ضیاء نے بتایا کہ شفیقہ ضیاء کو بچپن ہی سے ان سے محبت اور عقیدت تھی اس لئے وہ شروع ہی سے انہیں اپنا دولہا تصور کرنے لگیں تھیں گھر کے دوسرے افراد خانہ کی طرح محمد ضیاء الحق کے اپنی زوجہ اور شریک حیات کے سے مراسم بھی محبت و عقیدت کی عمدہ مثال تھے وہ گھریلو امور میں ان کی آراء کا ہمیشہ احترام کرتے اور ان کے خیالات کو محترم جانتے بیگم شفیقہ ضیاء الحق نے بتایا کہ آخری ملاقات میں جنرل ضیاء نے کہا تھا کہ انہیں ان سے کچھ ضروری بات کرنی ہے لیکن موت نے انہیں موقعہ نہ دیا اور ضروری بات ان کی رہ گئی اب ملاقات تو ہوئی لیکن اس کی نوعیت کچھ

جنرل محمد ضیاء الحق اپنی شریک حیات شفیقہ ضیاء کے ساتھ

اور تھی صحن میں شامیانوں تلے مرحوم صدر ضیاء الحق کا تابوت رکھا ہوا تھا پاس ہی دیگر تمام اہل خانہ کی معیت میں بیٹھی ہوئی بیگم شفیقہ ضیاء الحق غم و الم کی تصویر بنی ہوئی تھیں ان کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں نبض کی رفتار بے ہنگم تھی مرحوم شوہر کو سفر آخرت پر روانہ کرتے وقت انہوں نے آہوں اور سسکیوں میں ایک مشرقی عورت کی طرح مرحوم کو اپنا حق مہر بخشا اور کہا سنا معاف کر دینے کے روایتی الفاظ دہرائے شاید بیگم شفیقہ نے یوں اپنی ضروری بات کہہ دی

اہم ترین دن

پاکستان کے چھٹے صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کو اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ علوم مشرقی اور علم نجوم سے خاصا شغف تھا وہ علم نجوم پر محض یقین ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ انہیں اس میں بہت زیادہ دلچسپی بھی تھی انہوں نے اس علم سے متعلق کتب کا بارہا مطالعہ کیا اور اس کے اسرار ورموز سے خاصی واقفیت حاصل کی اگرچہ علم نجوم ایک بہت بڑا سمندر ہے لیکن مرحوم جنرل ضیاء نے اس کے چند قطروں سے اپنا دامن ضرور تر کر لیا تھا اس بات کا احساس ان کی بات چیت سے ہوتا تھا جب وہ اپنے اقدامات کے سامنے ایسے دلائل دیتے جن میں حقیقت سے زیادہ ایک ایسا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا جو صرف اور صرف علم نجوم کے دلدادہ لوگوں کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے یہاں اس بات کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ جنرل ضیاء کوئی منجم یا ماہر عامل تھے لیکن اس حقیقت سے بھی چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ انہیں اس علم پر بڑا اعتماد بھروسہ اور اعتقاد تھا

جنرل محمد ضیاء الحق ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کے ناطے مشیت الٰہی پر بھی قانع تھے وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور ارض وسماں کی ہر شے اس کے احکام کی تابع ہے لہٰذا وہ اکثر اپنے اقدامات کا اعلان کرتے ہوئے پہلے انشاء اللہ کا لفظ ضرور استعمال کیا کرتے تھے اہم اقدامات سے پہلے وہ ایک پختہ عقیدہ مسلمان کی طرح

استخارہ ضرور کیا کرتے تھے اور کئی بار انہوں نے بڑے فخر سے اس بات کا تذکرہ بھی کیا کہ انہوں نے استخارہ کر کے رضائے الٰہی کو شامل حال کر لیا ہے اس لئے انہیں کامیابی کی امید ہے محمد ضیاء الحق مرحوم ایام ہفتہ کو بھی زاویہ نظر سے دیکھتے تھے ان کے عقیدہ میں مختلف دنوں کی مختلف اہمیت تھی ہفتے کے سات دنوں میں انہیں بدھ کے دن سے خاص عقیدت اور لگاؤ تھا لہذا اسی نسبت سے وہ اپنے دور اقتدار میں اکثر و بیشتر اہم اقدامات کیلئے بدھ کے دن کا انتخاب کرتے تھے اور یہ تمام اقدامات پائیہ تکمیل کو پہنچے انہوں نے سب سے پہلی مرتبہ بدھ کے دن کا انتخاب کرتے ہوئے قدرے جھجک سے کام لیا تھا جب انہوں نے نواب محمد احمد خان کے قتل کیس میں سابق وزیر اعظم اور پاکستانی پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو بدھ کے روز

تختہ دار پر لٹکایا اس اقدام کے بعد جنرل ضیاء الحق کو پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی جانب سے سخت رد عمل کا مقابلہ کرنا پڑا لیکن جب وہ اس تحریک کو دبانے اور بھٹو مرحوم کو مجرم ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو بدھ کے دن سے ان کی عقیدت اور بڑھ گئی صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کو عوامی حلقوں اور دیگر کئی غیر ملکیوں کی جانب سے غیر منتخب اور غیر آئینی ہونے کے طعنے سننے پڑتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے آپ کو صدر کی حیثیت میں آئینی طور پر منوانے کیلئے ملک گیر ریفرنڈم کی راہ نکالی اور اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو بدھ کا دن منتخب کیا اس ریفرنڈم میں جنرل ضیاء کو ان کے دوستوں اور حامیوں سے زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور وہ آئینی طور پر آئندہ پانچ سال کیلئے صدر مملکت بن گئے بدھ کے دن کی اس کامیابی نے انہیں مزید ہمت دی اور انہوں نے غیر جماعتی بنیادوں پر قومی اسمبلی کے انتخاب کرانے کی ٹھان لی اور بالآخر ۲۷ فروری ۱۹۸۵ء کو بدھ کے روز قومی اسمبلی کا انتخاب بڑے پرامن طریقے سے منتخب ہوا اور ایک نئی اسمبلی کی تشکیل ممکن ہوئی

جنرل محمد ضیاء الحق نے اس سال ۲۰ جولائی ۱۹۸۸ء کو سینٹ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نئے انتخابات کیلئے تاریخ کا اعلان کیا اس روز بھی بدھ کا دن تھا

صدر ضیاء الحق مرحوم اپنے بیٹوں اعجاز الحق اور ڈاکٹر انوار الحق کے ساتھ

انہوں نے نئے انتخابات کیلئے ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء کی تاریخ کا اعلان کیا حسن اتفاق کہیئے یا جنرل ضیاء الحق کی ترکیب خصوصی کہ اس روز بھی بدھ کا ہی دن ہو گا یوں جنرل ضیاء الحق نے ایک بار پھر بدھ کے دن سے اپنی والہانہ عقیدت کا برملا اظہار کر دیا شاید جنرل ضیاء الحق بدھ کے دن کو اپنی خوش قسمتی سے تعبیر کرتے تھے اور اکثر اہم اقدامات کیلئے اسی دن کا انتخاب کرتے تھے لیکن آخر کار حالات نے ثابت کر دیا کہ بدھ کا دن ان کی زندگی کیلئے واقعی اہم ترین دن تھا تاہم اس میں خوش قسمتی کے عنصر کی موجودگی لازم وملزوم نہ تھی ان کی زندگی کا آخری اور اہم ترین دن ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء بدھ ہی تھا جب انہوں نے ۲۹ دیگر افراد کے ساتھ اپنے مخصوص سی۔ ۱۳۰ طیارہ کی بہاولپور کے نزدیک تباہی میں داعی اجل کو لبیک کہا

سچ ہے کہ دنوں کی اہمیت اپنی جگہ ضرور ہوتی ہے اور مخصوص لوگوں کیلئے قدرت نے مختلف ایام اور تواریخ کا تقرر کر رکھا ہے اس اعتبار سے پاکستان کے چھٹے صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کیلئے اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن کا انتخاب کیا تھا بالخصوص ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء بدھ کے روز کا جس کا اللہ تعالیٰ اور حضرت عزرائیل کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔

آخری انٹرویو

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے لاہور سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ دی نیشن اور نوائے وقت کے ایک پینل نے ۱۳ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک تفصیلی انٹرویو کیا ۱۷ اگست کو صدر مملکت کی ناگہانی وفات کے باعث یہ ان کی زندگی کا آخری انٹرویو ثابت ہوا نامہ نگار کے مطابق صدر انٹرویو کے دوران انتہائی پر عزم تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے تمام ملکی حالات پر انہیں مکمل کنٹرول حاصل ہے ان کی تمام تر گفتگو میں کسی ذاتی یا قومی نوعیت کی پریشانی کا شائبہ تک نہیں تھا

انٹرویو کے دوران اخباری نمائندے نے ایک سوال یہ بھی کیا کہ تاریخ دان آپ کو پاکستانی تاریخ میں کیا مقام دیں گے صدر مملکت یقیناً اس سوال کیلئے تیار نہیں تھے اور اس وقت یہ سوال خاصا بے محل بھی معلوم ہوتا ہے لیکن آج جب صدر مملکت ہم سے جدا ہو چکے ہیں تو یہ سوال بہت اہمیت کا حامل نظر آتا ہے اس سوال کے جواب میں صدر نے چند لمحے سوچ کر فرمایا کہ "مجھے امید ہے کہ تاریخ دان مجھے میرا صحیح مقام دیں گے" یہ جواب دیتے وقت صدر کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ یہ ایسے پر عزم انسان کے الفاظ ہیں جو جانتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بالکل درست ہے اور اس بات کی بالکل فکر نہیں ہے کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے

ہیں انٹرویو کرنے والے نے صدر سے یہ بھی دریافت کیا کہ آیا ان کا ارادہ جنرل فرانکو کے دور اقتدار کا ریکارڈ توڑنے کا تو نہیں ہے؟ اس سوال کے جواب میں صدر مرحوم نے بے اختیار ہنستے ہوئے فرمایا کہ "جو لوگ ایسا سوچتے ہیں وہ شاید میری عمر سے واقف نہیں ہیں" جنرل فرانکو لگ بھگ چالیس برس حکومت کرتے رہے علاوہ ازیں کون جانتا ہے کہ کس نے کب مرنا ہے؟ ۱۳ اگست کو یہ جواب اتنا اہم ہرگز نہیں تھا جتنا کہ چار روز بعد ہو گیا انٹرویو کے دوران ملک اور بین الاقوامی اہمیت کے بہت سے سوالات کیے گئے جن کے جواب صدر مرحوم نے انتہائی تحمل بردباری اور اطمینان کے ساتھ دیتے رہے اس دوران ان کا لہجہ پُر عزم دلائل عالمانہ اور انداز عارفانہ تھا صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ جسمانی سے زیادہ روحانی قوت سے سرشار ہیں انٹرویو کے دوران کھانے کا وقفہ بھی ہوا جس کے دوران وہ روشن آنکھوں اور خندہ پیشانی کے ساتھ اخباری نمائندوں سے غیر رسمی گفتگو کرتے رہے کھانے کے بعد نماز کا وقفہ آیا اور صدر مملکت کی بدولت وہ لوگ جو عرصہ دراز سے نماز کے قریب نہیں پھٹکے تھے صدر مملکت کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہو گئے

ایک دن پہلے ......

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ہرکولیس وی آئی پی سی ۱۳۰ طیارے کے المناک حادثہ میں جاں بحق ہونے سے ایک روز قبل یعنی ۱۶ اگست کو حسب معمول مصروف ترین دن گزارا انہوں نے اس دن بھی سولہ گھنٹے سے زائد وقت سرکاری مصروفیات میں گزارا اس دن بھی وہ علی الصبح بیدار ہوئے اور سب سے پہلے نماز فجر ادا کی بعد از نماز اپنے دیگر معمولات سے فراغت اور تلاوت کلام پاک کے بعد انہوں نے اہل خانہ سے حسب معمول ملاقات کی اور تقریباً ساڑھے نو بجے صبح وہ اپنی رہائش گاہ آرمی ہاؤس سے ایوان صدر اسلام آباد کیلئے روانہ ہوئے اور تقریباً دس بجے وہ ایوان صدر میں تھے ایوان صدر اسلام آباد میں انہوں نے سارا دن معمول کے مطابق مصروفیات میں گزارا دن بھر میں حسب معمول ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ذیلی سطور میں سابق صدر مملکت ضیاء الحق مرحوم کی سولہ اگست کی مصروفیات کا مختصراً ذکر کیا جارہا ہے
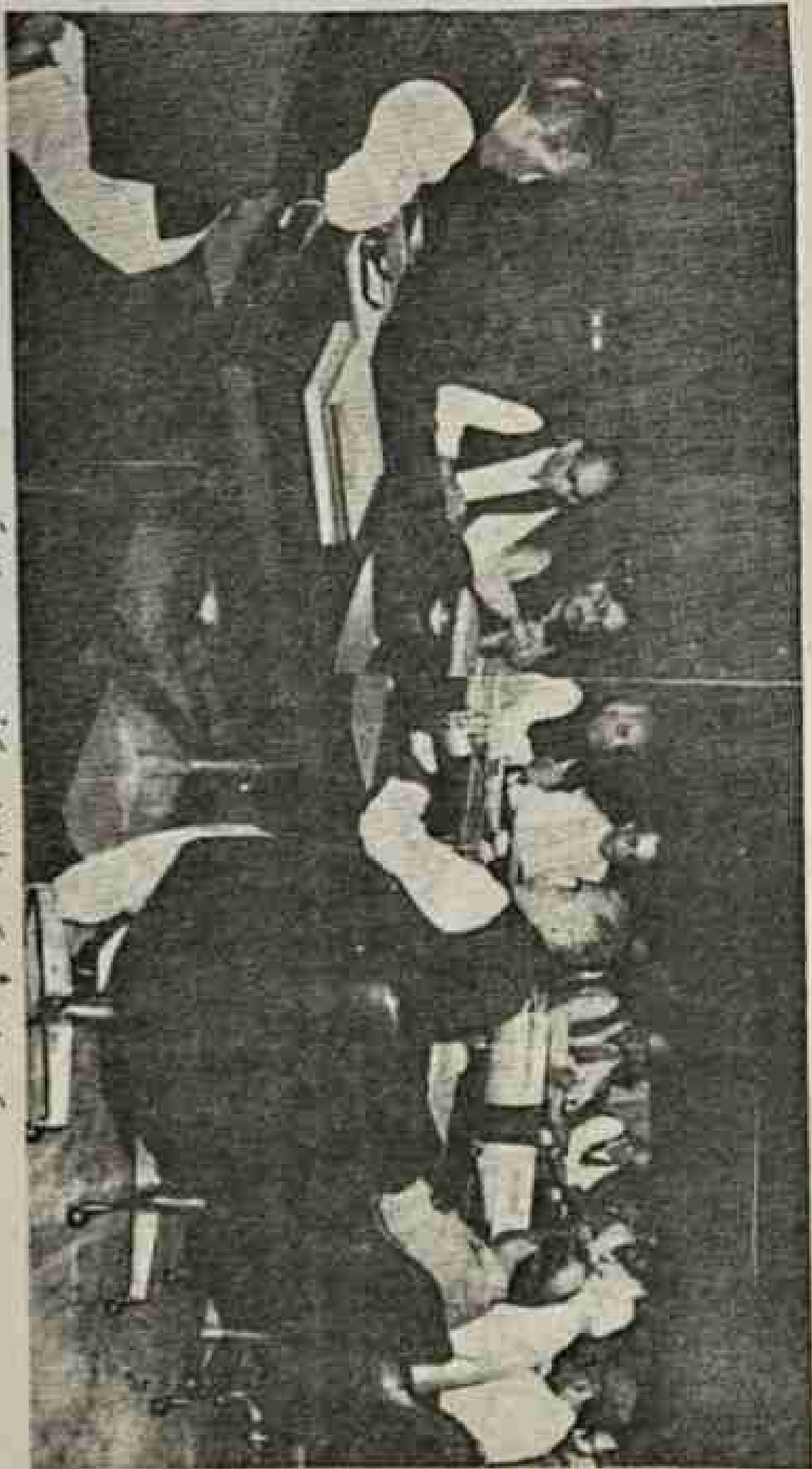
صدر پاکستان سانحے سے ایک روز پہلے الفقر ٹرسٹ کے خصوصی اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

○...... جنرل ضیاء الحق نے نابیناؤں کی فلاح و بہبود کے ادارے بورڈ آف ٹرسٹیز آف دی الشفاء ٹرسٹ کے اجلاس کی صدارت کی اور مختلف امور پر سیر حاصل گفتگو کے بعد انہوں نے اجلاس میں مزید اقدامات پر روشنی ڈالی یاد رہے کہ صدر مرحوم معذور پاکستانیوں کی بحالی اور ان کی فلاح و بہبود کے پروگراموں میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے

○...... تقریباً ساڑھے گیارہ بجے انہوں نے برطانیہ کے ماہرین خصوصی تعلیم کے ایک وفد سے ملاقات کی اور پاکستان میں خصوصی تعلیم کے پروگرام پر تبادلہ خیالات کیا

○...... ٹھیک بارہ بجے گنی بساؤ کے وزیر صنعت نے صدر ضیاء الحق سے ملاقات کی اس دوران صدر مرحوم نے گنی بساؤ کے وزیر صنعت کو بلا سود قرضوں کی منظوری دی ساتھ ہی انہوں نے زرعی آلات کی خریداری کے سلسلے میں گنی بساؤ کو خصوصی فنی امداد کی پیشکش کی

○...... روس میں پاکستان کے نئے نامزد سفیر جناب عبدالستار نے صدر مملکت سے ملاقات کی اور رسمی بات چیت کے علاوہ آخری ہدایات بھی لیں

○...... دوپہر ایک بجے اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے برائے بحالی افغان مہاجرین جناب پرنس صدر الدین آغا خان نے صدر ضیاء مرحوم سے ملاقات کی اس ملاقات میں افغان مہاجرین کی بحالی کیلئے کئے جانے والے انتظامات کا جائزہ لیا گیا صدر مرحوم نے پرنس صدر الدین آغا خان کو اپنی   اور حکومت پاکستان کی جانب سے مکمل امداد و تعاون کی یقین دہانی کرائی

○...... صدر نے نماز ظہر اور دوپہر کے کھانے کیلئے اپنی مصروفیات میں وقفہ کیا

○...... کھانے کے وقفہ کے بعد پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر جناب جسٹس ایس اے نصرت نے صدر ضیاء الحق سے ملاقات کی اس دوران آئندہ الیکشن کے متعلق متعدد امور موضوع گفتگو رہے

برطانوی ماہرین تعلیم نے
صدر ضیاء الحق سے ایک روز پہلے ملاقات کی

گیمبیا کے
وزیر صنعت اور صدر ضیاء الحق کی ملاقات

روس میں پاکستان کے نامزد سفیر عبدالستار صدر ضیاء سے آخری ہدایات لے رہے ہیں

○ ...... بعد ازاں صدر ضیاء الحق مختلف سرکاری امور کی بجا آوری کے سلسلہ میں ایوان صدر اسلام آباد سے واپس آرمی ہاؤس آ گئے

○ ..... آرمی ہاؤس میں پاکستان میڈیکل کونسل کے ڈاکٹر سعید نے صدر سے ملاقات کی اور مختلف امور پر نہایت مفید بات چیت کی

○ ..... رات گئے تک صدر مرحوم مختلف سرکاری امور انجام دیتے رہے اور بڑے اطمینان سے اپنے کاموں میں مصروف رہے

○ ...... آدھی رات کے بعد صدر اپنے اہل خانہ کے پاس اپنے پرائیویٹ چیمبرز میں چلے گئے جہاں انہوں نے اپنے عرصہ حیات کی آخری رات گزاری

صدر ضیاء کی کابینہ

جنرل محمد ضیاء الحق (چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر)

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کے اختیارات سنبھال کر ملک کے سربراہ بنے انتظامی امور کی انجام دہی کیلئے مشاورتی کونسل قائم کی اور پھر ایک سال بعد ۵ جولائی ۱۹۷۸ء کو باقاعدہ کابینہ تشکیل دی

وزراء

۱۔ غلام اسحاق خاں (خزانہ) ۲۔ مصطفیٰ گوکل (جہاز رانی تجارت اور اوورسیز) ۳۔ جنرل (ریٹائرڈ) حبیب اللہ خاں (صنعت) ۴۔ گل محمد خان جوگیزئی (صنعت) ۵۔ جنرل غلام حسن خاں (صنعت) ۶۔ بیگم وقار النساء نون (سیر و سیاحت) ۷۔ جنرل فیض علی چشتی (اوورسیز محنت ترقیاتی امور و سیاسی امور) ۸۔ شریف الدین پیرزادہ (قانون) ۹۔ محمد علی خاں ہوتی (تعلیم) ۱۰۔ محمود اے ہارون (داخلہ) ۱۱۔ خواجہ محمد صفدر (خوارک و زراعت) ۱۲۔ چودھری ظہور الٰہی

(بلدیات و دیہی ترقی اور میز اور محنت) ۱۳۔ زاہد سرفراز (تجارت) ۱۴۔ محی الدین بلوچ (مواصلات) ۱۵۔ فدا محمد خاں (ہاؤسنگ) ۱۶۔ جنرل جمال سید میاں (ریلوے امور کشمیر وقبائلی علاقہ) ۱۷۔ آغا شاہی (خارجہ) ۱۸۔ اے کے بروہی (قانون) ۱۹۔ حاجی فقیر محمد خاں (دیہی ترقی وبلدیات) ۲۰۔ چودھری رحمت الٰہی (قدرتی وسائل وپیٹرولیم) ۲۱۔ محمد خاں جونیجو (ریلوے) ۲۲۔ افتخار احمد انصاری (اوقاف حج و مذہبی امور) ۲۳۔ پروفیسر غفور احمد (پیداوار) ۲۴۔ محمد ارشد چودھری (سائنس و ٹیکنالوجی) ۲۵۔ میر علی احمد تالپور (دفاع) ۲۶۔ میر زمان خان اچکزئی (دفاع) ۲۷۔ محمود اعظم فاروقی (اطلاعات ونشریات) ۲۸۔ میر مسیح صادق کھوسو (اطلاعات و نشریات) ۲۹۔ میجر جنرل شاہد حامد (انڈسٹری) ۳۰۔ ائر مارشل انعام الحق (اوقاف ومذہبی امور) ۳۱۔ ایڈمرل محمد فاضل جنجوعہ (خوراک و زراعت) ۳۲۔ ارباب نیاز محمد (سیروسیاحت کھیل و ثقافت) ۳۳۔ فخر امام (بلدیات) ۳۴۔ غلام دستگیر خاں (محنت وافرادی قوت) ۳۵۔ الٰہی بخش سومرو (صنعت) ۳۶۔ میجر جنرل جمالدار خاں (صنعت) ۳۷۔ محمد عباس خاں عباسی (مذہبی امور) ۳۸۔ نصیر الدین جوگیزئی (صحت) ۳۹۔ راؤ فرمان علی (قدرتی وسائل وپیٹرولیم) ۴۰۔ سعید قادر (ریلوے پیداوار) ۴۱۔ راجہ ظفر الحق (اطلاعات ونشریات) ۴۲۔ حبیب ڈی حبیب (بیرونی تجارت)

وزراء مملکت

۱۔ محمود علی (سوشل ویلفیئر) ۲۔ جاوید ہاشمی (امور طلباء) ۳۔ حبیب ڈی حبیب (تجارت) ۴۔ جسٹس محمود الرحمان مشیر (قانون و پارلیمانی امور) ۵۔ بیگم عفیفہ ممدوٹ (ویمن ڈویژن) ۶۔ ظفر اللہ خاں جمالی (بجلی و پانی) ۷۔ ڈاکٹر اسد محمد خاں (پیٹرولیم و قدرتی وسائل) چودھری شجاعت حسین، میاں حامد ناصر چٹھہ، ڈاکٹر بشارت جذبی (صحت) ۸۔ ڈاکٹر محمد افضل (تعلیم) ۹۔ صاحبزادہ یعقوب علی خاں (خارجہ) ۱۰۔ ڈاکٹر محبوب الحق (خزانہ و منصوبہ بندی کمیشن) بھی صدر

صدر ضیاء الحق وفاقی کابینہ کے ارکان سے حلف لے رہے ہیں

ضیاء الحق کی کابینہ میں شامل رہے

محمد خان جو نیجو (وزیر اعظم)

صدر ضیاء الحق نے فروری ۱۹۸۵ء میں ملک میں غیر جماعتی انتخابات کرائے جس کے نتیجے میں محمد خان جو نیجو قومی اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کر کے وزیر اعظم پاکستان بنے انہوں نے وزارت عظمیٰ کا حلف ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء کو اٹھایا اور اپنی وزارت ترتیب دی وزیر اعظم محمد خان جو نیجو نے حلف اٹھانے کے بعد صدر ضیاء الحق کی وفاقی کابینہ توڑ دی لیکن صاحب زادہ یعقوب علی خاں (خارجہ) سعید قادر (ریلوے) پرنس محی الدین بلوچ، ڈاکٹر اسد محمد خاں (پٹرولیم وقدرتی وسائل) ڈاکٹر محبوب الحق (خزانہ و منصوبہ بندی) جمال سعد میاں اور ڈاکٹر محمد افضل (تعلیم مذہبی امور و اقلیتی امور) کی وزارتیں بحال رکھیں جب کہ دوسرے تمام محکمے وزیر اعظم محمد خان جو نیجو نے اپنے پاس رکھے بعد ازاں محمد خاں جو نیجو نے باقاعدہ کابینہ بنائی جس میں بائیس وفاقی وزراء تیرہ وزرائے مملکت اور تین مشیر شامل تھے ان کی

صدر ضیاء الحق سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو سے حلف لیتے ہوئے
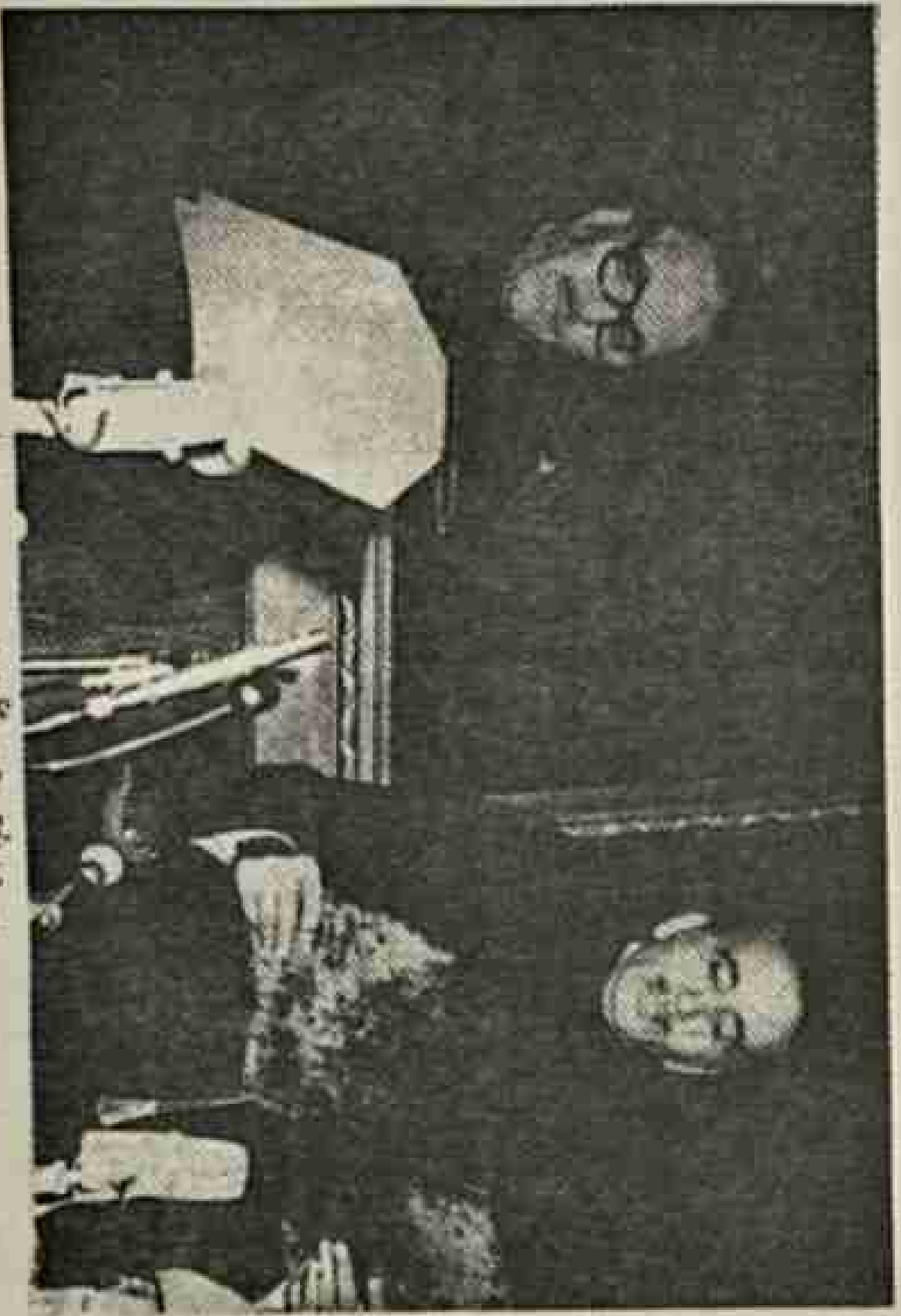
تفصیل یوں ہے

وزراء

۱۔ سلیم سیف اللہ (ہاؤسنگ) ۲۔ جنرل جمال سعد میاں (تعلیم مذہبی امور و اقلیتی امور) ۳۔ سید قاسم علی شاہ (امور کشمیر و شمالی علاقہ جات) ۴۔ اسلم خٹک (داخلہ) ۵۔ یاسین وٹو (خزانہ و پلاننگ) ۶۔ ملک نور حیات نون (مواصلات) ۷۔ یوسف رضا گیلانی (ریلوے) ۸۔ حامد ناصر چٹھہ (سائنس ٹیکنالوجی و اطلاعات و نشریات) ۹۔ اقبال احمد خاں (قانون و پارلیمانی امور مذہبی امور و محکمہ) ۱۰۔ غلام محمد خاں مانیکا (ثقافت و سیاحت) ۱۱۔ خاقان عباسی (پیداوار) ۱۲۔ نسیم احمد آہیر (تعلیم) ۱۳۔ چودھری شجاعت حسین (اطلاعات و نشریات و تجارت) ۱۴۔ صاحبزادہ یعقوب علی خاں (خارجہ) ۱۵۔ نواب مقصود احمد لغاری (محنت و افرادی قوت) ۱۶۔ محی الدین بلوچ (کامرس) ۱۷۔ میر حاجی ترین (مذہبی و اقلیتی امور) ۱۸۔ قاضی عبدالمجید عابد (خوراک و زراعت و اطلاعات و نشریات) ۱۹۔ شاہ محمد کھوڑو (صحت، خصوصی تعلیم، سوشل ویلفیئر) ۲۰۔ محمد

حنیف طیب (پٹرولیم و قدرتی وسائل و افرادی قوت) ۲۱۔ سید ظفر علی شاہ (انڈسٹریز) ۲۲۔ محمد انور عزیز چودھری (بلدیات و دیہی ترقی)

وزرائے مملکت

۱۔ سرتاج عزیز (خوراک و ثقافت) ۲۔ ابراہیم بلوچ (مواصلات) ۳۔ زین نورانی (خارجہ) ۴۔ مقبول احمد خاں (مذہبی امور) ۵۔ سید تسنیم گردیزی (کامرس) ۶۔ رائے منصب علی (محنت و پاور) ۷۔ ناصر بلوچ (تعلیم) ۸۔ بیگم افسر رضا قزلباش (خصوصی تعلیم و سوشل ویلفیئر) ۹۔ نثار محمد خاں (ریلوے) ۱۰۔ یونس الٰہی سیٹھی (انڈسٹریز) ۱۱۔ اسلام الدین شیخ (پیداوار) ۱۲۔ مہران خاں بجارانی (ثقافت و کھیل) ۱۳۔ میر نواز خان مروت (پارلیمانی امور)

مشیر

۱۔ سردار غلام محمد خاں مہر (پانی و بجلی) ۲۔ ڈاکٹر ایم اے قاضی (سائنس و ٹیکنالوجی) ۳۔ بیگم عطیہ عنایت اللہ (منصوبہ بندی و سوشل ویلفیئر)

صدر جنرل محمد ضیاء الحق (نگران کابینہ)

اسلم خٹک (سینئر وزیر) وسیم سجاد (قانون و پارلیمانی امور) صاحبزادہ یعقوب علی خاں (مذہبی امور) الٰہی بخش سومرو (اطلاعات و نشریات) چودھری شجاعت حسین (تجارت) ڈاکٹر محبوب الحق (وزیر خزانہ) نسیم احمد آہیر (وزیر داخلہ) ملک فرید خاں (کھیل و ثقافت) مصطفیٰ صادق (عوامی رابطہ) زیڈ اے سی (ابلاغیات) وزیر محمد جوگیزئی (وزیر تعلیم) محمود ہارون (دفاع و ریلوے) چودھری نثار علی (پٹرولیم) فتح محمد حسنی (مواصلات) میر ہزار خاں بجارانی (صحت) سرتاج عزیز (پیداوار)
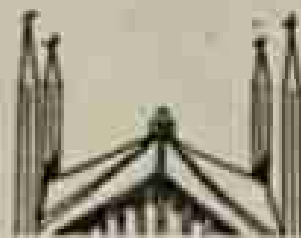
پھولوں کی سیج یا کانٹوں کی مالا

دنیا بھر کی سیاسی قد آور شخصیات اقتدار کی جدوجہد میں مصروف عمل رہتی ہیں اور اپنی اس دور میں کئی سیاست دان یہ بھی فراموش کر دیتے ہیں کہ وہ صحیح اور مثبت عملی اقدامات کر رہے ہیں یا نہیں؟ بہرکیف اس بات پر اختلاف نہیں ہو سکتا کہ سیاست کا مطمع نظر حصول اقتدار بن چکا ہے ترقی یافتہ ممالک میں سیاستدان کسی بھی حتمی اقدام سے قبل اپنے پروگرام کی سائنسی اور منطقی بنیادوں پر تیاری کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کے منشور اور پروگرام کو عوام صحیح معنوں میں پرکھ اور سمجھ لیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ عوام اپنی رائے کا اظہار کرنے سے قبل مکمل شعوری طور پر تیار ہیں ترقی پذیر ممالک میں سیاست کی صورت کہیں زیادہ مختلف اور ابتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں سے اکثر ممالک ابھی تک جمہوریت کی صحیح روح سے نا آشنا ہیں اکثر ترقی پذیر ممالک میں سیاسی ابتری سے فائدہ اٹھا کر فوج کرسی اقتدار پر براجمان ہے سیاستدان کر فوج کرسی اقتدار پر براجمان ہے اگر سیاست دان صحیح متحمل مزاج اور قوم پرست ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم ان کے پیچھے چل کر ساحل مراد تک نہ پہنچ

صدر پاکستان غلام اسحاق خاں اسلام آباد ائیرپورٹ پر صدر ضیاء مرحوم کا استقبال کرتے ہوئے

پائے ہمارا ملک پاکستان بھی قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے زیر قیادت حاصل کیا گیا تھا حضرت بابائے قوم میں وہ تمام صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں جو کہ ایک اچھے سیاستدان کی پہچان ہوتی ہیں شاید اسی لئے قوم نے اپنی منزل مقصود حاصل کر لی ورنہ ہندو بنیئے کی تنگ نظریہ کی سیاست انگریز کی مسلمان دشمنی اور سکھوں کے مظالم کے سامنے ایک بے کس اور مجبور قوم بھلا کیونکر اپنی جدوجہد میں کامیاب ہو سکتی تھی

یہ ہماری بدقسمتی اور قومی المیہ ہے کہ بانی پاکستان کے بعد ہمیں لیاقت علی خان جیسے قوم پرست محب وطن راہنما کی خدمات سے استفادہ کرنے کی زیادہ مہلت نہ مل سکی اور ابھی پاکستان بہت کم سن تھا کہ قائد ملت کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا یہ پاکستان کی تاریخ کا پہلا موقع تھا کہ ملک کی مقتدر ترین شخصیت کو عوام الناس کے سامنے خاک و خون میں غلطاں ہو گئی دشمنان قوم نے اس حتمی اقدام سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ان کے ہاتھ بہت دور تک پہنچ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ جب وزیر اعظم جیسی شخصیت ان کی رسائی سے باہر نہ تھی تو پھر ایک عام پاکستانی کا احساس عدم تحفظ فطری امر تھا غرضیکہ وقت گزرتا گیا اور قوم میں اس احساس نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ملک میں جمہوری اقدار پامال ہوئیں اور آمریت کی نشوونما اس قدر ہو گئی کہ اسے ختم کرنا بعید از قیاس ہو گیا سقوط مشرقی پاکستان بھی اسی سیاسی بے چینی کی ایک لڑی تھا جس کے بعد باقی ماندہ بچے کھچے پاکستان میں بھی سوائے سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے پوری قوم مختلف اقسام کے احساس محرومی کا شکار تھی ان حالات میں پیپلز پارٹی کے نعرہ "روٹی کپڑا اور مکان" میں قوم کے غریب اور مفلس طبقہ کو بہت کشش نظر آئی عوام نے ذوالفقار علی بھٹو کو ایک ایسا مسیحا سمجھ لیا تھا جو ان کے دکھوں کا مداوا کر سکتا تھا لیکن ایک بات واضح طور پر نظر آنے لگی تھی کہ بھٹو صاحب ہر حالت میں کرسی اقتدار پر متمکن رہنے کے خواہاں ہیں اسی اعتبار سے انہوں نے بڑے زعم میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ "میں بہت کمزور ہوں لیکن یہ کرسی بہت مضبوط ہے" اس کے بعد بھٹو مخالف قوتوں میں پروگرام بننے شروع ہو گئے کہ کس طرح بھٹو کی

حکومت کا خاتمہ کیا جائے؟ اس سلسلے میں بھٹو مخالف سیاسی جماعتیں انفرادی طور پر کوئی بڑی تحریک چلانے سے قاصر تھیں لہٰذا اپنے پروگرام کو عملی جامعہ پہنانے کیلئے انہوں نے تو جماعتی اتحاد بنالیا جسے بعدازاں پاکستان قومی اتحاد کا نام دیا گیا اس اتحاد کا اولین مقصد ایک سرگرم تحریک چلا کر بھٹو کیلئے مشکلات کھڑی کرنا تھا تاکہ بھٹو جو کہ بڑی مضبوطی سے حکومت کر رہے تھے انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جاسکے لیکن ان جماعتوں کا اپنا ماضی کچھ اتنا اچھا نہیں تھا کہ عوام ان پر اعتماد کرتی لیکن یہ بات قابل

ذکر ہے کہ اس اتحاد میں کئی باریک بین اور چالاک سیاست دان شامل تھے بالآخر
انہوں نے عوام کی کمزوری پکڑلی اور نفاذ اسلام اور نظام مصطفیٰ کے نام سے تحریک
چلانے میں کامیاب ہو گئے اس صورت حال میں انہوں نے وطن عزیز کی مسلمان
اکثریت کے جذبات کو خوب ابھارا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ بھٹو کے اسلامی
اقدامات اصل منزل کی جانب قدم نہیں بلکہ عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہیں یہ
بات تو سب جانتے ہیں کہ مذہب ایسی چیز ہے جس کے نام پر کسی بھی قوم کو بھڑکایا جا
سکتا ہے اور اشتعال دلا کر اپنی مرضی کے نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں اگرچہ بھٹو
مخالف سیاسی قوتیں تحریک نظام مصطفیٰ بڑی اچھی طرح سے چلانے میں کامیاب ہو
گئیں لیکن انہیں اقتدار سے الگ کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی ان حالات میں چند
موقع پرست سیاستدانوں نے فوج کو اقتدار میں آنے کی دعوت دی جو کہ پہلے ہی موقع
کی تلاش میں تھی لیکن اسے ابھی بھٹو صاحب کا لحاظ تھا لیکن آخر کار انہیں فوج کی
مداخلت کے باعث ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اقتدار سے ہاتھ دھونے پڑے اور جس کرسی
اقتدار کا انہیں زعم تھا بالآخر وہی ان کے گلے کا طوق بن گئی اور انہیں اپنی جان چھڑانی
مشکل ہو گئی الغرض کہ اسی اقتدار نے بھٹو مرحوم کو تختہ دار پر لٹکا دیا

جنرل ضیاء الحق بر سر اقتدار آئے تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ قوم کے نجات دہندہ ہیں
انہیں اقتدار سے کوئی غرض نہیں بلکہ وہ صرف قومی خدمت کا فریضہ پورا کرنا چاہتے ہیں
اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بھٹو کا تختہ الٹتے وقت کسی قسم کی خونریزی اور قتل و غارت
سے اجتناب کیا لیکن کرسی اقتدار پر براجمان ہوئے دو ماہ ہی گزرے تھے کہ انہوں
نے بھٹو کو پہلے گرفتار کیا پھر مقدمہ قتل میں پھنسا کر انہیں قید حیات سے رہائی دے
دی اب جنرل ضیاء الحق کی حکمت عملی بہت واضح تھی انہوں نے اسلام کا نام لیکر اپنے
اقتدار کا آغاز کیا تھا اور شاید اسی لئے جماعت اسلامی کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل
کابینہ تشکیل دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جماعت اسلامی کے نقطہ
نظر اور جماعت اسلامی کو ان کے پروگرام کا علم ہو گیا لہٰذا اب گاڑی چلنا مشکل ہو گئی

صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں اور سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو

اس صورت حال میں چونکہ ضیاء الحق بہت زیادہ بااختیار تھے اس لئے انہوں نے جماعت کی کابینہ کو وزارتوں سے رخصت کر دیا اب صدر ضیاء کیلئے کوئی واضح طریق عمل اختیار کرنے کا مرحلہ تھا انہوں نے یہاں ایک جرنیل کا صحیح روپ دکھایا جرنیلوں جاگیرداروں دوستوں اور وڈیروں میں سے قابل اعتماد ساتھیوں کا انتخاب کر کے انہوں نے اپنے گرد نئی کابینہ کی کہکشاں سجائی یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ صدر ضیاء عام انتخابات کرانے آئے تھے لیکن انہوں نے ذاتی سوچ اور سمجھ کے تحت کسی قسم کے انتخابات کرانے سے گریز کیا اس سلسلے میں انہوں نے کئی سیاسی جماعتوں کا حوالہ بھی دیا جو انتخابات کے التواء پر مصر تھیں الغرض کہ جنرل ضیاء الحق کے اقتدار کو دوام ملتا رہا اور وہ تمام پروگرام اور ارادے پس پشت چلے گئے جن کیلئے وہ ایوان اقتدار میں داخل ہوئے تھے صدر ضیاء نے روز روز کے طعنوں سے تنگ آ کر فیصلہ کر

لیا تھا کہ وہ بحیثیت صدر اپنی شخصیت کو آئینی تحفظ دلوائیں گے اسی لئے انہوں نے ریفرنڈم کی اختراع نکالی اور ۱۹ دسمبر ۸۴ء کو اس میں کامیابی حاصل کر کے اپنی ذات کو عوام کا منتخب صدر قرار دے دیا اب انہیں اپنی مشینری پر مکمل اعتماد تھا اور وہ بڑے اعتماد سے کرسی اقتدار پر تشریف فرما تھے انہوں نے اپنے اقتدار کو مزید طول دینے کی خاطر جمہوری اداروں کو از سر نو تشکیل دینے کا پروگرام بنایا لیکن انہیں اس بات کا احساس تھا کہ عام انتخابات کی صورت میں ان کی مخالف پیپلز پارٹی اور دیگر جماعتیں (جنہیں وہ اپنی وعدہ خلافیوں کے باعث اپنا دشمن بنا چکے تھے) قومی اسمبلی میں آن دھمکیں گی اور پھر ضیاء صاحب کیلئے بھی بھٹو جیسا خطرناک مسئلہ پیدا ہو جائے گا اس صورت حال کو بھانپتے ہوئے ضیاء صاحب نے غیر جماعتی انتخابات کرانے کا اعلان کرا دیا اور سیاسی جماعتوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے عملاً روک دیا فروری ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات کے نتیجہ میں صدر ضیاء الحق کو ایسی قومی اسمبلی مل گئی تھی جو ان کے اشاروں پر ناچ سکتی تھی صورت حال سے سیاسی فائدہ حاصل کرتے ہوئے ضیاء الحق

سیاسی پارٹیوں کے رہنما ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ
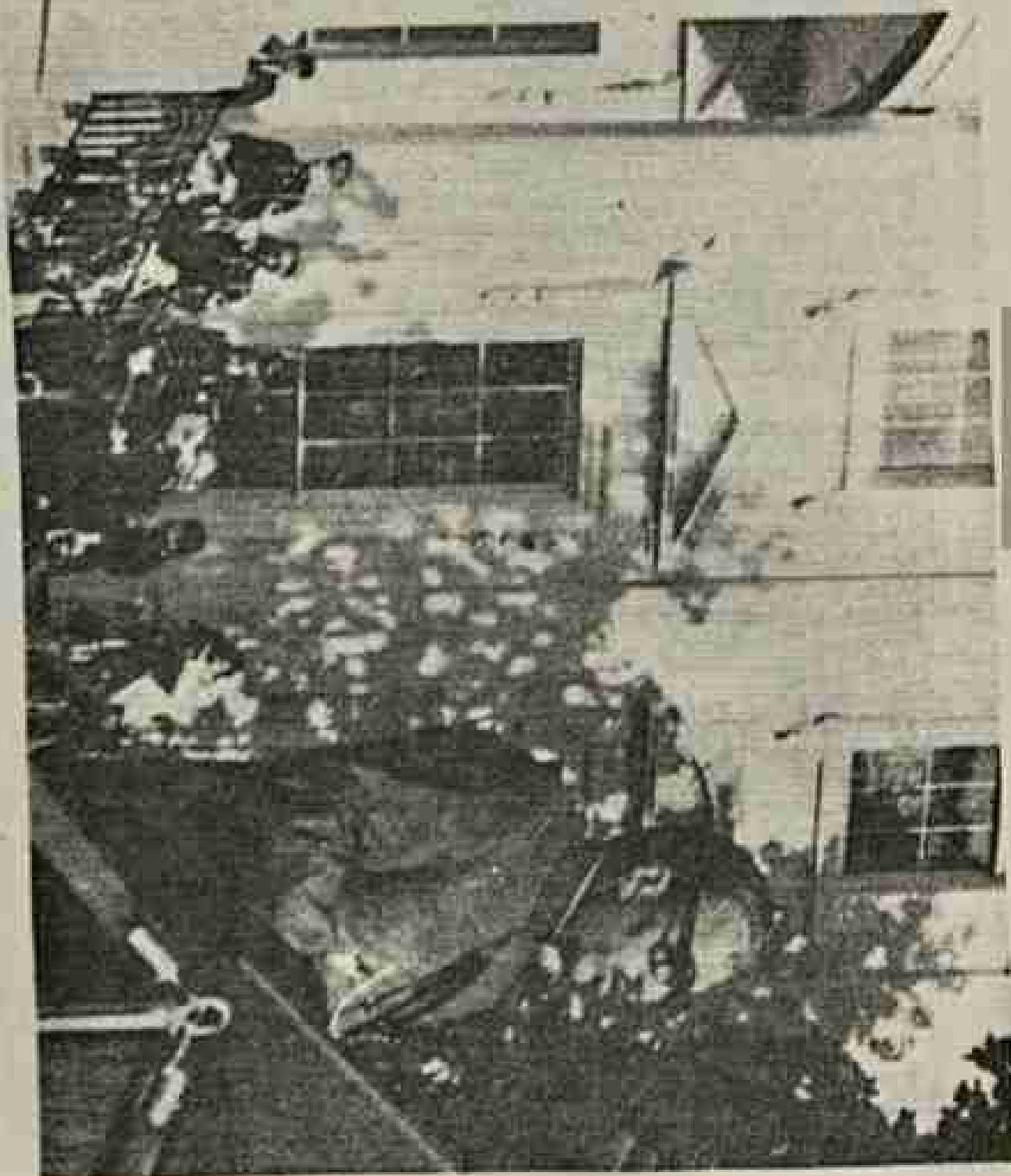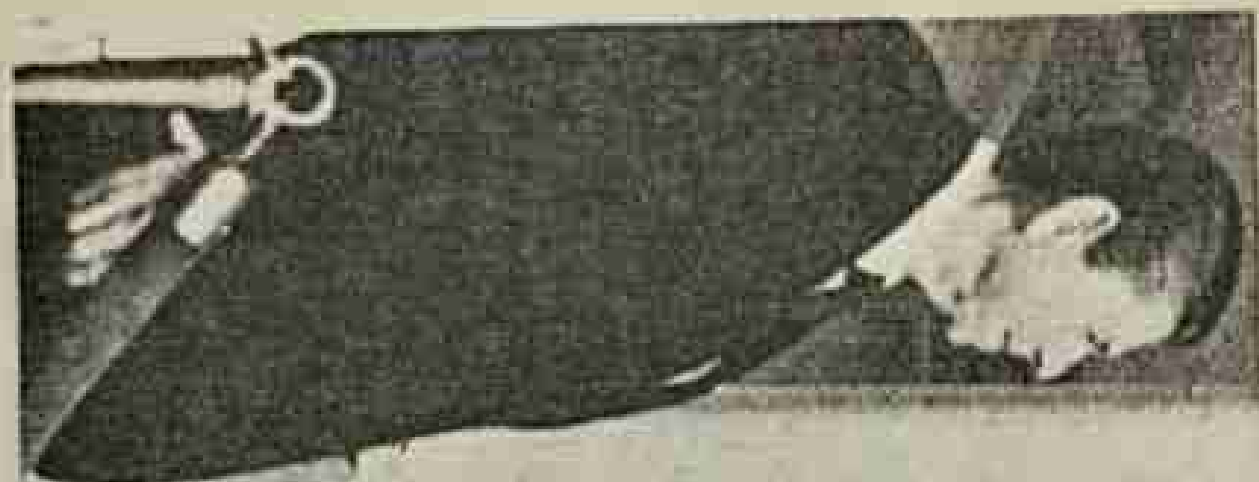
نے آٹھویں ترمیم کروائی جس سے ضیاء حکومت اور اس کے مارشل لاء اقدامات کو آئینی تحفظ حاصل ہو گیا اس اسمبلی سے انہیں اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا تو کم از کم انہوں نے اپنی پوزیشن مضبوط کر لی اور یہ بھی ان کی طول اقتدار کی جدوجہد میں معاون ثابت ہوا جنرل ضیاء اگرچہ متعدد پریشانیوں کا شکار تھے لیکن انہوں نے یہ جان لیا تھا کہ انہیں اقتدار سے ہٹانا کسی سیاسی جماعت یا کسی سیاسی تحریک کے بس کی بات نہیں'

جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار میں انہیں بہت سی پریشانیوں نے گھیرے رکھا شروع میں بھٹو کی حمایت میں چلنے والی تحریک ان کیلئے درد سر بنی رہی بعد ازاں انہیں مختلف قومی و ملکی پریشانیوں نے گھیرے میں لئے رکھا سندھ کی بگڑتی ہوئی صورت حال ان کیلئے مسئلہ بنی رہی انہوں نے متعدد بار براہ راست اس خیال کا اظہار کیا کہ بھارت کا مقصد سندھ میں بے چینی پھیلا کر صدر ضیاء اور حکومت پاکستان کو بھارت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کرنا ہے لیکن ضیاء صاحب بڑی پامردی سے ان حالات کا مقابلہ کرتے رہے بالخصوص جوابی طور پر بھارت نے مشرقی پنجاب میں سکھوں کی ریشہ دوانیوں کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دیا بھارتی حکومت کی ہرزہ سرائی اور الزام تراشی نے صدر ضیاء کیلئے مشکلات کا اضافہ کر دیا لیکن وہ بار بار اس سے انکار کرتے رہے صدر ضیاء کو اسلامی امہ امن کمیٹی کا سرگرم رکن سمجھا جاتا تھا اس اعتبار سے ایران عراق جنگ کے سلسلے میں ان کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہو سکتا تھا لیکن انہیں یہ مشکل درپیش تھی کہ دونوں برادر اسلامی ممالک میں سے کسے مجرم قرار دیں یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کے بارے میں صدر ضیاء اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ وہ کچھ کر سکیں انہوں نے اپنے طور پر بہت کوشش کیں لیکن کامیاب نہیں ہو سکے اور اس صورت نے ان کے مجموعی تاثر کو بہت متاثر کیا اب صدر ضیاء کو شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ جس کرسی اقتدار پر وہ براجمان ہیں اس پر حکومت کے نشہ سے زیادہ پریشانی کا عمل دخل ہے جنہیں نظر انداز کرنا تو کجا انہیں پس پشت ڈالنا بھی ممکن نہیں ہے

افغانستان میں روسی فوجوں کی مداخلت اس امر کی غماز تھی کہ روس اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کیلئے افغانستان کو زیر اثر لانے کی تگ و دو کر رہا ہے روس کی اس دخل در معقولات نے پاکستان کیلئے بہت سی مشکلات کھڑی کر دیں مثال کے طور پر روسی مداخلت کے خلاف افغان عوام نے علم جہاد بلند کیا تو انہیں حوصلہ ہمت اور پشت پناہی کے علاوہ جدید اسلحہ کی باقاعدہ ترسیل مطلوب تھی ان حالات میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ روسی افواج کے خلاف لڑنے کیلئے امریکہ افغان مجاہدین کو اسلحہ کی باقاعدہ سپلائی دے گا تاکہ علاقہ پر روسی تسلط قائم نہ ہو سکے اور امریکی مفادات کی نگہبانی ہو اس صورت میں امریکہ کو واضح طور پر نظر آ رہا تھا کہ یہ اسلحہ پاکستان کے ذریعہ مجاہدین کو دیا جائے تو مجاہدین اور امریکہ دونوں کو اپنا مفاد حاصل ہو سکے گا لیکن اس صورت میں پاکستان کا کیا حال ہو گا؟ اس کا کسی نے سوچا بھی نہیں جنرل ضیاء الحق کا خیال تھا کہ اگر اس موقع پر افغان مجاہدین کی امداد و نصرت نہیں کی جائے گی تو یقیناً روس کا اگلا شکار پاکستان ہو گا انہوں نے اندرون ملک اور بیرونی دوروں پر برملا اپنی اس رائے کا اظہار کیا افغان صورت حال سے پریشان ہو کر تیس لاکھ سے زائد افغان عوام ہجرت کر کے پاکستان میں داخل ہو گئے جنرل ضیاء الحق نے اپنی سوچ اور پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر عوام کی ذہنی تیاری کرنے کی کوشش کی اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ہمیں افغان مہاجرین کے ساتھ وہ سلوک رکھنا چاہئے جو اسلامی برادری کے ناطے ہم پر فرض ہوا ہے جنرل ضیاء الحق نے اس پالیسی کے پس منظر میں امریکہ کے مفادات کی نگہبانی کا کبھی تذکرہ نہیں کیا بلکہ افغان مسئلے کو یکسر اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی کیونکہ انہیں بخوبی علم تھا کہ پاکستانی عوام امریکہ کے ماضی کے تعلقات اور دوستی سے اچھی طرح واقف ہیں وہ کسی طرح بھی امریکہ کو ایک قابل اعتماد دوست تسلیم نہیں کر سکتے لیکن جنرل ضیاء نے اپنی سیاسی وابستگی اور امریکہ کی خوشنودی کی خاطر بہت سے خطرات مول لے لیے۔

افغان مہاجرین کی پاکستان میں آمد کو ایک بڑے سیاسی ہتھیار کے طور پر

صدر ضیاء الحق ترکی کے صدر کنعان ایورن کا استقبال کر رہے ہیں

استعمال کیا گیا امریکی بلاک سے متعلق کسی بھی ملک کے سربراہ یا مقتدر شخصیات کی
پاکستان میں آمد پر انہیں افغان مہاجرین کے کیمپ میں لے جایا جاتا تاکہ عالمی سطح پر
انسانی ہمدردی کی بنیاد پر پاکستان کے طرز عمل کی تشہیر ہو سکے صدر ضیاء الحق اپنے اس
پروگرام پر نہ صرف سختی سے کاربند تھے بلکہ اسے اپنے لئے قابل فخر بھی سمجھتے تھے
افغان مہاجرین کی ایک بڑی تعداد کیمپوں سے نکل کر ملک بھر کے شہروں میں پھیل گئی
تو [illegible]ی انتظامیہ اور وفاقی ایجنسیوں کیلئے مہاجرین [illegible] افغان تخریب کاروں میں تمیز
کرنا بہت مشکل ہو گیا اس کے بعد نہ صرف ہماری معیشت تباہی کی زد میں آ گئی بلکہ
عوام کا جانی و مالی تحفظ بھی ختم ہو گیا ملک بھر میں بڑی بڑی جگہوں پر بموں کے خوفناک
دھماکوں کا سلسلہ چل نکلا جس میں بے شمار جانی و مالی نقصان ہوا کراچی صدر میں جو
خوفناک دھماکہ . . اس میں بہت سے افراد لقمہ اجل بن گئے اس موقع پر اگرچہ سابق
وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے بھارت کو مورد الزام ٹھہرایا تاہم صدر ضیاء نے
صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ "اس دھماکہ کا تعلق پاکستان کی افغان پالیسی سے ہے"
یعنی انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ "خاد" کے ایجنٹ پاکستان میں خوف و ہراس

پھیلا کر اسے افغان پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں دھماکوں کے سلسلے سے لاہور راولپنڈی اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے علاوہ کوئٹہ اور پشاور بھی روسی ایجنٹوں کا نشانہ بنے متعدد دیگر شہروں پر بھی یہ عتاب نازل ہوا صورت حال واضح دیکھ کر شہریوں کے خیالات یہی تھے کہ افغان پالیسی کو ان خطوط پر استوار کیا جائے کہ یہ سلسلہ ختم ہو سکے لیکن صدر ضیاء ٹس سے مس نہیں ہوئے اور انہوں نے واضح طور پر انکار کر دیا صدر ضیاء نے قوم کو تیار کرنے کیلئے اسے ایمان کا مسئلہ بنا لیا اور کہا "حالیہ دھماکے ہمارے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتے"

اب صورت حال واضح تھی قوم کے علاوہ عالمی سطح پر بھی محسوس کیا جا رہا تھا کہ پاکستان صاف انداز میں امریکہ کے مفادات کی نگہبانی کر رہا ہے جنیوا معاہدہ ہوا تو اس
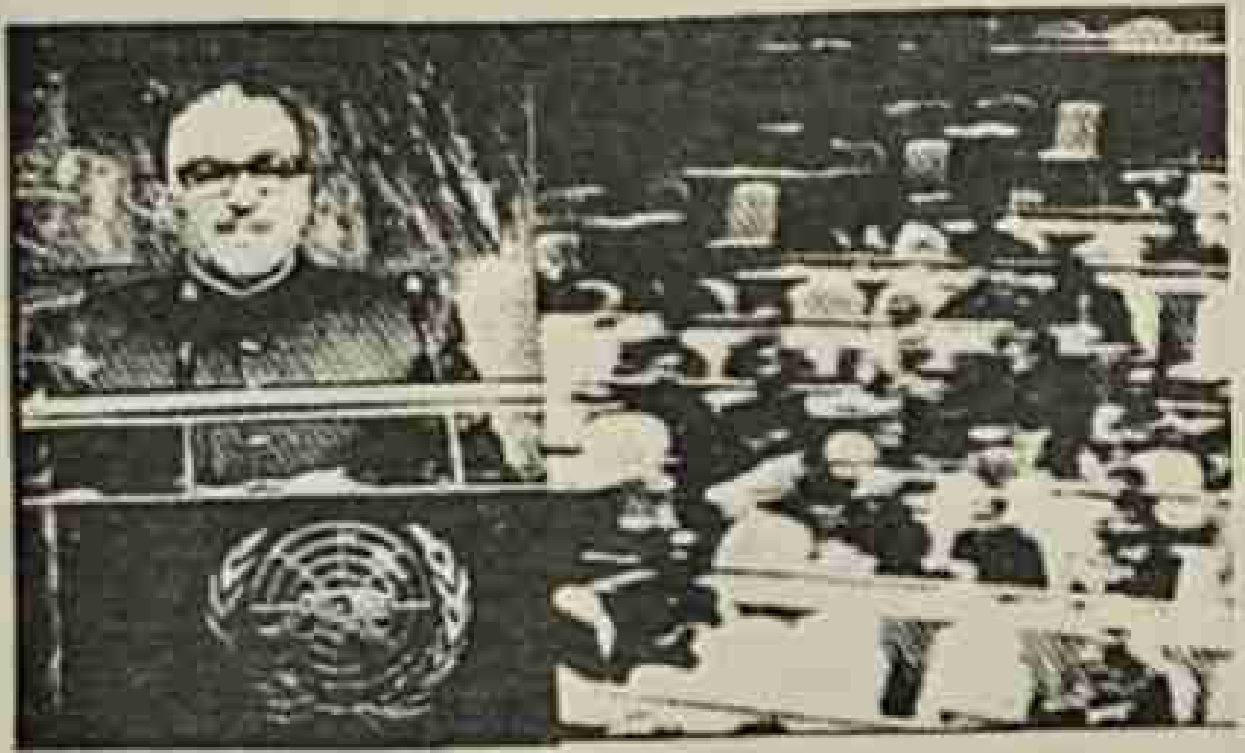
صدر ضیاء الحق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کر رہے ہیں

میں یہ شرط لازمی قرار دی گئی کہ روس نجیب حکومت کی حفاظت کرتا رہے گا جبکہ امریکہ مجاہدین کو اسلحہ کی سپلائی جاری رکھے گا یہ صورت حال بڑی مضحکہ خیز تھی کہ ایک طرف تو امن کی بات چیت ہو رہی ہے دوسری طرف اس قسم کا سمجھوتہ کیا جا رہا ہے جس کا بظاہر مفہوم بے معنی ہے ماسوائے اس کے کہ روس ایک طے شدہ ٹائم ٹیبل کے تحت افغانستان سے اپنی فوجیں واپس نکالنے پر نہ صرف رضامند ہو گیا بلکہ اس نے اس پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا روسی فوجیں اگرچہ افغانستان سے انخلاء کے مراحل سے گزر رہی تھیں لیکن روس کو عملاً اپنی اس پسپائی پر شدید صدمہ پہنچ رہا تھا سپریم سوویت پریذیڈیم کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس سیاسی شکست میں امریکہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ پاکستان اس کا کھلم کھلا ساتھ نہ دیتا پاکستان کی پالیسی کے سلسلہ میں روس کو معلوم تھا کہ پاکستان میں جنرل ضیاء الحق کی موجودگی میں امریکی عزائم کو شکست نہیں دی جا سکتی یہی وجہ تھی کہ روسی ذرائع نے بار بار صدر ضیاء الحق کو ذاتی طور پر خبردار کیا اور بالواسطہ سنگین نتائج کی دھمکی بھی دی جنرل ضیاء کیلئے بیک وقت دونوں سپر طاقتوں کو خوش رکھنا ممکن نہیں تھا لیکن اس مخمصے میں پڑ کر انہیں

علم ہوا کہ وہ مشکلات کے ایک ایسے جال میں پھنس گئے ہیں جس سے نکلنا ان کیلئے مشکل ہے بالخصوص ایک ایسی صورت حال میں جبکہ ان کی تخلیق کردہ مسلم لیگ سمیت تمام سیاسی پارٹیاں بھی ان پر بھروسہ کرنے کو تیار نہ تھیں یہ ایک عجیب مشکل تھی نہ وہ وردی اتار سکتے تھے اور نہ ہی کسی اور کو صدر کی کرسی پر بٹھا سکتے تھے انہیں احساس ہو گیا تھا کہ جس کرسی اقتدار پر وہ اپنی مرضی سے متمکن ہوئے تھے وہ اب ان کیلئے پھولوں کی سیج نہیں تھی بلکہ ایک ایسے خاردار ہار کی شکل اختیار کر گئی تھی جسے پہنے رہنا یا اتار پھینکنا دونوں ان کے بس کی باتیں نہ تھیں اسی لئے انہوں نے خود ایک بار صاف طور پر تسلیم کر لیا کہ "اقتدار کی کرسی پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کی مالا ہے"

ان الفاظ نے عوام کو شعوری طور پر اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ صدر ضیاء الحق مشکلات کے ایک ایسے سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں جو اندرونی اور بیرونی مضبوط سیاسی طاقتوں کا تخلیق کردہ ہے وہ پہچان گئے تھے کہ روس اب ان کی جان کے درپے ہے اور اپنی ہزیمت و شرمندگی کا بدلہ ضرور لے گا لیکن امریکہ کے کسی قدر اعتماد نے انہیں اپنی پالیسی تبدیل نہ کرنے دی وہ آخری ڈھائی ماہ میں صرف تین بار اسلام آباد سے باہر نکلے پہلی دو مرتبہ تو وہ اسلام آباد بخیر و خوبی پہنچ گئے لیکن آخری بار وہ بہاولپور سے روانہ ہوتے ہی ہولناک حادثہ کا شکار ہو گئے اگرچہ تحقیقات کاروائی عمل جاری ہے لیکن اس حقیقت سے کون آشنا نہیں کہ ایک سپر طاقت نے اپنے دل میں چبھنے والا کانٹا نکال دیا ہے اور یوں اس کے اپنے دیگر مخالفین کو بھی ڈرانے کی کوشش کی ہے کہ صدر ضیاء الحق کے انجام سے عبرت پکڑیں واقعی ان کی افغان پالیسی انہیں لے ڈوبی
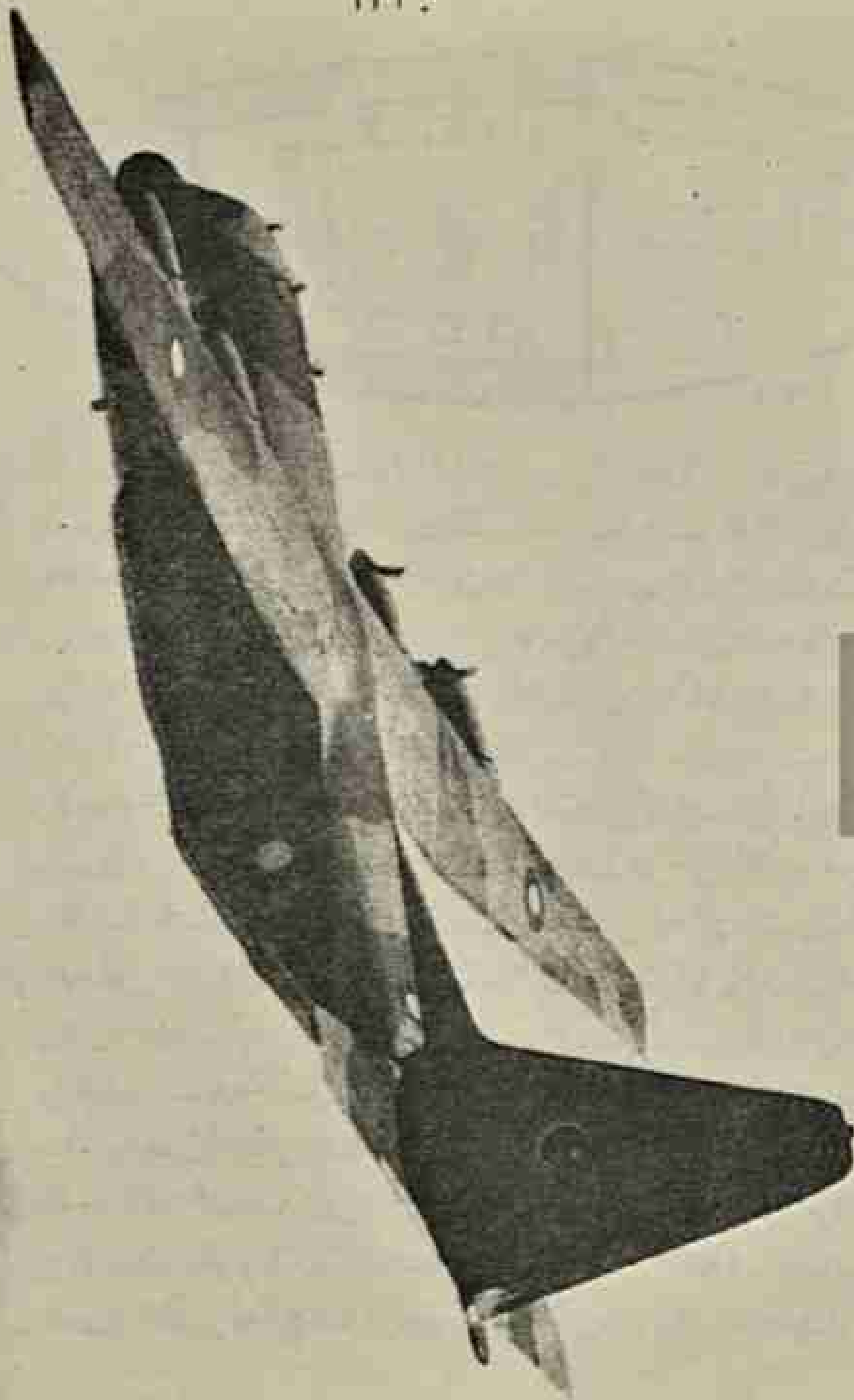
آخری دن

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کا اپنے گھر کے افراد اور دیگر اقرباء سے رویہ بہت مشفقانہ تھا وہ ایک خلیق باپ محبت کرنے والے شوہر اور تابع فرمان بیٹے کی طرح اپنے اہل خانہ میں گھل مل کر باتیں کرنا پسند کرتے تھے اکثر اوقات انہیں گھر واپس آنے میں دیر ہو جاتی لیکن ان کے گھر والے آدھی رات تک جاگ کر ان کا انتظار کرتے اور ان کی آمد پر ایک صحیح اور مشرقی گھریلو ماحول میں گھر میں خوش گپیوں کا سلسلہ چل نکلا جنرل ضیاء الحق کا معمول تھا کہ وہ تمام بچوں اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ بڑے پیار سے گھریلو معاملات پر تبادلہ خیال کرتے چونکہ وہ بہت اچھی طبیعت کے مالک تھے اس لئے ان کی موجودگی میں گھر زعفران زار بن جاتا وہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی ضروریات طبیعت اور مصروفیت میں دلچسپی لیتے تھے مرحوم کے بڑے صاحب زادے اعجاز الحق کے مطابق محمد ضیاء الحق بے جا پند و نصیحت کی بجائے ہر کام عملی طور پر بجا لاتے اور اپنے ذاتی عمل کے ذریعے تلقین کرتے انہوں نے اپنے تمام اہل خانہ کے دلوں میں ایک ایسی جگہ بنا رکھی تھی کہ ہر ایک کی دھڑکن ان کے دل کی دھڑکنوں کی ہمسفر محسوس ہوتی تھی انہیں اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی زین ضیاء سے
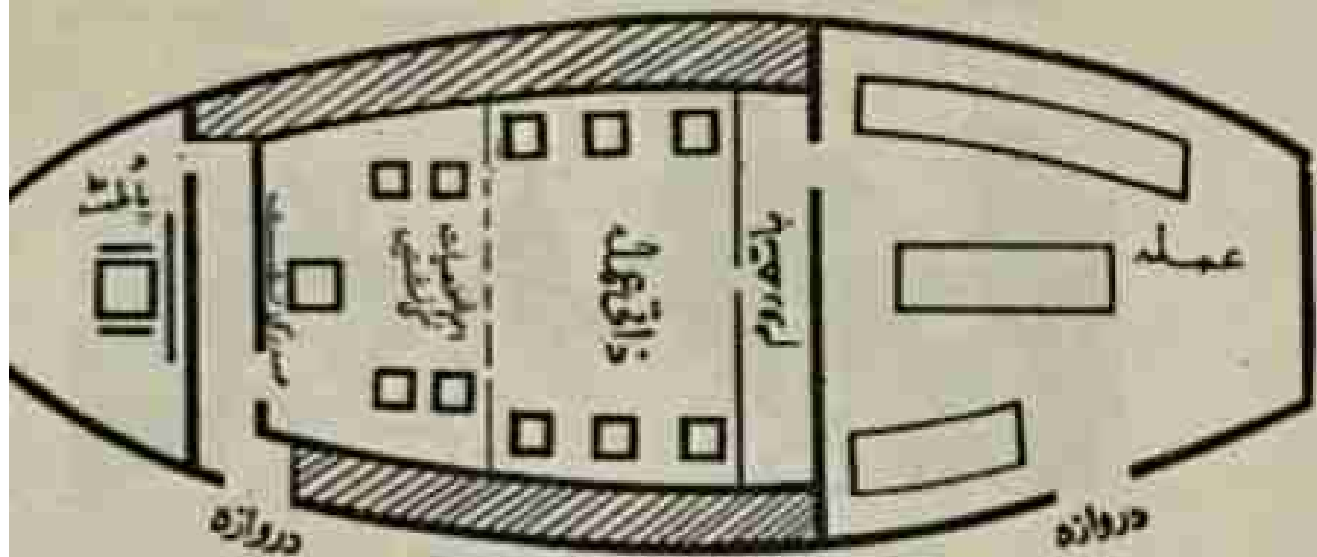
بہت زیادہ محبت تھی اور وہ بھی ان کے بغیر اداس اور بے چین ہو جاتی یہی وجہ تھی کہ وہ زین کو اکثر تقاریب میں اپنے ساتھ رکھتے ان کی والدہ صاحبہ انتہائی ضعیف ہونے کے باوجود اکثر ویشتر اپنے بیٹے کے انتظار میں نظریں لگائے بیٹھی رہتیں ۱۶ اگست ۱۹۸۸ء کو بھی جب جنرل محمد ضیاء الحق سرکاری مصروفیات سے فراغت کے بعد آرمی ہاؤس راولپنڈی لوٹے تو گھر میں موجود اہل خانہ کی نگاہیں فرش راہ تھیں وہ دیر تک اپنی صاحب زادیوں اور ہمشیرہ کے ساتھ مصروف گفتگو رہے انہوں نے امریکہ میں مقیم اپنی بیٹی اور بیٹے کو ٹیلی فون کیا اور ان سے خیریت دریافت کرنے کے علاوہ دیگر مسائل پر گفتگو کی اس رات جنرل ضیاء الحق ہمیشہ کی طرح بہت خوش گوار موڈ میں تھے انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں اہل خانہ کی دلجوئی کی اور رات گئے تک اپنے اہل خانہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہے ان کی شریک حیات بیگم شفیقہ ضیاء الحق اپنی شادی سے قبل سے انہیں چاہتی تھیں اور آخری دم تک ان دونوں میں پیار و محبت کا سلوک مثالی رہا اپنے اہل خانہ کے ساتھ شریک گفتگو ہوئے جنرل ضیاء کی باتوں میں بیگم شفیقہ ضیاء کا کردار مثالی ہوتا اس رات جنرل ضیاء الحق نے اپنے ایک فوجی رفیق میجر جنرل درانی کو بھی ٹیلی فون کیا اور انہیں بتایا کہ وہ ۱۷ اگست کو ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا نہیں کھا سکیں گے جنرل ضیاء نے کہا کہ انہیں اچانک بہاولپور جانا پڑ گیا ہے اور وہ بہاولپور والوں کے اصرار پر دوپہر کا کھانا وہیں کھائیں گے انہوں نے

ازراہ تفنن درانی صاحب سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں آپ کا کھانا ضائع نہیں جائے گا کوئی اور کھا لے گا شاید یہ جنرل صاحب کا واحد ٹیلی فون تھا جس میں انہوں نے کسی دوسرے کو اپنی بہاولپور روانگی کی اطلاع دی ورنہ ان کے دورہ بہاولپور کو انتہائی راز داری کے ساتھ تشکیل دیا گیا تھا

۱۷ اگست ۸۸ء کو جنرل ضیاء الحق علی الصبح نماز فجر اور تلاوت کلام پاک کے بعد آرمی ہاؤس سے ایوان صدر اسلام آباد چلے گئے حالانکہ ان کا روز مرہ کا معمول تھا کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد خاصی دیر تک مہمان خانے میں بیٹھ کر تلاوت کلام پاک کرتے اور پھر یہیں ان کی اپنے اہل خانہ سے ملاقات ہوتی لیکن اپنے گھر سے آخری صبح نکلتے ہوئے ان کی تمام اہل خانہ سے ملاقات نہ ہو سکی اور وہ قبل از دوپہر پاک فضائیہ کے سی۔ ۱۳۰ طیارے میں دیگر جرنیلوں پانچ بریگیڈیئروں امریکی سفیر آرنلڈ رافیل اور امریکہ کے فوجی اتاشی بریگیڈیئر جنرل ہاؤس اور کئی فوجی افسروں کی معیت میں بہاولپور روانہ ہوئے جہاں انہوں نے امریکہ سے درآمد کردہ نئے سامان حرب (جس میں جدید ٹینک بھی شامل تھے) کا معائنہ کیا اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ دوپہر کا کھانا بہاولپور چھاؤنی میں کھایا اور سہ پہر ساڑھے تین بجے کے قریب بہاولپور ائیر پورٹ پر واپس پہنچ گئے واپسی پر پاکستان آرمی کے وائس چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کے سوا وفد کے دیگر تمام تیس افراد جن میں جنرل ضیاء الحق بھی شامل تھے اسی طیارے

صدر ضیاء الحق [illegible] وزیر اعظم راجیو گاندھی سے [illegible]

صدر ضیاء الحق سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد بن عبد العزیز سے مذاکرات کرتے ہوئے

سی۔ ۱۳۰ میں سوار ہو گئے جو حسب معمول واپسی کیلئے پوری طاقت سے ایئر پورٹ کے رن وے پر دوڑا اور تین بجکر ۴۷ منٹ پر فضا میں بلند ہوا لیکن چند لمحات بعد ہی جہاز ہوا میں لڑکھڑانے لگا پائیلٹ مشہود فرخ نے اسے سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن طیارے نے دریائے ستلج کے کنارے کے قریب فضا میں دو قلابازیاں کھائیں اور بالآخر بستی لال کمال کے قریب کھیتوں کی کھلی جگہ زبردست تیز رفتاری سے منہ کے بل آن گرا اس کے فوراً بعد طیارے سے دھماکوں کی آوازیں آئیں طیارے کے پرخچے اڑ گئے اور جہاز مکمل طور پر آگ کی لپیٹ میں آ گیا اس حادثہ میں جنرل ضیاء الحق سمیت طیارے میں سوار تمام افراد جاں بحق ہو گئے اسی شام آٹھ بجے ریڈیو پاکستان سے اس حادثہ کی خبر نشر ہوئی "حکومت پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق آج سہ پہر بہاولپور کے نزدیک ایک فضائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے صدر مملکت کے ساتھ طیارے میں سوار کوئی شخص بھی زندہ نہیں بچا ملک بھر میں دس روز تک مرحوم صدر کا سوگ منایا جائے گا"

بہاولپور سے چار کوس دور

وہ پہر ڈھل چکی تھی اور اب یہی وہ وقت تھا جسے سہ پہر کہا جاتا ہے دھوپ کی تمازت بھی خاصی کم ہو چکی تھی اگرچہ آسمان پر بادلوں کا نام و نشان نہیں تھا لیکن ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی ایسے میں رنگ برنگے دیہاتی ماحول نے ایک چھوٹی سی بستی کو قدرت کے دیئے ہوئے انمول روپ کا خوبصورت نمونہ بنا دیا تھا یہ دریائے ستلج کے کنارے پر آباد ایک بستی تھی جس کے باسیوں کی تعداد اگرچہ زیادہ نہیں ہے لیکن وہ آپس کے میل جول اور دلوں میں پنہاں خلوص و محبت کے جذبات کے باعث نہایت خوش و خرم اور مطمئن زندگی گزار رہے ہیں اس بستی میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے جس میں یہاں کے لوگ پانچوں وقت ادائیگی فرض کیلئے حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ رب العزت کے حضور سربسجود ہو کر اپنی بخشش اور ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی کیلئے دعائیں کرتے ہیں امام مسجد صاحب نہایت صاف گو منکسر المزاج اور اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں جس حیثیت انہیں بستی کے لوگوں میں ممتاز مقام حاصل ہے بستی کے اکثر لوگ سرائیکی پنجابی زبان بولتے ہیں اور چند لوگ ہی ہیں ۷ اگست بدھ کے دن نئے ہجری سال ۱۴۰۹ کے پہلے مہینے محرم الحرام کی تین تاریخ ہے بستی کے ایک گھرانے

میں خوب رونق اور چہل پہل ہے دیگیں پکوائی گئیں ہیں عزیز و اقرباء غریب و غرباء سب میں کھانا تقسیم ہو رہا ہے سب لوگوں کے چہرے خوش اور تازہ ہیں کچھ لوگ ایک دوسرے کو گلے مل کر مبارک باد دے رہے ہیں شاید خوشی کی کوئی تقریب ہے...... جی ہاں اس گھرانہ کے ایک فرد کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے یہ تقریب شکرانہ ہے بستی کے تقریباً تمام لوگ یہاں موجود ہیں جبکہ چند لوگ باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں..... اور یہ بستی لال کمال ہے اس کے ایک طرف دریائے ستلج کا پل نظر آرہا ہے جبکہ اطراف میں کھیت ہیں آج کل کپاس کی بوائی کے باعث کھیت دور سے ہرے بھرے نظر آتے ہیں جبکہ خاصی زمین بنجر بھی پڑی ہوئی ہے اس زمین پر کاشت کیوں نہیں کرتے......؟...... ؟شاید بستی والوں نے اس بنجر قطعہ اراضی کیلئے کچھ اور سوچ رکھا ہو..... نہیں ایسا نہیں ہے...... پھر ہو سکتا ہے کہ اس زمین کو آسانی سے سیراب کرنا ممکن نہ ہو..... ؟شاید یہ بھی درست نہیں کیوں کہ پاس ہی دریا بہتا ہے اور جب قریب میں دوسرے کھیتوں کو سیراب کیا جاسکتا ہے تو اس حصہ کو کیوں نہیں..... ؟ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یونہی رہنے کیلئے تخلیق کیا ہے جبھی تو ساری زمین اپنی کوکھ سے اناج اور سونا اگل رہی ہے لیکن یہ اتنی ساری زمین ویران ہے کیا یہ آباد نہیں ہو سکتی..... ؟یہ اللہ کی مصلحت ہے اور وہ پاک پروردگار ہی بہتر جانتا ہے

بستی لال کمال کا ایک فرد جو اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح محنت کش ہے اور اپنا خون پسینہ ایک کر کے اپنے اور اپنے اہل خانہ کیلئے دو وقت کی روٹی کماتا ہے ہاں اس نے محنت مشقت اور حصول رزق حلال اپنے اسلاف سے سیکھا ہے آج وہ دوپہر کا کھانا کھا چکا ہے اور چکی پیس رہا ہے چکی کے پاٹ چل رہے ہیں اور دانے ان کے درمیان آ کر پس جاتے ہیں..... ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ان کی اصل شکل اس قدر بدل جاتی ہے کہ دوبارہ اصل شکل میں لانا سوائے قدرت کے شاید اور کسی کے بس کی بات نہیں وہ سوچ رہا ہے کہ انسان بھی کتنا عجیب ہے؟ خدانخواستہ اگر اس کا بھی یہی

حال...... نہیں نہیں...... خدا نہ کرے کہ ایسا ہو...... اللہ سب کو اپنی امان دے......
اس کے دل سے بار بار آمین کی صدائیں نکلتی ہیں...... یہ جفاکش غلام نبی ہے اس نے
اس بستی میں ایک عرصہ گزارا ہے اور زندگی کے نشیب و فراز کو اپنی چشم تماشا سے دیکھا
ہے چکی چل رہی ہے۔ کبھی اس کے ذہن میں دریائے ستلج کی لہریں موجیں مارتی ہیں
کبھی کھیتوں کی جانب دیکھ کر اس کا دل جھوم اٹھتا ہے وہ صناعی قدرت کا دل ہی دل
میں ممنون ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس نے انسان کو کیسے کیسے انمول خزانوں سے نوازا ہے
اس کے دل میں بھی تمنا ابھرتی ہے کہ بیت اللہ کے حرم شریف اور نبی کریم صلی
اللہ علیہ والہٖ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دوں...... مجھے بھی حج بیت اللہ کی سعادت
نصیب ہو...... لیکن جب اس کی نظر اس بنجر زمین پر پڑتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے کہ
اس کی بھی تو کوکھ کبھی ہری نہیں ہوئی شاید یہ صابر و شاکر ہے اور اپنے خالق سے لو
لگائے بیٹھی ہے کہ جب منشاء خداوندی ہو گا یقیناً اس کا مقصد تخلیق بھی پورا ہو گا اور یہ
زمین بھی اپنا کام...... اپنا مشن...... اپنی مزدوری پوری کر سکے گی
آسمان کا نیلا رنگ بہت شفاف نظر آ رہا ہے بالکل یوں جیسے کسی جھیل کا ٹھہرا ہوا
پانی اور جب کوئی پرندہ اڑتا ہوا گزرتا ہے تو ایک نہایت خوبصورت منظر آنکھوں کے
سامنے گھوم جاتا ہے۔ یہ پرندہ بھی قدرت کی کس قدر دلکش اور دلاویز تخلیق ہے......
جب یہ زمین پر چلتا پھرتا ہے تو بالکل دوسرے ان جانوروں کی مانند جو دو ٹانگوں سے چلتے
ہیں...... شاید انسان کی طرح بڑی شان سے پرندے بھی سینہ پھلا کر زمین کو روندتے
پھرتے ہیں اور جب فضا میں تیرتے پھرتے ہیں تو ان کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے۔ ہوا کے
دوش پر...... آزاد فضاؤں میں اڑتے ہوئے پرندے کیا انسان سے آگے نہیں نکل
جاتے......؟ اگر ایک پرندہ فضا میں اڑ سکتا ہے تو انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے
کیوں نہیں اڑ سکتا......؟ اس لئے کہ اس کے پر نہیں ہوتے ہاں اگر اس دلیل کو تسلیم
کر لیا جائے تو پھر انسان اشرف المخلوقات نہیں ہو سکتا اصل بات تو کچھ اور ہے...... وہ
یہ کہ انسان بھی ہوا میں اڑتا پھرتا ہے...... ہوائی جہاز کے ذریعے جو کہ ایک پرندے سے

صدر ضیاء الحق اردن کے شاہ حسین بن طلال کے ساتھ
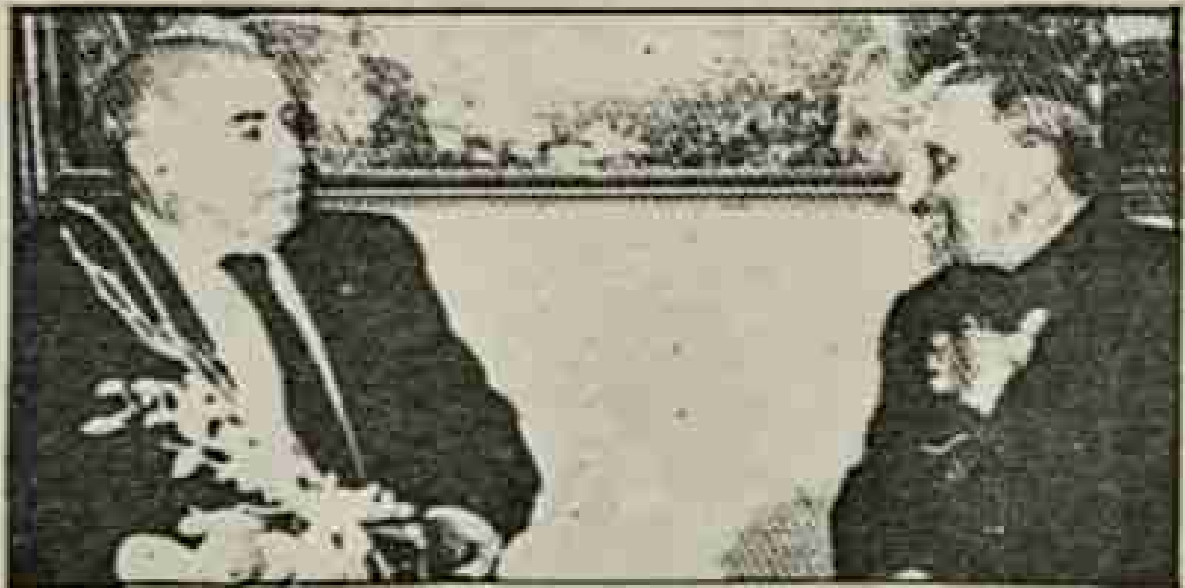
صدر ضیاء الحق نیویارک میں موریشس کے وزیر اعظم کے ساتھ

صدر ضیاء الحق کو ڈھاکہ میں گارڈ آف آنر پیش کیا جا رہا ہے۔

کہیں زیادہ تیز اور طاقت ور ہوتا ہے...... ہوائی جہاز جسے اڑان کی مناسبت سے طیارہ کہا جاتا ہے عام پرندوں کے مقابلے میں ہزاروں لاکھوں گنا بڑا ہوتا ہے اور اس کی پرواز بھی بہت بلند اور سبک ہوتی ہے خیر یہ تو حضرت انسان کا کمال ہے کہ اس نے فضا اور زمین دونوں پر یکساں حکومت قائم کر رکھی ہے انسان فضا میں پرواز کرتے ہوئے زمین پر کسی بھی چیز کو نشانہ بنا سکتا ہے جبکہ زمین سے فضا میں پرواز کرتی ہوئی کسی بھی شے یعنی...... پرندے وغیرہ کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے...... اس کے ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا جیسے فضا میں اڑنے والا کوئی معصوم پرندہ زمین سے نشانہ بنا لیا گیا ہو...... پہلے اس کے خون کے قطرے زمین کی جانب آتے دکھائی دیئے پھر آخر کار وہ خود بھی بیدم ہو کر منہ کے بل دھڑام سے زمین پر آن گرا...... یہ کیا؟ یہی موت ہے...... کسی نے اپنے حصول مقصد کیلئے معصوم جان لے لی ہے...... اور ایک معصوم بے گناہ پرندہ...... زندگی کی رنگینیوں سے دور چلا گیا ہے...... موت کی وادی میں

کچھ لمحات کے توقف کے بعد شاید سہ پہر پونے چار بجے کا وقت ہو گا کہ غلام نبی نے فضا میں نیا ہنگم شور سنا...... اس آواز سے وہ واقف تھا ہاں یہ ایک طیارے کی آواز تھی اور وہ بخوبی پہچان سکتا تھا کیونکہ وہ روز قریب ہی بہاولپور کے ہوائی اڈے سے اڑنے والے ہوائی جہازوں کی آواز سنا کرتا تھا...... آواز کے تعاقب میں اس کی نگاہیں ایک بار پھر نیلے آسمان کی ان وسعتوں کی جانب اٹھ گئیں جدھر سے جہاز آرہا تھا...... یہ ایک خاصا بڑا جہاز تھا اور اس کا رخ دریائے ستلج کے پل کی جانب تھا...... ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ جہاز دریائے ستلج کے اس پل کو نشانہ بنا رہا ہے جو دریا کو عبور کرنے والی سواریوں کیلئے قرب وجوار میں واحد راستہ ہے لیکن...... آن واحد میں یہ طیارہ فضا میں بلند ہوا...... اس کے شور میں اضافہ ہو گیا...... یوں لگا جیسے کوئی بجلی نوعیت کا دھماکہ بھی ہوا...... ہوا ہو گا لیکن اس بارے میں غلام نبی ابھی حتمی رائے قائم نہیں کر پایا تھا کہ طیارے نے اپنا رخ سیدھا کیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ غلام نبی پر حملہ آور ہو رہا ہے...... غلام نبی کی پریشانی قابل دید تھی...... اس نے سوچا کہ شاید یہ دشمن کا کوئی طیارہ ہے جو

بستی کو تہس نہس کر دینا چاہتا ہے...... چشم زدن میں اس نے جست لگائی اور حفظ ماتقدم کی خاطر چکی کو چلتا ہوا چھوڑ کر...... پناہ کی تلاش میں قریب ہی لگے ہوئے درخت کی اوٹ میں چھپ گیا...... اس کے دل کی دھڑکنیں تیز اور بے ترتیب ہو چکی تھیں...... وہ موت کو بہت قریب محسوس کر رہا تھا...... سانس پھول رہی تھی لیکن یکلخت اس نے دیکھا کہ طیارہ ایک بار پھر فضا میں بلند ہو رہا ہے اور اس کا رخ آسمان کی جانب ہے...... اب طیارہ اس سے خاصی دور نکل گیا تھا...... لیکن طیارے کا رخ زمین کی جانب ہو گیا...... یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے......؟...... اس دوران بستی کے بہت سے لوگوں نے بھی تمام صورت حال گھروں سے باہر نکل کر دیکھی ان لوگوں میں امام مسجد صاحب بھی شامل تھے بعض نے دیکھا کہ زمین کی طرف آتا ہوا جہاز کچھ

پرچیاں..... کچھ کاغذ زمین پر گرا رہا ہے..... کہیں یہ محکمہ زراعت کا جہاز تو نہیں ہے
جو کسانوں کیلئے راہنما پمفلٹ گرا رہا ہے..... لیکن یہ تو بہت بڑا جہاز ہے اور اس کی
پرواز بھی قطعاً غیر معمولی ہے..... یہ قلابازیاں کھا رہا ہے..... سب نے بیک وقت
محسوس کیا کہ جہاز نے فضا میں ۔دو قلابازیاں کھائیں اور پھر جہاز کا تمام شور یکایک ختم ہو
گیا جہاز تو ابھی فضا میں تھا..... جی ہاں اس کے انجن بند ہو گئے تھے اور دیو ہیکل جہاز
پوری رفتار سے زمین کی طرف آ رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے جہاز کھیتوں کے قریب اسی بنجر
زمین پر منہ کے بل آ ٹکرایا..... ساتھ ہی یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکے
ہوئے جن کی آواز میلوں تک صاف سنائی دی بستی لال کمال کے مکینوں نے دیکھا کہ
جہاز ایک دم آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا..... اگرچہ اس جہاز سے کسی ذی
روح کے چلانے یا مدد کیلئے پکارنے کی قطعاً کوئی آواز نہ آئی لیکن بستی کے تمام لوگ
بالٹیاں لے کر آگ بجھانے کی غرض سے طیارے کی جانب دوڑ پڑے

لوگوں کی خاصی تعداد بد قسمت طیارے کے نامعلوم سواروں کی مدد کرنا چاہتی تھی
خالص دیہات میں ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ بالٹیوں سے پانی یا مٹی ڈال کر
آگ بجھائیں انہوں نے بہت ہمت کی..... لیکن آسمان سے باتیں کرتے ہوئے
شعلوں..... اور قیامت خیز تمازت نے انہیں بد قسمت طیارے کے جلتے ہوئے ٹکڑوں
سے کئی گز دور روک لیا اب صرف دعا کی جا سکتی تھی..... مگر..... آگ کے بے رحم اور
تباہ کن مزاج نے کسی کی ایک نہ چلنے دی..... اور بے چارے دیہاتی اپنی بے بسی اور نا
معلوم مسافروں کی المناک موت پر آنسو بہاتے رہے..... کیوں کہ وہ باوجود لاکھ
کوشش کے..... کچھ نہ کر سکے شاید خدا کو یہی منظور تھا ابھی اس واقعہ کو کچھ دیر ہی
گزری تھی کہ اس بنجر زمین کو..... جس پر ہنوز شعلوں اور موت کی حکمرانی تھی.....
پولیس اور فوج نے گھیرے میں لے لیا اور دیہاتیوں کو اس جگہ سے پرے دھکیل
دیا..... اس صورت حال میں دیہاتیوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ شاید یہ کوئی
بہت اہم جہاز تھا..... کچھ ہی دیر میں ملتان اور بہاولپور سے فائر بریگیڈ جائے حادثہ پر پہنچ

گئے اور بڑی پھرتی سے آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے طیارے کو لگی ہوئی آگ کے شعلے جو کہ کسی قدر دم توڑ رہے تھے اب پانی کی طاقتور بوچھاڑ کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور خاصی دیر آگ اور دھوئیں کے آنکھ مچولی کے بعد گرمی کا زور ٹوٹ گیا...... اب دیہات کے لوگ آگے آ کر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اس روح فرسا حادثہ میں کون بد قسمت لوگ لقمہ اجل بن گئے ہیں ؟ اسی کشمکش میں پہلے مغرب کی نماز ہوئی پھر عشاء کا وقت قریب آ رہا تھا کہ آٹھ بجے رات ریڈیو پاکستان سے یہ جانکاہ خبر نشر ہوئی......

"صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق بہاولپور کے نزدیک فضائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون" یہ خبر بستی لال کمال کے باسیوں کے علاوہ پورے پاکستان اور تمام عالم اسلام پر بجلی بن کر گری...... دنیائے اسلام کا بطل جلیل آگ کے

کے بے رحم شعلوں کی نظر ہو گیا تھا...... لیکن بستی کے لوگ کچھ زیادہ ہی مغموم اور ملول تھے...... اگر انہیں معلوم ہوتا کہ جلتے ہوئے طیارے میں ان کا سربراہ مملکت مجبور و لاچار پڑا ہے تو کچھ بعید نہیں تھا کہ بستی کے باہمت نوجوان ان شعلوں میں کود پڑتے اور محمد ضیاء الحق کی جان بچانے کیلئے اپنی جان کی بازی لگا دیتے لیکن اب...... وقت گزر چکا تھا صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ۲۹ شریک سفر اس حادثہ کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن چکے تھے

کپاس کے کھیتوں کے ساتھ ویران...... بنجر زمین پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن چکی تھی اس زمین کو جسے سیراب نہیں کیا جاتا تھا...... ۳۰ افراد کے خون سے سیراب کیا گیا...... شاید روز تخلیق سے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء تک اس قطعہ اراضی کو اسی دن کا انتظار تھا......؟ اس دن پاکستانی قوم نے جو المناک خبر سنی...... بستی لال کمال کے باسی اس کے عینی شاہد بن چکے ہیں اور وہ بار بار کف افسوس مل رہے ہیں کہ کاش وہ مرحوم صدر اور ان کے ساتھیوں کی کچھ مدد کر سکتے...... صدر مملکت جنرل ضیاء الحق جو گیارہ برس سے زائد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران رہے انہوں نے دنیا بھر میں مظلوم قوموں کی نصرت و حمایت کیلئے آواز اٹھائی انہوں نے اتحاد امت مسلمہ کیلئے نعرہ حق بلند کیا...... ایک ایسا نعرہ جس کی صدائے بازگشت راولپنڈی اسلام آباد سے اٹھی اور کیسا بلا نکاسے لیکر طائف اور نیو یارک کے بلند و بالا ایوانوں میں نہ

صرف سنی گئی بلکہ اس نے باطل پرست قوتوں پر جمود طاری کر دیا آج وہی آواز......
بستی لال کمال کے نزدیک...... بنجر زمین پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئی...... اور
یوں...... ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اسلام آباد سے شروع ہونے والے طویل ترین دور
اقتدار کا خاتمہ ہو گیا...... بہاولپور سے چار کوس دور......۔

ضیاء الحق اور صحافت

۵ جولائی ۱۹۷۷ء ہماری تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے۔ اس دن ملک میں جمہوریت کے علمبرداروں کے درمیان ایک طویل تضاد اور تصادم کے بعد مسلح افواج کے سربراہ نے ملک کا نظام سنبھال لیا تھا۔ سول حکومت کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ملک کا آئین اور تمام مہذب قوانین کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ انسانی اور بنیادی حقوق ختم کر دیئے گئے۔ یہ درست ہے کہ ۵ جولائی سے پہلے بھی ملک میں بنیادی اور سیاسی حقوق کی کوئی خوش کن تاریخ نہ تھی۔ تقریر و تحریر پر پابندی عائد رہی۔ اجتماع ممکن نہ تھا، ہنگامی حالت کا نفاذ تھا اور اس کے ذریعے آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق معطل تھے لیکن تمام امور کے باوجود کسی نہ کسی طور پر کچھ نہ کچھ مواقع جدوجہد کے لئے موجود تھے۔ لیکن مارشل لاء کے بعد یہ تمام کوششیں ناپید ہو گئیں۔ بعد کے حالات نے دیکھا کہ یک طرفہ ٹریفک تھی۔ وہ تمام امور اور وہ تمام عناصر جو کسی نہ کسی طور پر مارشل لاء کو مضبوط بنانے کے ہم خیال تھے۔ ان کے لئے بڑی حد تک آزادی تھی۔ لیکن وہ تمام تحاریک، تنظیمیں یا جماعتیں، جو مارشل لاء کو غیر فطری طرز حکومت خیال کرتے اور اس کو مہذب انسانی معاشرہ اور ملک کی ترقی کی راہ میں
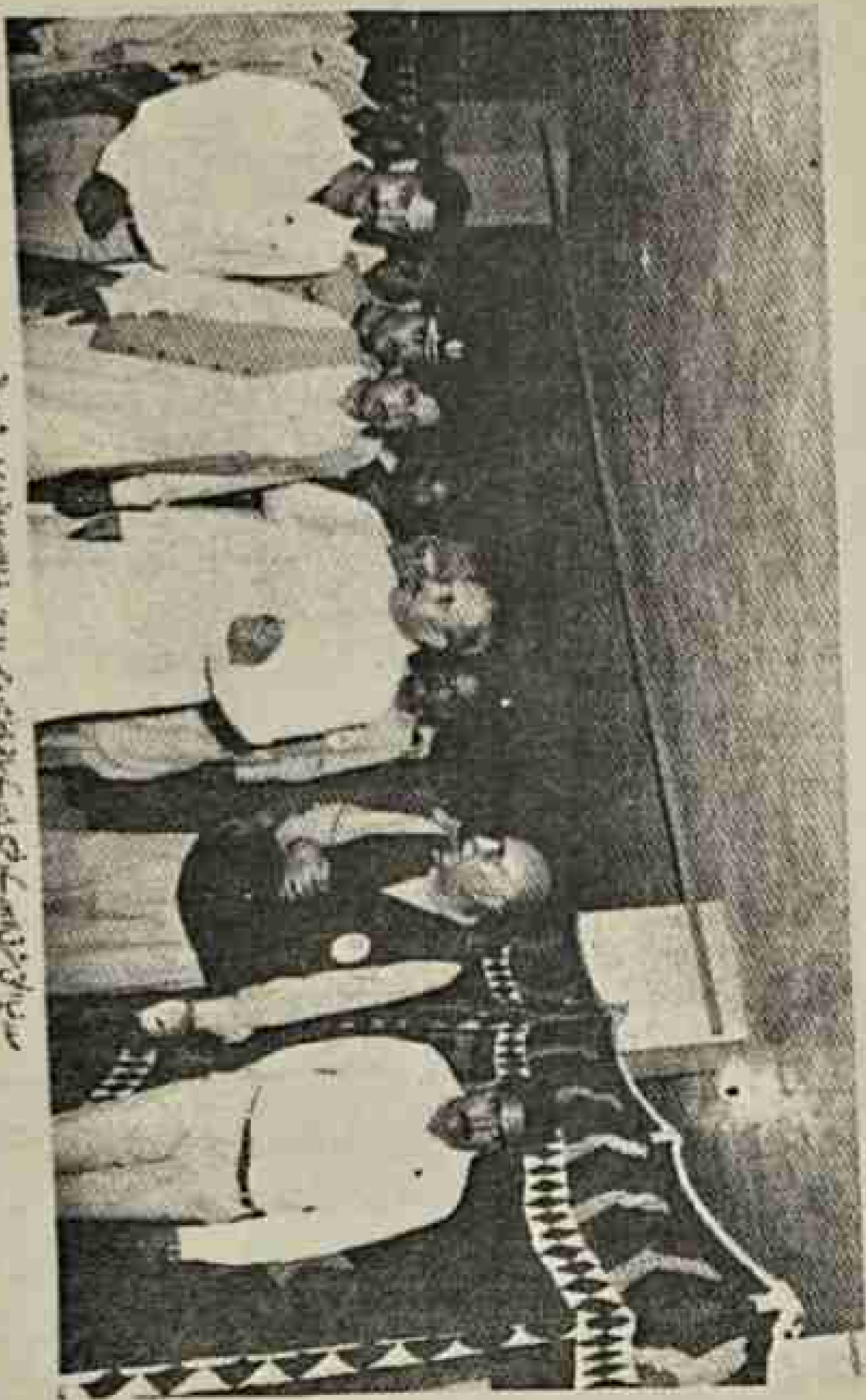
صدر ضیا الحق مشرق لاہور کے دفتر میں ان کے ساتھ [illegible] وحید الدین، ضیا الاسلام انصاری اور رشید صدیقی

رکاوٹ تصور کرتے۔ ان کے وجود کو مٹا دینے کے لئے مارشل لاء کا آہنی ہاتھ پوری طاقت کے ساتھ کچلنے کے لئے استعمال میں آتا...... اور اس کی مدد کے لئے وہ تمام عناصر اور طبقے بھی نکل آتے جو اپنی ترقی کے لئے مارشل لاء کو سازگار تصور کرتے تھے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس عہد میں ملک کو بدترین سنسرشپ کا سامنا رہا۔ مخالف جرائد اور رسائل کی آواز گھونٹ دی گئی۔ آزادی صحافت کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو کوڑوں، جیلوں، ہر طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن دوسری طرف اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بے پناہ مراعات دی گئیں۔ سرکاری خزانے کا منہ ان پر کھول دیا گیا۔ ضیاء الحق کے ذاتی حکم پر ان کو پوری دنیا کے دورے پر بھیجا گیا اور دنیا بھر میں پاکستان کے سفارت خانوں کو ہدایت کی گئی کہ ان کا بطور ضیاء الحق کے ذاتی مہمانوں کے طور پر استقبال کیا جائے۔ انہوں نے سازشوں کے ذریعے سے اپنے محسنوں کو کچلا۔ یہ سارے موقع پرست تھے۔ انہوں نے ہر دور میں اپنے مفاد کے لئے، ہر حاکم کے سامنے سجدہ کیا۔ ان میں سے بہت کم ایسے تھے جن کا تعلق صحافت سے تھا۔ ان میں بھاری تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو سی آئی ڈی اور فوج کی خفیہ سروس کے تنخواہ دار تھے۔ ان لوگوں نے نہ صرف اخباری اداروں کو لوٹا بلکہ بنکوں سے قرضے حاصل کئے، حکومت سے اراضی حاصل کی، اخباری برادری کے اجتماعی مقاصد کے لئے ملنے والے فنڈز خورد برد کر لئے۔ اس بدکردار، ابن الوقت اور قلم فروش طبقہ کی وجہ سے صحافت اور صحافت سے وابستہ افراد پر ایک ایسا کوہ گراں ٹوٹا کہ اس پیشے کی عزت و تکریم ختم ہو کر رہ گئی۔ صحافتی اقدار بھی تہ و بالا ہو کر رہ گئیں۔ ان تمام امور کی تفصیلات اس بات کا حصہ ہیں۔

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق نے اپنی پہلی نشری تقریر میں قوم سے بہت سے وعدے کئے تھے ان میں ایک وعدہ یہ بھی کیا تھا کہ ملک میں صحافت مکمل طور پر آزاد ہوگی لیکن صحافت کو آزادی کیا ملنا تھی اس کو بدترین عہد سے گزرنا پڑا۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کے اس پہلے بیان کا صحافتی حلقوں نے خیر مقدم
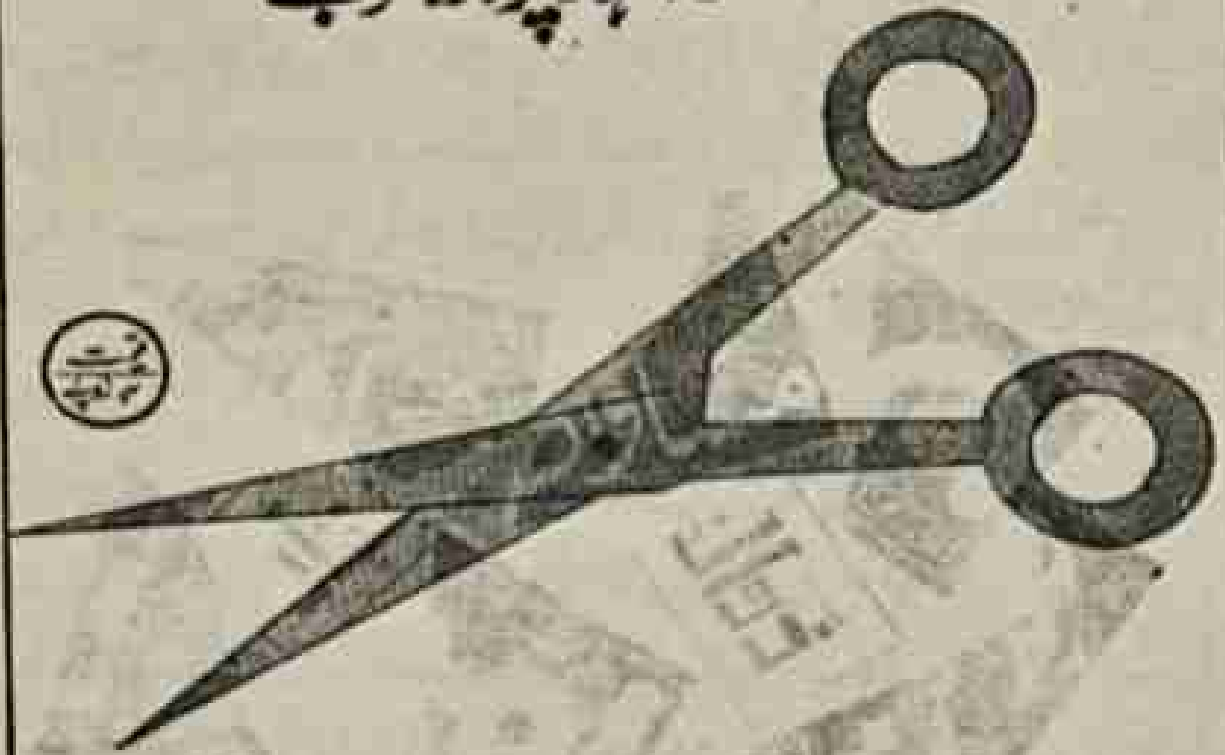
کیا۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) اور آل پاکستان
ایمپلائز کنفیڈریشن (اپنیک) کے صدر جناب منہاج برنا نے اس بیان کا خیر مقدم
کیا اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قوم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے پیش نظر ان کو
ایک یادداشت بھیجی جس میں صحافت پر عائد ناروا پابندیوں اور اخباری کارکنوں کے
اقتصادی مسائل اور مطابقت کا تذکرہ تھا اس یادداشت میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ یونین

کے وفد کو موقع دیا جائے کہ وہ ملاقات کر کے ان امور کی مزید وضاحت کر سکے اور اسطرح پریس اور حکومت کے درمیان خوشگوار تعلقات کا آغاز ہو سکے۔ مارشل لاء کی حکومت کی طرف سے اس میمورنڈم کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔ تاہم تھوڑے دنوں بعد جناب منہاج برنا کو وزارت اطلاعات نے طلب کیا اور بتایا کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خواہش ہے کہ ملک میں ایک صحافتی ضابطہ اخلاق نافذ کیا جائے۔ اس ضمن میں کئی اخبارات کے مدیران کو بھی بلایا گیا تھا۔ اجلاس شروع ہوا تو منہاج برنا کا پہلا سوال یہ تھا کہ۔ اجلاس میں جو ضابطہ اخلاق بنایا جارہا ہے اس کی حیثیت کیا ہو گی؟ کیا یہ پریس اور پبلیکیشنز آرڈیننس سے بالاتر ہو گا یا اس کی جگہ لے لے گا تو ان کو بتایا گیا کہ اس ضابطہ اخلاق کا آرڈیننس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ منہاج برنا کا دوسرا سوال یہ تھا تو اس کی افادیت کیا ہو گی؟ یہ امر ابھی مبہم تھا۔ چنانچہ انہوں نے خود کو اس میں حصہ دار بنانے سے انکار کر دیا اور پھر یہ ضابطہ اخلاق بھی ملک میں نافذ نہ ہو سکا۔

اس حق گوئی کی سزا یہ ملی کہ ستمبر ۱۹۷۷ء میں منہاج برنا کو پاکستان ٹائمز کی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جواز یہ تھا کہ وہ ہفت روزہ الفتح میں مضمون لکھتے ہیں جس کی پالیسی نیشنل پریس ٹرسٹ کی پالیسی کے متضاد ہے اور یہ بھی کہ الفتح قومیتوں کا پرچار کرتا ہے۔ مارشل لاء کی حکومت جس نے صحافت سے ناروا پابندیوں کے خاتمے کا عہد کیا تھا۔ یہ اس کا پہلا حملہ تھا۔ اخباری کارکن جنہوں نے پی ایف یو جے اور ایپنک کو آزادی صحافت کی مضبوط تنظیمیں بنایا تھا۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر نہ تھا کہ یہ تنظیمیں اپنی شاندار جدوجہد کے باعث ہر حکمران وقت کی آنکھوں سے کھٹکتی ہیں اور ان تنظیموں کے سربراہ پر حملہ در حقیقت ان کو کمزور کرنا اور حکومت کا ان تنظیموں کے بارے میں عزائم کا اظہار تھا لہٰذا مارشل لاء کے پہلے حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو راولپنڈی میں پی ایف یو جے اور ایپنک کی مجالس عاملہ کے مشترکہ اجلاس

ہوئے جس میں منہاج برنا کی برطرفی کا فیصلہ واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا اور فیصلے میں کہا گیا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر اس فیصلے کو منوانے کے لئے ملک گیر جدوجہد کی جائے گی۔ دوسری تنظیموں کی طرف سے بھی اس برطرفی کی مذمت کی گئی۔ حکومت نے شدید دباؤ کے باعث اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

اکتوبر ۷۷ء میں حکومت نے شیخ سلطان النہان ٹرسٹ کو (جس میں مساوات کراچی شائع ہوتا تھا) کو اپنی تحویل میں لے لیا اور مساوات کراچی چھاپنے سے انکار کر دیا۔ یوں ڈیڑھ سو اخباری کارکنوں کا روزگار خطرے میں پڑ گیا۔ اس ضمن میں پی ایف یو جے اور اپینک کے رہنماؤں نے حکومت سے بار بار مذاکرات کئے۔ لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی ۷ نومبر کو پی ایف یو جے اور اپینک کی قومی مجالس کا مشترکہ اجلاس کراچی میں ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ اگر مساوات کو شیخ سلطان النہان ٹرسٹ میں شائع کرنے کی اجازت نہ دی گئی تو ۳ دسمبر سے کراچی میں ملک گیر بھوک ہڑتال شروع کر دی جائے گی۔ اس ضمن میں ہڑتالی دستوں کی تیاری شروع ہو گئی اور ملک بھر سے سینکڑوں اخباری کارکنوں نے بھوک ہڑتال میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ ۳ دسمبر ۷۷ء کو کراچی پریس کلب میں پہلے دستے نے بھوک ہڑتال شروع کی جس کی قیادت منہاج برنا کر رہے تھے۔ بھوک ہڑتال کے دوسرے دن صبح ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

نے مارشل لاء کے ضوابط کی خلاف ورزی کے الزام میں مساوات بند کر دیا۔ اور اس کے ایڈیٹر سید بدر الدین اور اسسٹنٹ ایڈیٹر ظہیر کاشمیری کو گرفتار کر کے ان کو سرسری سماعت کی فوجی عدالت نے چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دے دی۔ یہ صورت حال پی ایف یو جے اور اپنک کے لئے ایک نیا امتحان تھا۔ اس وقت ان دونوں تنظیموں کی پوری توجہ کارکنوں کے اقتصادی مسائل کی طرف تھی کیونکہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باعث کارکنوں کو شدید مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ اخراجات زندگی میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ کارکنوں اور دونوں تنظیموں کی طرف سے بھرپور مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ویج بورڈ تشکیل دیا جائے۔

لاہور میں دونوں تنظیموں کی قومی مجالس کے اجلاس ہوئے جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت مطالبات تسلیم نہ کرے اور اخبار کی اشاعت پر پابندی ختم نہ کرے اور گرفتار شدہ اخباری کارکنوں کو رہا نہ کرے تو پھر ملک گیر ہڑتال شروع کر دی جائے جس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا اس میں نسیم الحق عثمانی، رشید چودھری اور رشید صدیقی بھی شامل تھے جنہوں نے بعد میں تحریک سے غداری کی اس دوران جنرل سوار خان جو پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے انہوں نے تحریک کے رہنماؤں سے مذاکرات بھی کئے لیکن وہ بھی وزارت اطلاعات و نشریات کے جنرل مجیب الرحمن کو اس امر پر آمادہ نہ کر سکے کہ یونین کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں۔ چنانچہ باقاعدہ تحریک شروع ہونے سے ایک روز پہلے یعنی ۲۹ اپریل کو اچانک پولیس نے چھاپہ مار کر جناب منہاج برنا اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے رہنما (جو سندھ اور سرحد سے آئے ہوئے تھے) اور ان کے ساتھ نثار عثمانی سمیت ۱۲ دوسرے افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ منہاج برنا، احفاظ الرحمن، عرس ملاح، وہاب صدیقی، جوہر میر، زاہد تمعون، محمد ریاض اور عبدالغنی ورس کو تو پنجاب بدر کر دیا گیا جبکہ نثار عثمانی اور دوسرے لوگوں کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ اس کارروائی کا مقصد اخباری کارکنوں کے عزم کو منتشر کرنا تھا۔ لیکن تحریک نہ رکی اور نہ رکتی تھی۔ پروگرام کے مطابق ۳۰ اپریل کو

آزادیٔ صحافت کی تحریک میں کوڑے کھانے والے خاور نعیم ہاشمی کے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقریب میں شیخ رشید ملک معراج خالد آئی ایچ راشد اور نثار عثمان

شام پہلا بھوک ہڑتالی دستہ جو اخبارات میں کام کرنے والی چار خواتین پر مشتمل تھا۔ وہ بھوک ہڑتال پر بیٹھا۔ جن کو تھوڑی دیر بعد گرفتار کر لیا گیا اسطرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ تحریک میں ۱۶۸ افراد نے گرفتاریاں دیں اور ان کو فوجی عدالتوں سے مختلف قید اور جرمانے کی سزائیں سنانے کے بعد ان کو صوبے کی مختلف جیلوں میں بھجوا دیا گیا۔ تحریک کو کچلنے کے لئے مختلف وحشیانہ حربے اختیار کئے۔ ٹرسٹ کے اخبارات کے وہ کارکن جو اس تحریک میں گرفتاریاں دیتے تھے ان کو ملازمتوں سے الگ کر دیا گیا تاکہ گرفتاریاں دینے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ جب یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو ۱۳ مئی کو چار اخباری کارکنوں کو فوجی عدالت نے قید اور جرمانے کے ساتھ ساتھ پانچ پانچ کوڑوں کی سزا بھی سنا دی جن میں خاور نعیم ہاشمی' ناصر زیدی' مسعود اللہ خاں اور اقبال جعفری شامل تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تحریک کے مخالف اور اس کو کچلنے کے لئے حکومت سے تعاون کرنے والوں کو ایک دن پہلے علم تھا کہ اب کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی۔ بلکہ کچھ حلقوں کا خیال ہے کہ کوڑوں کی

سزا' غداران صحافت کی تجویز پر ہی دی گئی تھی۔ کوڑے لگنے کے باوجود تحریک نہ رکی اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ پاکستان کی تاریخ میں کوڑوں کی سزا پر پاکستان اور بیرون دنیا پاکستان کی حکومت کی شدید مذمت کی گئی جس پر مزید افراد کو کوڑوں کی سزا دینے کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔

تمام تر ناکامیوں کے بعد غداران صحافت نے ایک حربہ اور اپنایا...... اور وہ یہ تھا کہ تحریک کی قیادت پر قبضہ کرنا۔ چنانچہ ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۶ مئی کی رات کو پولیس نے چھاپہ مار کر مجلس عمل کے پانچ ارکان کو گھروں سے گرفتار کر لیا۔ گرفتار ہونے والوں میں ریاض ملک صدر پنجاب یونین آف جرنلسٹس' عارف علی شاہ صدر پی ایل ورکرز یونین' آئی ایچ ارشد' سابق صدر پی یو جے ہمراز احسن نائب صدر پی یو جے' علی اختر مرزا جبکہ کئی دوسرے پولیس کے ہاتھ نہ آئے۔ ریاض ملک کی گرفتاری کے بعد محمود جعفری جو پی یو جے کے سینئر نائب صدر تھا۔ وہ غداران صحافت کی صف میں شامل ہو گئے اس نے پی یو جے کے قائمقام صدر کا عہدہ سنبھال لیا اور تحریک کو معطل کرنے کا اعلان کر دیا۔ کسی بھی تحریک کے مشکل ترین لمحات وہ ہوتے ہیں جب اس کو اپنے اندر ہی سے کچھ لوگ سبوتاژ کرتے ہیں۔ حالانکہ حکومت اس تحریک کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ غداران صحافت نے طے شدہ پروگرام کے مطابق حکومت سے مذاکرات شروع کئے اور فوجی آمروں نے ان کو اخبار نویس برادری پر مسلط کرنے کے لئے مساوات پر پابندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ گرفتار شدہ افراد کو رہا کر دیا گیا لیکن نیشنل پریس ٹرسٹ کے تیں برطرف شدہ اخباری کارکنوں کو بحال نہ کیا گیا۔ ایک ماہ کے بعد پی ایف یو جے اور اپنک نے لاہور میں تحریک عارضی طور پر معطل کر کے کراچی میں شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔

لاہور کی تحریک کے دوران ہی روزنامہ مساوات کراچی ہفت روزہ الفتح کراچی اور ہفت روزہ معیار پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ۲۸ جون ۷۸ء کو پی ایف یو جے اور اپنک کی مشترکہ عمل کا اجلاس کراچی میں ہوا جس میں مطالبات کی منظوری کے لئے

۱۸ جولائی سے ملک گیر معطل شدہ احتجاجی بھوک ہڑتال کراچی میں شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تحریک ۸۲ دن جاری رہی۔ کراچی کی تحریک میں جمہوریت پسند مزدور، ہاری، خواتین اور طالب علم بھی شروع سے آخر تک عملی طور پر شریک رہے۔ اس تحریک میں تین سے زائد اخباری کارکنوں مزدور ہاریوں طلبہ اور خواتین نے گرفتاریاں دیں۔ تحریک کا آغاز ۱۸ جولائی کو بھوک ہڑتال سے ہوا تھا جس کی قیادت منہاج برنا نے کی۔ پریس کلب کراچی میں کیمپ لگایا گیا۔ ۲۰ جولائی کی صبح کو اس پہلے دستے کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد تقریباً تین ہفتے تک کراچی پریس کلب میں رضاکار دستے بھوک ہڑتال پر پہنچتے رہے اور انہیں گرفتار کر کے سندھ کی مختلف جیلوں میں بھیجا جاتا رہا۔ اس کے بعد بھوک ہڑتال کا سلسلہ ختم کر دیا گیا کیونکہ رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ شہر کی معروف سڑکوں پر گرفتاریاں پیش کی جائیں۔ حکومت کا خیال تھا کہ تحریک چند دنوں کے بعد دم توڑ دے گی لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ جمہوریت پسند حلقوں کی طرف سے اس تحریک کو حمایت حاصل رہی۔ لیکن حکومت نے تمام اپیلوں کو مسترد کر دیا اور صحافیوں سے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا۔ حکومت کی ہٹ دھرمی کو دیکھتے ہوئے گرفتار شدہ اخباری کارکنوں اور دوسرے گرفتار شدہ افراد نے فیصلہ کیا کہ اگر حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کئے تو ۹ ستمبر سے جیلوں میں تا مرگ بھوک ہڑتال شروع کر دی جائے گی۔

۹ ستمبر کو منہاج برنا نے خیرپور جیل میں تا مرگ ہڑتال شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی سندھ کی تمام جیلوں میں زیر حراست اخباری کارکنوں کے دستے بھوک ہڑتال پر بیٹھ گئے ہر روز ایک نئے دستے کا بھوک ہڑتالی کیمپ میں اضافہ ہو جاتا۔ اس صورتحال سے ملک میں کہرام مچ گیا۔ حکومت کی ظالمانہ پالیسی کی پہلے سے زیادہ پرزور مذمت ہوئی۔ رائے عامہ کے شدید دباؤ کے سامنے ایک بار پھر فوجی حکومت کو جھکنا پڑا اور ۱۸ اکتوبر اخباری صنعت کی نمائندہ تنظیموں اور حکومت کے اہل کاروں کے درمیان ایک سمجھوتے پر دستخط ہوئے جس میں نہ صرف مطالبات کو تسلیم کیا گیا بلکہ

اخبارات ورسائل جن کے ۱۹۷۹ء میں اشتہارات بند کردیئے

روزنامہ "مساوات" لاہور، روزنامہ مساوات کراچی، روزنامہ "سن" کراچی، روزنامہ صداقت کراچی، روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی، ہفت روزہ "ذوالفقار" کھوکھی، ہفت روزہ "سچائی" میرپور خاص، پندرہ روزہ "شبنم" کراچی، ماہنامہ "پاکستان فورم" کراچی

جن پر ۱۹۷۹ء میں بھی قبل از سنسر نافذ رہا

۱۔ مساوات لاہور ...... ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء سے سنسر لگا
۲۔ تعمیر راولپنڈی ...... ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء سے سنسر لگا
۳۔ ہفت روزہ "ویو پوائنٹ" لاہور ...... دسمبر ۱۹۷۸ء سے سنسر لگا
۴۔ ماہنامہ "دھنک" لاہور ...... دسمبر ۱۹۷۸ء سے سنسر لگا

پی ایف یو جے اور اپنک کو اخباری صنعت کی نمائندہ تنظیمیں تسلیم کیا گیا اس ضمن میں ریڈیو پاکستان نے جو خبر نشر کی اس میں اخباری کارکنوں کی دلیرانہ جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اس تحریک میں ایک طرف عزم تھا تو دوسری طرف اذیت رسانی کے تمام تر حربے تھے اور ایک بار پھر عزم کے سامنے ظلم و ستم اور اس کو روا رکھنے والے بے بس ہو گئے۔ مارشل لائی حکومت نے اپنی گرفت مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے تمام عناصر کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا جو اس کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ چنانچہ انہی دنوں ایک خفیہ حکم کے ذریعے ایسے افراد کی فہرست تیار کرنے کے لئے کہا گیا جن کے بارے میں شک تھا کہ وہ ترقی پسند ہیں یا کسی ترقی پسند تنظیم سے تعلق ہے۔ اس حکم کو حسین نقی نے ویو پوائنٹ میں شائع کیا تھا جس پر ۶ دسمبر ۷۸ء کے پہلے ہفتے میں

حسین نقی اور ویو پوائنٹ کے ایڈیٹر مظہر علی خان کو سیکرٹ ایکٹ کے تحت پکڑ لیا گیا اور کئی ماہ تک جیل میں بند رکھنے کے بعد ان کو عدالت سے ضمانت پر رہائی ملی لیکن ان کے خلاف مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔

۸ اکتوبر کو ہونے والے معاہدہ کی بھی فوجی حکومت نے خلاف ورزی کی۔ معاہدہ کے مطابق جن ۳۰ اخباری کارکنوں کو لاہور کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں برطرف کیا گیا تھا ان کو معاہدہ کے مطابق بحال کیا جانا تھا۔ اس پر عمل درآمد نہ ہوا اس کے علاوہ الفتح' معیار اور دوسرے جرائد پر بھی پابندی برقرار رہی۔ ۱۶ اکتوبر کو مرکزی حکومت کے حکم پر صوبائی حکومتوں نے آٹھ اخبارات و رسائل پر دو ماہ کے لئے قبل از اشاعت پابندی عائد کر دی۔ ان میں مساوات لاہور 'مساوات کراچی' تعمیر راولپنڈی روزنامہ حیات لاہور' روزنامہ امن کراچی' روزنامہ اعلان کراچی' روزنامہ صداقت کراچی' روزنامہ نجات سکھر' ہفت روزہ نوائے وطن لاہور' ہفت روزہ ملت اسلام آباد' ہفت روزہ ذوالفقار کراچی' ہفت روزہ ویو پوائنٹ لاہور اور ماہنامہ دھنک لاہور اس کے علاوہ مارشل لاء کے زیر انتظام چلنے والے روزنامہ ہلال پاکستان' ہفت روزہ نصرت پر بھی سنسر لگا دیا گیا۔ دو ماہ بعد سندھ سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد پر سنسر اٹھا لیا گیا لیکن پنجاب میں یہ سنسر جاری رہا۔ بالآخر ۱۶ اکتوبر ۷۹ء کو مارشل لاء کے ایک حکم کے تحت مساوات اور دوسرے جرائد پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ پابندی مارشل لاء کے اٹھنے تک جاری ہے چنانچہ مارشل کے جس حکم کے تحت پابندی عائد کی گئی تھی اس کو آٹھویں ترمیم میں آئین کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا اس لئے یہ پابندی ختم ہو گئی لیکن دوسری قانونی پیچیدگیوں کے باعث یہ اخبارات ابھی تک اپنی اشاعت شروع نہیں کر سکے۔

اگست ۸۳ء میں تحریک بحالی جمہوریت نے پاکستان میں ایک سول اور جمہوری حکومت کے قیام کے لئے ایک ملک گیر تحریک شروع کی۔ اس تحریک میں سندھ کے عوام نے غیر معمولی جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ فوجی حکومت نے اس تحریک کو کچلنے

[illegible]

لاہور کے صحافیوں اور دانشوروں کی طرف سے لکھے جانے والے خط کا عکس جس کے باعث مشرق 'امروز اور پاکستان ٹائمز' سے سینئر کارکنوں کو برطرف کر دیا گیا تھا

چیف ایڈیٹر محترم مسٹر ضیاء السلام انصاری
کے تحریر کردہ خط کا عکس

مسعود اشعر اور صدر ضیاء الحق ملتان پریس کلب میں

کے لئے بے پناہ طاقت کا استعمال کیا۔ سندھ میں ایک بار پھر مشرقی پاکستان کی تحریک دہرائی گئی۔ جیلیں بھر گئیں سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے۔ اس صورت حال پر کوئی بھی دردمند پاکستانی خاموش نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ مختلف افراد کی طرف سے ایک محضرنامہ جاری کیا گیا جس میں یہ دردمندانہ اپیل کی گئی کہ حکومت سیاسی معاملات کو گولی سے سدھارنے کی بجائے مذاکرات سے سدھارے۔ اس محضرنامے میں سندھ میں جمہوریت کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے جذبہ حریت کو بھی سلام پیش کیا گیا۔ یہ صفرنامہ اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجا گیا۔ ضیاء الاسلام انصاری اس وقت مشرق کے چیف ایڈیٹر اقبال زبیری کو جبری ریٹائر کرانے کے بعد چیف ایڈیٹر بن چکے تھے۔ انہوں نے اس محضرنامہ کو "غداری" کا نام دیا اور پریس ٹرسٹ کے چیئرمین سے سفارش کی کہ اس پر دستخط کرنے والے مشرق کے تین صحافیوں جناب عزیز مظہر، جناب اورنگ زیب اور جناب سید ممتاز احمد کو ملازمت سے برطرف کر دیا

جائے۔ اس سفارش پر عمل در آمد کرانے کے لئے انہوں نے وزارت اطلاعات کے سیکرٹری جنرل مجیب الرحمٰن سے مدد لی اور ان تینوں کو ۱۳ ستمبر کو ملازمت سے بغیر کسی صفائی کا موقع دیئے برطرف کر دیا۔ اسی طرح پاکستان ٹائمز اور امروز کے سات صحافی بھی اس زمرے میں آتے تھے۔ وہاں کی انتظامیہ اسطرح کا اقدام کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس مسئلے کو ٹالنا چاہا لیکن ایک اطلاع کے مطابق ضیاء الاسلام انصاری نے اس کو ذاتی انا کا مسئلہ بنا کر ضیاء الحق کی وساطت سے دباؤ ڈال کر باقی سات افراد کو بھی ملازمتوں سے برطرف کروا دیا۔ برطرف ہونے والوں میں جناب آئی ایچ راشد' جناب ریاض ملک' جناب مسعود اشعر' جناب شفقت تنویر مرزا' جناب بدر اسلام بٹ' جناب اظہر جاوید اور محترمہ رخشندہ حسن

مشرق لمیٹڈ

Mashriq Limited

No. PO-V[(9)]138/81 Dated: September 12, 1983

From: Chairman, National Press Trust,
and Chief Executive,
Mashriq Limited, Lahore.

To: Mr. Aurangzeb,
Sub-Editor,
The Mashriq,
Lahore.

For the reasons given by the Chief Editor, Mashriq, in his advice dated 1.9.1983(copy enclosed), your services are hereby terminated with immediate effect.

Please collect your legal dues, including pay in lieu of notice, from the Accounts Department.

(Rafiq Inayat Mirza)
Chairman, National Press Trust,
and Chief Executive,
Mashriq Limited.

Islamabad

چیئرمین رفیق عنایت مرزا کا جاری کیا جانے والا خط

روزنامہ مشرق لاہور کے دفتر میں پولیس احتجاجی بینروں کے ساتھ بیٹھی ہے
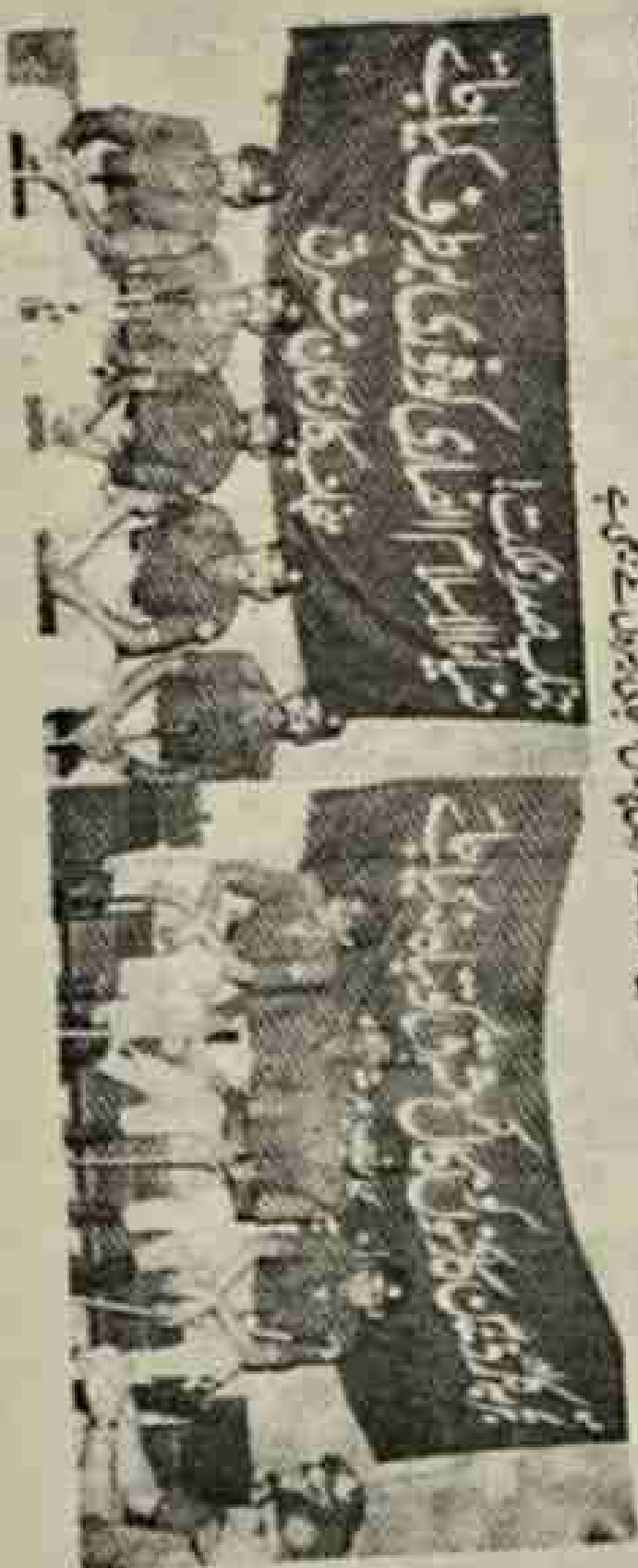
شامل تھے۔ یاد رہے کہ ضیاء الاسلام انصاری نے مشرق کے تین صحافیوں کو نکالتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ اگر عدالت نے ان کو بحال کر دیا تو پھر بھی ان کو ملازمت پر واپس نہیں لیں گے اور اگر کوئی مجبوری ہوئی تو وہ ان کا مشرق میں آخری دن ہو گا لیکن ۹ جون ۱۹۸۵ء کو عدالت نے ان کو ملازمتوں پر بحال کر دیا اور ضیاء الاسلام انصاری نے ان کو ملازمتوں پر واپس لیا جن میں سے اورنگ زیب اور ممتاز احمد استعفیٰ دے گئے اور عزیز مظہر ابھی تک مشرق میں کام کر رہے ہیں۔

صدر ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور حکومت میں نیشنل پریس ٹرسٹ کے آخری چیئرمین ضیاء الاسلام انصاری بنے جبکہ قبل ازیں اس عہدے پر خواجہ آصف، جمیل زبیری، آفتاب احمد، رفیق عنایت مرزا، وجیہہ الدین، قطب الدین عزیز اور یونس الیاس سیٹھی فائز رہے۔ ضیاء الاسلام انصاری نے نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیئرمین بنتے ہی مشرق کے ۸٦ سینئر کارکنوں کو ۲۵ سال ملازمت کے بعد فارغ کرنے کے نوٹس جاری کر دیئے۔ ان نوٹس یافتہ گان میں صدارتی ایوارڈ حاصل کرنے والے سینئر صحافی ریاض بٹالوی اور انتظار حسین بھی شامل تھے جس پر مشرق امپلائز یونین کے صدر مظفر حسین شاہ اور سٹاف یونین کے صدر حافظ نذیر احمد نے ایک مشترکہ تحریک شروع کی اس کو گیارہ سال میں بننے والے صحافتی برادری کے ہر گروپ کی حمایت حاصل تھی۔ لیکن ضیاء الاسلام انصاری نے ۱۹۸۲ء میں ہونے والے یونین کے معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ (جس میں ۳۰ سالہ مدت ملازمت یا ساٹھ سال عمر کا اصول طے پایا تھا) ان کا کہنا تھا کہ مشرق کو بچانے کے لئے یہ اقدام بہت ضروری ہے اور اس سلسلے میں صدر ضیاء الحق کو تمام باتوں سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور انہوں نے اس فیصلے پر اتفاق کیا ہے۔ مشرق کے کارکنوں کی یہ تحریک زور و شور سے جاری تھی اور کارکنوں کی جانب سے ہر روز دو گھنٹے ایک سے تین بجے تک جزوی ہڑتال کی جاتی رہی۔ لیکن مذاکرات کی کوئی نوبت نہ نکلی۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ طیارے کے حادثے نے صدر ضیاء الحق کے گیارہ سالہ طویل دور کا خاتمہ کر دیا۔

یاد گار سفر

اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ سالہ دور اقتدار میں ان کی پالیسیوں سے اختلاف رائے کی بہت گنجائش رہی مگر ان کی عوامی مقبولیت اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت بھی تھی صدر ضیاء الحق ایک ایسی شخصیت تھے کہ جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے۔

انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے رابطہ پیدا کیا اور جہاں بھی گئے اپنے شخصی محاسن کے گہرے اثرات چھوڑے اپنے ہی اثرات اور داستان انہوں نے اپنے انتقال کے بعد بھی مرتب کی' کہ مرحوم کی نماز جنازہ میں سوگواروں کا ایک جم غفیر تھا جو ان کے سفر آخرت میں شرکت کیلئے ملک کے کونے کونے اور گوشے گوشے سے جمع ہو گیا تھا کہا جاتا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان مرحوم کے سفر آخرت میں عوام کا جتنا اژدحام تھا صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی نماز جنازہ میں بھی اتنی ہی خلقت تھی لوگوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو دیکھ کر غیر ملکی نامہ نگاروں اور اخبار نویسوں نے بجا طور پر یہ کہا کہ ہم نے کسی صدر کے جنازے میں پہلی مرتبہ لوگوں کی اس قدر تعداد دیکھی ہے صدر جنرل محمد

ضیاء الحق مرحوم کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اسلام آباد میں شاہ فیصل مسجد کے میناروں کے سائے میں سپرد خاک کیا گیا جنازے کی تقریب میں جہاں لاکھوں پاکستانی عوام مسلح افواج کے سربراہوں قائم مقام صدر غلام اسحاق خان سینٹ کے ارکان وزرائے اعلیٰ سابق وزیر اعظم جونیجو سیاسی سماجی ثقافتی شخصیات نے شرکت کی وہاں دنیا بھر سے آئے ہوئے تقریباً پچاس سے زائد غیر ملکی سربراہان مملکت وزرائے خارجہ اور غیر ملکی وفود شامل تھے

حادثے کے بعد صدر ضیاء الحق مرحوم کی میت کے تابوت کو ایک خصوصی طیارے میں اسلام آباد لایا گیا جہاں صدر غلام اسحاق خان متعدد وفاقی وزراء اور اعلیٰ سول و فوجی حکام ائیر پورٹ پر سوگوار موجود تھے وہاں سے صدر مرحوم کے تابوت کو آرمی ایمبولینس کے ذریعے سی ایم ایچ لے جایا گیا دوسرے روز میت کو بذریعہ ایمبولنس پی اے ایف بیس لے گئے جہاں سے ہیلی کاپٹر پر تابوت کو ایوان صدر پہنچایا گیا جب صدر ضیاء کا تابوت ایوان صدر پہنچا تو وہاں صدر کے اہل خانہ رشتہ داروں کے علاوہ سینکڑوں شہریوں کی آہوں اور سسکیوں سے کہرام بپا ہو گیا وہاں پر موجود سینکڑوں عورتوں نے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور اسی دوران بیگم شفیقہ ضیاء الحق تابوت کے بائیں جانب کرسی پر خاموش بیٹھی رہیں اور بار ہا جذبات پر قابو نہ لاتے ہوئے رونے لگتیں تو ان کے چھوٹے بیٹے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیتے وہ بعد میں کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہے بیگم شفیقہ ضیاء الحق کے پیچھے ان کی صاحب زادیاں اور بہو کھڑی روتی رہیں جنہیں رشتہ دار دلاسہ دیتے رہے صدر کی چھوٹی بیٹی مسلسل میت کے پاس کھڑی رہی اور ایک بار جب اپنی والدہ سے پوچھا کہ والد کی میت چلی جائے گی تو انہوں نے ہاتھ تھام کر دلاسہ دیا ضیاء الحق کے بڑے بیٹے اعجاز الحق میت کے پاس کھڑے گلاب کا عرق چھڑکتے رہے جب کہ صدر مملکت کے چھوٹے بھائی اظہار الحق میت کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے ایوان صدر سے تابوت آرمی ایمبولینس کے ذریعے فیصل چوک اسلام آباد تک لے جایا گیا جہاں

جنازے میں سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو سابق وزیر ریلوے نثار محمد خان اور قومی اسمبلی کے سپیکر حامد ناصر چٹھہ

میت کو توپ گاڑی پر رکھ کر آخری آرام گاہ فیصل مسجد کی طرف روانگی ہوئی راستے میں سڑک کے دونوں طرف ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے لاکھوں افراد کھڑے تھے بہت سے لوگ میت کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے مسجد کے میناروں پر چڑھے ہوئے تھے ہر طرف سے تابوت پر پھولوں کی بارش کی گئی بہت سے لوگ تابوت کے پیچھے دوڑ رہے تھے صدر ضیاء مرحوم کے اس یادگار سفر آخرت میں افغان مجاہدین کی سات تنظیموں میں سے چھ کے لیڈر بھی شریک ہوئے صدر کے جنازے کے موقعے پر اسلام آباد میں غیر ملکی رہنماؤں اور مغرب و مشرق کے سفارت کاروں کا زبردست اجتماع رہا خاص طور پر مغربی ممالک سے پاکستانی اتحادیوں کا جو افغان چھاپہ ماروں کی باقاعدہ امداد کے سلسلے میں صدر ضیاء کے نظریئے کے حامی تھے

جب فیصل مسجد اسلام آباد میں صدر مملکت ضیاء الحق کے تابوت کو قبر تک لے جانے کیلئے توپ گاڑی سے اتارا گیا تو صدر کے صاحبزادوں رشتہ داروں سول و فوجی اعلیٰ حکام اور غیر ملکی شخصیات کے علاوہ ۷۳ سالہ صدر غلام اسحاق خاں بھی کندھا دینے والوں میں شامل تھے جبکہ قبر کے پاس سابق وزیر اعظم محمد خاں جونیجو اور حزب اختلاف کے کئی ممتاز لیڈر بھی موجود تھے صدر کی تدفین کے بعد سب سے پہلے صدر غلام اسحاق خاں نے قبر پر پھول چڑھائے اور فاتحہ خوانی کی آخری رسومات میں شرکت کے بعد ملکہ برطانیہ کی طرف سے پاکستان میں برطانیہ کے سفیر بیر گنگن ' سری لنکا کے وزیر خارجہ اے سی ایس حمید ' آنجہانی آرنلڈ رافیل کی اہلیہ ' عمان کے

نائب وزیر اعظم ' جاپان کے سفیر ' برونائی دار السلام کے وزیر مذہبی امور ' کویت کے وزیر منصوبہ بندی ' اٹلی کے نائب وزیر خارجہ ' عرب امارات کے وفد قبرص کے وفد ' یوگنڈا کے ڈپٹی وزیر ' کینیڈا کے معاون وزیر دفاع ' فرانس کے سفیر ' آسٹریا کے سفیر ' آئرلینڈ کے وفد کے سربراہ نیوزی لینڈ کے سفیر ' پولینڈ کے سفیر ' ناروے کے ناظم الامور ' بلغاریہ کے سفیر ' سینی گال کے سفیر ' فلپائن کے خصوصی ایلچی ' آسٹریلیا کے سفیر ' سویڈن کے سفیر ' ڈنمارک کے ناظم الامور تنزانیہ کے سفیر ' تیونس کی پارلیمنٹ کے صدر ' ماریشس کے سفیر ' سوئٹزرلینڈ کے سفیر ' جمہوریہ یمن کے وفد ' کیوبا کے وفد نے صدر مرحوم کی قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں اقوام متحدہ کی طرف سے پرنس صدر الدین آغاخاں ' اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی طرف سے شریف الدین پیر زادہ ' اقوام متحدہ کے مہاجرین کے کمیشن کے علاوہ واؤدی فرقہ کے روحانی پیشوا پرنس سید نابرہان الدین نے قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی

صدر ضیاء الحق کے میلوں دور تک پھیلے ہوئے نماز جنازہ کے اجتماع کو کوریج کیلئے ٹیلی ویژن کے تیس کے قریب کیمرے استعمال کئے گئے شاہراہ فیصل اسلام آباد جہاں سے جنازہ گزرنا تھا وہاں تقریباً پندرہ کیمرے لکڑی کے چبوترے پر نصب کئے گئے تھے جبکہ آرمی ہاؤس چکلالہ ' پی اے ایف بیس اور ایوان صدر کیلئے کیمرہ مینوں کی الگ الگ ٹیموں نے کام کیا اس سلسلے میں پاکستان ٹی وی کارپوریشن نے اپنے تمام سنٹروں سے مختلف سینئر کیمرہ مینوں کو اسلام آباد طلب کیا تھا اور صدر ضیاء الحق کی تدفین کو براہ راست پاکستان کے علاوہ دنیا کے تقریباً پچاس سے زائد ممالک میں دکھایا گیا تدفین کے روز پورے پاکستان میں کاروبار بند رہا اور سڑکیں سنسان دکھائی دیں اور اس طرح قوم نے صدر ضیاء الحق کو آخری خراج عقیدت پیش کیا۔

JALALI KUTAB KHANA PRESENTS

بہاولپور سے چار کوس دور

مصنف ناصر نقوی